جامعات المدینہ اور تنظیم المدارس کے نصاب میں داخل
علمِ میراث کی مشہور کتاب سراجی کی آسان تشریح

بنام

خلیل الوراثت

﴿آسان حلِ سراجی﴾

﴿شائقینِ مطالعہ کے لئے فتاوی جات سے تلاش کر کے آخر میں مسائل کی ایک فہرست بھی دی ہے﴾

مرتب
ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی عفی عنہ
باہتمام
محمد اقبال عطاری مدنی عفی عنہ

الغنی پبلشرز
کراچی، بہاولپور 0334-3463826

☝ علماء کرام اہلسنت و جماعت حنفی مسلک کے مستند اور مفید گروپس اور چینل کے لنکس حاصل کرنے کے لیے اس لنک پر کلک کریں اور اپنے مطلوبہ گروپ یا چینل جوائن کریں اور اپنے گروپ کے لنکس بھی شیئر فرمائیں ☝

⬇🌹ADVERTISING GROUP OF AHLESUNNAT🌹⬇

https://telegram.me/joinchat/A6Bw8z7sqzCwR8sbhjupZA

ماشاء اللہ یہ جان کر آپ سبھی حضرات کو خوشی ہوگی کہ آپ کے استفادے کے لیے بہت ہی نفع بخش سوالات اور جوابات کے لئے بنائے گئے گروپس اور چینلز کے لنکس ایک ساتھ شیئر کئے جا رہے ہیں ان سے افادہ و استفادہ کا سلسلہ تقریبا دو سال سے جاری وساری ہے ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگا یا جا سکتا ہے کہ استفادہ کرنے والے دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمان ہیں اگر آپ بھی منسلک ہونا چاہتے ہیں تو نیچے دیے گیے لنکس پر کلک کریں.

⬇🌹الاجوبہ للاسئلہ سوالات کے لئے🌹⬇

https://telegram.me/joinchat/AsqLkDwYNdDtolU2urzQYA

اهل الذکر

اس گروپ میں صرف اپنے شرعی سوال پوسٹ کریں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کسی بھی جواب کو ہماری طرف سے تصور نہ کریں جب تک ہم اس کی تصدیق نہ کر لیں شکریہ

گروپ لنک.

https://telegram.me/AskYourSharaiiQuestions

🌹Fiqhi-Masail FaizanAlahazrat

🌹فقہی مسائل فیضان اعلی حضرت🌹

اہلسنت و جماعت حنفی

شرعی مسائل میں رہنمائی حاصل کرنے کی غرض سے بنایا گیا ہے جسمیں علماء کرام آڈیو ریکارڈنگ کی صورت میں جواب ارشاد فرماتے ہیں

☞ @ABBUTAYYAB

https://telegram.me/fiqhimasail

FAIZAN E ALAHAZRAT library 🌹

Group mein sirf aur sirf ulema e ahl e sunnat khusoosi taur par Imam ahlesunnat Mujadid deen o millat Imam Ahmad Raza Khan ki kitab share karay

کتب کے علاوہ کسی قسم کی پوسٹ نہ کریں اور نہ ہی سوالات صرف اور صرف علماء اہلسنت کی کتب شئیر فرمائیں

https://telegram.me/faizanealahazrat

فتاوی اہلسنت

یہ گروپ فتاوی اہلسنت دار الافتاء کے فتاوی جات شئیر کرنے کے لیے بنایا گیا ہے صرف اور صرف فتاوی جات اس کے علاوہ کچھ بھی اس گروپ میں شامل نہ کیا جائے

https://telegram.me/fatawasharingonly

Islami media sharing

Please share Islamic Media and post for Islamic knowledge only no pdf

کتب ہرگز نہ طلب کی جائیں نہ ہی شیئر کریں

https://telegram.me/mediasharing

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

جامعات المدینہ اور تنظیم المدارس کے نصاب میں داخل علم الوراثت
کی مشہور کتاب سراجی کی آسان تشریح

خلیلُ الوراثت

آسان حلّ سراجی (سوالاً جواباً)

(امتحانات کے امکانی سوالات کے ساتھ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے)

﴿شائقینِ مطالعہ کے لئے فتاوی جات سے تلاش کر کے آخر میں مسائل کی ایک فہرست بھی دی ہے﴾

......☆......☆......

مرتب : ابو حامد **خلیل احمد** عطاری المدنی عفی عنہ

باھتمام : سید **محمد اقبال** عطاری مدنی عفی عنہ

......☆......☆......☆......

الغنی پبلیشرز

کراچی بہاولپور ph: 03343463826

786-92

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : ﴿خلیل الوراثت آسان حل سراجی﴾ سوالاً جواباً

مرتب : ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی عفی عنہ

Ph:0334-3463826

باھتمام : سید محمد اقبال عطاری المدنی عفی عنہ

پروف ریڈنگ : مولانا محمد ضیاء عطاری المدنی سلمہ الباری

ناشر : الغنی پبلشرز

کراچی بہاولپور۔۔۔ ph: 03343463826

نوٹ : طلباء درسی کتب مع اردو، عربی شروحات کتب فتاوی، کتب فقہ، کتب عقائد اور عام کتب بھی خصوصی ڈسکاؤنٹ پر، نیز تنظیم المدارس کے پانچ سالہ اور دیگر نوٹس وغیرہ بھی حاصل کرسکیں گے، اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

☆......☆......☆......☆......

ملنے کے پتے

☆...... الغنی پبلشرز ، کراچی ، بہاولپور۔ 0334-3463826

☆...... مکتبہ نظام مصطفی ، نزد طیبہ کالج بیرون ملتانی گیٹ بہاولپور۔ 0300-6818535

☆...... مکتبہ فیضان اسلام مدینہ ٹاؤن ، فیصل آباد۔ 0300-2822626

☆...... مکتبہ قادریہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔

☆...... مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی

☆...... مکتبۃ المدینہ کراچی، لاہور۔ فیصل آباد

☆...... مکتبہ بہار شریعت بہادر آباد کراچی۔ 0321-3531922

☆...... مکتبہ ضیاء القرآن کراچی ، لاہور

☆...... فرید بک اسٹال لاہور

☆...... مکتبہ حسان فیضان مدینہ دکان نمبر 4 کراچی۔ 0331-2476512

فہرست (contents.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ علی احسانہ

الغنی پبلشرز موطا امام محمد کی کامیاب اشاعت کے بعد جامعات المدینہ، دیگر جامعات اہل سنت اور تنظیم المدارس کے نصاب میں داخل علم ادب کی مشہور کتاب السراجیہ کا آسان حل بنام **خلیل الوراثت** شائع کرنے کی سعی کر رہا ہے، اس کتاب میں ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہے لیکن پھر بھی اگر آپ کوئی پرنٹنگ کے حوالے سے یا شرعی غلطی پائیں ضرور مطلع فرمائیں۔

اور دیوان متنبّی کے نصاب میں شامل بارہ قصیدوں کو ایک جگہ جمع کر کے خوبصورت فونٹ میں عربی، مشکل الفاظ کے معانی، اردو ترجمے کے ساتھ ایک دلکش انداز میں بنام **آسان متنبی** شائع کرنے کی سعی کر رہا ہے اس کتاب کے بارے میں اپنے مفید مشورے اس ای میل ایڈریس khalil2641@gmail.com پر میل فرما سکتے ہیں

ان شاء اللہ آپ کے مفید مشوروں سے ہر ممکنہ بہتری کی کوشش کی جائے گی اور آئندہ ایڈیشن میں شامل کر لیا جائے گا۔

الغنی پبلیشرز

کراچی، بہاول پور .. 0334-3463826

بقدر الکد تکسب المعالی ☆☆☆ **ومن طلب العلا سھر اللیالی**

(تم اپنی کوشش اور لگن ہی کے اعتبار سے ترقی پاؤ گے، جو بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شب بیداری کرے۔)

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

اُن ہستیوں کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی نظر سے بندہ ناچیز اس مقام پر ہے کہ ایک یہ کوشش کرسکا، جن کے علمی فیضان سے فیض یاب ہوا، جن کی دعاوں سے یہ توفیق نصیب ہوئی، اور جن کی شفقتوں سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہوں۔

میری مراد !

میرے پیرومرشد حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس** عطار قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی کہ جن کا فیضان ہے اساتذہ کرام کہ جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا، والدین جنہوں نے اپنی خدمت پر دین کی خدمت کو ترجیح دیتے ہوئے مجھ سے دوری برداشت کی اور ساتھ ہی ساتھ دعاوں میں خوب یاد رکھا !

اللہ تعالٰی ان کا سایہ میرے سر پر صحت وتندرستی

کے ساتھ تا دیر قائم رکھے، (آمین)

اور بڑے بھائی محترم محمد ابراہیم عطاری انہوں نے مجھے ہر طرح کی گھریلو ذمہ داریوں سے دُور رکھا

اللہ تعالٰی ان کو مع والدین حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

اور محمد احمد عطاری کہ جن کا اس کتاب کی اشاعت میں

ابو حامد **خلیل احمد** عطاری المدنی عفی عنہ

تاریخ تکمیل کتاب : 10-03-12 Time: 06:00pm

......☆......☆......☆......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا ابوسلمان **محمد عدنان** چشتی المدنی سلمہ الغنی

﴿ المدینۃ العلمیہ ، فیضان مدینہ کراچی ﴾

اَلْحَمْدُ للہ عزوجل و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ہیں جہاں میں وہی لوگ اچھے
جو آتے ہیں کام دوسروں کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ! تم میں سے جو اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو وہ نفع پہنچائے۔ (مسلم، مسند احمد)

یقیناً وہ عمل کہ جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے وہ افضل ہے اس سے کہ جس سے صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچے۔ اس عالم ناپید میں ہمیں ایسے لوگ کم ہی نظر آتے ہیں جو دوسروں کی بھلائی اور کامیابی کے لیے کوشاں ہوتے ہیں یہ معاملہ زندگی کے کسی بھی شعبے کا کیوں نہ ہو دنیوی خواہ اُخروی، بعض لوگوں کو اللہ عزوجل غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازتا ہے اور ایسے لوگ اپنی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دوسروں کو بھی اس سے مستفید کرتے ہیں۔

انہی میں سے ایک مولانا خلیل احمد المدنی سلمہ الغنی بھی ہیں ماشاء اللہ مانہ طالب علمی سے ہی نہ صرف اپنے ہم درجہ بلکہ دیگر طلباء کی خیر خواہی کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے دوران سال ہونے والے ٹیسٹ ہوں یا ششماہی وسالانہ امتحانات موصوف ہمیشہ طلباء کی نگاہوں کا محور ہوئے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو استعمال کرتے مختلف ہوئے مختلف نصابی کتب کے آسان ترین نوٹس تیار کرنا امتحانی سوالات کا حل پیش کرنا موصوف کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے ان کے اس طرح کے مختصر حل شائع ہونے سے قبل ہی یہ صرف جامعات المدینہ (دعوت اسلامی) بلکہ سُنی جامعات میں بھی داد تحسین وصول کر چکے ہیں۔

زیر نظر خلیل الوراثت وہ کتاب ہے کہ جس پر ترجمہ، سوالاً جواباً شرح، اختلاف ائمہ کا کام برادرم مولانا خلیل احمد المدنی سلمہ الغنی نے سر انجام دیا ہے۔ یہ بالعموم تمام ہی طلباء اور بالخصوص غیر مقیم طلباء کے لئے کسی نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں، پڑھ کر دل سے یہی صدا بلند ہوتی ہے کہ

؎ خدا کرے زورِ قلم زیادہ

قارئین کے لئے ایک مسرت افزاء خبر یہ بھی ہے کہ مولانا کے قلم سے عنقریب ان شاء اللہ عزوجل نصاب مؤطا امام مالک، آسان حسّی، ہدایۃ الحکمۃ، آسان عقائد نسفی اور دیگر نصابی کتب کا حل بھی آپ کے زیر مطالعہ ہوگا، مولانا موصوف ماشاء اللہ ان پر بھی تقریباً کام مکمل کر چکے ہیں۔ اللہ کریم مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابوسلمان **محمد عدنان** چشتی المدنی سلمہ الغنی
﴿ المدینۃ العلمیہ فیضان مدینہ، حال مقیم کراچی، مستقل مقیم وہاڑی ﴾

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: اللہ عزوجل کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں علم دین کی دولت سے نوازا۔ علم کی شمع ہمارے سینوں میں روشن فرمائی، یہی وہ شمع ہے جو روشن رہتی ہے تو زمانہ روشن رہتا ہے جس سے قلوب میں ایک روشنی سی پھوٹتی ہے اور وہ اس جسم کی قندیلوں کو چمکا کر زمانے میں چمکنے والا ایک ستارا بنا دیتی ہے۔ علم کا باب اتنا وسیع ہے کہ اس کی فضیلت کے بارے میں جتنا کلام کیا جائے کم ہے کہ اسی علم کی بدولت تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا اور خود باری تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب کچھ سکھا دیا اور فرمایا! اے فرشتو: پوچھو! کیا پوچھتے ہو؟

قرآن کریم کا علم حاصل کریں یا حدیث مبارک کا علم حاصل کریں علم بدیع، بیان کی بحث یا علم منطق وفلسفہ یاد رکھیں ان علوم کا مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیے اور صرف اللہ کی رضا کے لئے علم سیکھا جائے امتِ محمدیہ کی اصلاح کی خاطر اور اسی امت کی آسانی کے لئے اپنے آپ کو علم دین سیکھنے میں مصروف رکھے اسی طرح کی اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی علم نافع نصیب فرمائے اور اس علم کو میرے لئے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

علم الوراثت ایسا پیارا علم ہے کہ جسے نصف علم فرمایا گیا اور جیسا کہ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حیات کی صورت میں اور دوسری ممات یعنی علم الفرائض کے علاوہ جتنے بھی علوم ہیں ان سب کا تعلق انسان کی ایک حالت یعنی حیات کے ساتھ ہے جبکہ دوسری حالت یعنی ممات کے ساتھ فقط علم فرائض ہی متعلق ہے۔ چونکہ فرائض کا تعلق ایک حالت کے ساتھ ہے اور ایک حالت دو حالتوں کا نصف ہوتی ہے تو اس علم کو نصف العلم فرمایا گیا۔

اور اس نصف علم کے سیکھنے کے لئے بھی اتنی ہی زیادہ کوشش کی ضرورت ہے جتنا یہ اہم ہے کہ ایک پوری حالت اسی علم پر منحصر ہے، آج کل اس علم سے دُوری بھی ہے شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ اس علم میں پختگی کے لئے مسلسل مشق، محنت، بھرپور توجہ اور کوشش والا ذہن چاہیے اور یہ مستقل مزاجی جو علم کو پختہ رکھے اللہ تعالیٰ ہمارے طلباء کو نصیب فرمائے اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

وانــــه اول علـــــم يُـفـتـقـد   فـی الارض حتیٰ لا یـکـاد یُوجد

یعنی یہ پہلا علم ہے جو روئے زمین سے ایسا مفقود ہوگا کہ پھر نہ پایا جائے گا۔

بسا اوقات طلباء سب کتابوں میں اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں مگر میراث میں انتہائی کم نمبر حاصل کرتے ہیں اور اس طرح رزلٹ بھی متاثر ہوتا ہے، کیونکہ ایک رات میں پوری کتاب کی اس انداز میں تیاری کہ احاطہ ہو جائے نیز لکھی گئی شروحات اتنی طویل ہیں کہ ان میں امتحانات کے اعتبار سے مواد تلاش کرنا ہی مشکل اور پھر اختصار کے ساتھ ان کو احاطہ ضبط میں لانا اور بھی مشکل ہوتا ہے۔

میں نے الحمدللہ جب سے نصابی کتب پر کام کرنے کا ذہن بنایا تب سے یہ بات ذہن میں تھی کہ سراجی پر بھی کام کروں گا اور اس کا عام فہم اردو ترجمہ اور آسان انداز میں طلباء کے لئے سوالاً جواباً ایک حل پیش کروں گا جو طلباء کو امتحانات میں مددے اللہ کا شکر ہے کہ جب اس کتاب پر کام شروع کیا تو دوستوں کے مشوروں سے اس کتاب کا جہاں انداز سہل سے سہل ہوتا گیا وہیں اس میں چند بڑے ہی پیارے اضافے بھی ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

☆...... مکمل کتاب کا آسان ترجمہ

☆...... ہر باب کے تحت سوالاً جواباً آسان تشریح

☆ میت کے قرض خواہ ایک سے زائد ہوں اور ان کی رقم مختلف ہو اور میت کا ترکہ اس قرض کی رقم سے کم ہو تو اس صورت میں سب کو قرض کس طریق سے ادا کیا جائے گا۔

☆...... کتاب کے آخر میں سراجی کے دلچسپ سوالات

☆ اسلامی قانون وراثت اور آئین پاکستان پر ایک آرٹیکل۔

☆ بیس کے قریب اُردو فتاویٰ جات میں وراثت کے مسائل کس صفحہ نمبر، جلد میں ہیں نیز پبلشرز کے نام بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ شائقین مطالعہ تلاش کرنے کی زحمت سے بچ سکیں (کتاب کے آخر میں)

☆...... سالانہ پرچہ جات

اور اس کے علاوہ بھی علم وراثت کے حوالے سے اہم معلومات اس کتاب میں شامل کی گئی ہے، بالخصوص طلباء کے لئے پیپرز کے آسان حل کو مدِ نظر رکھا گیا ہے اللہ تعالی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

اس تیز رفتار ترقی یافتہ زمانے نے جہاں صبح و شام، لیل و نہار ہر علم کو خلاصۃً منضبط کرنے کے طریقے بیان کئے وہیں ان طریقوں کے فوائد کو بھی بیان کیا اور اس دور میں ہر انسان بشمول طلباء (Students) مختلف معاملات کی وجہ سے اپنی مشغولیت و مصروفیت کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس کا اندازہ ہر اُستاذ اور طالب علم کو ہے جب میں نے 2011ء میں دورہ حدیث میں پڑھتے ہوئے اپنی اور دیگر طلباء کی سالانہ امتحان کی تیاری کو دیکھا کہ تیاری میں امتحانی ایام میں مشکلات ہیں، بخاری و مسلم کا طویل نصاب اسی طرح نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، ابوداود، موطئین یعنی موطا امام محمد و موطا امام مالک کے پورے نصاب کو آخری چند ایام میں نہ صرف پڑھنا بلکہ اہم اختلافات آئمہ اور امتحان میں آنے والے اہم موضوعات پوری کتاب میں تلاش کرنا اور شروحات میں ان کو دیکھنا یہ کثیر وقت کو متقاضی ہے جس کی بدولت بعض ابحاث رہ جاتی ہیں اور ممکنہ سوالات مکمل طور پر حل نہیں ہو پاتے اور یہی حال اس کتاب سراجی کا ہے کہ اس کے تمام اسباق ایک رات میں ہو سکیں بلکہ ہر کتاب میں مشکل پیش آتی ہے۔

ان امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دوستوں کے مشورے سے یہ بات طے پائی کہ ان پر باقاعدہ کام شروع کیا جائے اور طلباء کے لئے

آسانی کی جائے اور اس میں بالخصوص یہ امر پیش نظر تھا ہر طالب علم ضخیم شروحات تو در کنار بعض تو صحاح ستہ کے متون بھی نہیں خرید سکتے، لہٰذا ہم نے صحاح ستہ کے رائج نصاب کا مختصر حل مناسب ہدیئے میں پیش کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر باقاعدہ کام (work) شروع کر دیا سب سے پہلے میں نے بخاری و مسلم کے علاوہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مؤطین یعنی مؤطا امام محمد و مؤطا امام مالک کا نصاب میں شامل عربی متن شائع کیا اور تقریباً چھ ماہ کے مختصر عرصے موطاء امام مالک اور موطاء امام محمد کے نصاب کو عربی متن، آسان ترجمہ مع سوالاً جواباً شرح کے ساتھ حل کرنے کی سعی اور سراجی کی آسان شرح، عربی، اُردو ترجمہ مع آسان حل سوالاً جواباً اور آخر میں سراجی کی پہیلیاں، قانونِ وراثت اور آئین پاکستان کا تقابلی جائزہ بھی شامل کیا ہے، ان تمام میں تقریباً گزشتہ سات سالہ امتحانی سوالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حل کیا گیا ہے۔ میری کوشش ہے کہ میں اسی انداز میں کام ہر نصابی کتاب پر کروں اللہ تعالیٰ مجھے استقامت نصیب فرمائے اور نظر بد سے بچائے۔ (آمین)

اس حل میں ہر وہ خوبی جو آپ کو نظر آئے تو وہ میرے پیر و مرشد مکرم و محترم اساتذہ، والدین کی دعاؤں کا صدقہ ہے اور ہر وہ خامی جس پر حقیقتاً آپ مطلع ہوں وہ میری کم مائیگی و کم علمی ہے، رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے (رب زدنی علماً نافعاً) اور مزید دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ علم نافع کے لئے میرا سینہ کھول دے (رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی) آمین۔

بالخصوص میں اپنے اساتذہ کا احسان کبھی نہیں بُھلا سکوں گا کہ جنہوں نے مجھے نہ صرف قلم پکڑنا سکھایا بلکہ جب جب کسی وجہ سے حوصلہ پست ہوا، میری حوصلہ افزائی کی، خصوصاً استاذِ محترم حضرت مولانا بلال رضا العطاری المدنی سلمہ الغنی کا کہ یہ کتاب بڑے آسان انداز میں ہمیں پڑھائی آپ کے شفقت بھرے انداز کو میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ آپ نے مجھے اس کتاب کے نوٹس تیار کرنے کا فرمایا تھا، یہ کام اس انداز میں آپ کے ہاتھ میں ہوگا یہ سب اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور اساتذہ کی خصوصی شفقتیں ہیں اور استاذِ محترم حضرت مولانا فہیم رضا عطاری المدنی سلمہ الغنی اور حضرت مولانا احمد رضا شامی عطاری المدنی سلمہ الغنی کا، کہ ان کی خاص توجہ سے آج یہ توفیق ملی اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اپنے ان کرم فرماؤں کا تذکرہ نہ کرلوں میرا کلام نامکمل ہے۔

میں مشکور ہوں اپنے ان دوستوں کا جنہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ (Proof reading) اور اس کے بارے میں مفید مشورے دیئے جن میں جناب مولانا ضیاء عطاری المدنی سلمہ الغنی اور مولانا عبدالرزاق عطاری المدنی سلمہ الغنی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو علم دین کی خوب خُوب برکتیں عطا فرمائے اور جنت میں ہم سب کو آقا علیہ السلام کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین

یہی ہے آرزو کہ تعلیمِ قرآن و حدیث عام ہو جائے

ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

ابو حامد **خلیل احمد** عطاری المدنی عفی عنہ

حال مقیم کراچی، مستقل بہاولپور، 0334-3463826

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤلف کا تعارف

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جس نے انسانیت کی جان رحمتِ عالمیان سرورِ ذیشاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے معلم کائنات بنا کر بھیجا رب کریم کی بے شمار رحمتیں و برکتیں نازل ہوں ان صحابہ اکرام، اہل بیت اطہار، محدثین اکرام اور اولیاء عظام پر جنہوں نے گلشن اسلام کی آبیاری اپنے خون جگر سے کی خوش بخت ہیں وہ لوگ جو دین اسلام کی ترویج اشاعت کے لئے ہر وقت مصروف عمل رہتے ہیں ایسے ہی لوگوں کی سعی پیہم سیا آج ہر طرف پرچم اسلام لہراتا نظر آرہا ہے۔ علماء اسلام کی قربانیوں اور ان کی کاوشوں نے لوگوں کے دلوں میں دین اسلام کی محبت کو اُجاگر کیا اور ہر جگہ مدارس و جامعات قائم ہیں۔ ان دینی درسگاہوں سے ایسے ایسے آفتاب علمی طلوع ہوتے ہیں کہ جن کی روشنی سے بھٹکے ہوؤں کو راہِ ہدایت ملتی ہے کامل اکمل بن جاتے ہیں۔ علماء کرام کی دینی خدمات کو دیدہ کر ہی نظر انداز کر سکتا ہے۔ یہ علماء کرام ہی وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کے فیضان سے علمی سلسلہ چل رہا ہے اور تا قیامت چلتا رہے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل

علماء کرام گلشن اسلام کے مہکتے ہوئے پھول ہیں جن کی خوشبوؤں سے عالمِ اسلام مہک رہا ہے اور ان پھولوں کے درمیان ایک بہت ہی خوشنما کلی کھل رہی ہے جس کی خوشنمائی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب اس کی نشوونما مکمل ہوگی تو یہ ایکایسا مہکتا پھول ہوگا جو خوشبوئے علم کے شیدائیوں کی توجہ کا مرکز ہوگا (اللہ نظر بد سے بچائے) میری مراد فاضل نوجوان، ابو حامد خلیل احمد مغل عطاری المدنی ہیں انہوں نے حال ہی میں اپنی جہدِ مسلسل اور دینی جذبے کی بناء پر بہت کم عرصے میں بہت زیادہ علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں ان کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں تا کہ ان کے حالات زندگی پڑھ کر دوسروں کو بھی علمی خدمات سرانجام دینے کا جذبہ ملے۔

ع۔ محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

نام و کنیت : والدین نے نام خلیل احمد رکھا اور کنیت ابو حامد عطاء ہوئی۔

ولادت و مقام ولادت : فاضل موصوف کی ولادت دس جنوری انیس سو چھیاسی (10-01-1986) پنجاب کے شہر بہاول پور کی تحصیل یزمان منڈی کے علاقے کڈوالا کے گاؤں سنتالیس ڈی بی (47.D.B) میں بروز جمعہ ہوئی۔

ابتدائی تعلیم . موصوف نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، ناظرہ قرآن پاک اور پرائمری کے بعد قریبی گاؤں میں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔

حفظ قرآن : مڈل کے بعد والد محترم کی خواہش پر 2000ء میں حفظ قرآن کے لئے جامعہ اسلامیہ نور المدارس یزمان میں داخلہ لیا جہاں شیخ المیراث حضرت علامہ مولانا مفتی قاری احمد دین علیہ رحمۃ اللہ المبین کے زیر سایہ مولانا قاری خورشید احمد نورانی سے تین سال میں

قرآن کریم حفظ کیا۔

قراءۃ کورس حفظ کے بعد مولانا قاری اعظم المظہری سے قراءت کورس کیا۔

شرف بیعت ودیدار مرشد : غالباً 2001ء میں جب بانی دعوت اسلامی شیخ طریقت پیر شریعت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ بہاولپور تشریف لائے تو ان کے دیدار سے مشرف ہوئے دل کامل پر نظر پڑھتے ہی ان کی محبت سے دل سرشار ہو گیا اور ان سے بیعت کر کے سلسلہ علیہ قادریہ عطاریہ میں شامل ہو گئے۔ پھر بڑے بھائی کی خواہش اور مرشد کریم سے ملاقات کا شوق انہیں باب المدینہ کراچی میں قائم دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ میں لے آیا۔

مدنی قافلے میں سفر اور علم حاصل کرنے کی خواہش : صحرائے مدینہ باب المدینہ کراچی میں دعوت اسلامی کے سندھ سطح کے سالانہ تین روزہ سنتوں بھرے اجتماع میں شریک ہوئے اور بعد میں 12 دن کے لئے عاشقان رسول کے ساتھ مدنی قافلے کے مسافر بنے اور اس قافلے میں انہیں استاذ محترم مولانا فضیل عطاری المدنی، مولانا اعجاز عطاری المدنی، مولانا نعمان عطاری المدنی، مولانا فراز عطاری المدنی کے ساتھ سفر کی سعادت ملی۔ ان مدنی علماء کے ساتھ 12 دن کے سفر میں علم دین سیکھنے کا ذہن بنا اور الحمدللہ عزوجل دعوت اسلامی کے جامعۃ المدینہ النور سوسائٹی میں داخلہ لے لیا ابتدائی تین درجات کی تعلیم وہی حاصل کی پھر جامعۃ المدینہ فیضان عثمان غنی گلستان جوہر بلاک 15 میں رابعہ اور خامسہ پھر فیضان مدینہ میں موقوف علیہ اور دورہ حدیث کیا۔

دورہ حدیث و دستار فضیلت : دورہ حدیث دعوت اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ میں امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت کی سعادت پائی۔

اور ساتھ ہی کمپیوٹر کورسسز کئے اور انگلش لینگویج کورس کیا اور ساتھ ہی صحافت کورس بھی کیا اور اسی دوران عربی ٹیچنگ ٹریننگ کورس اوپن یونیورسٹی کراچی سے کیا۔ الغرض فاضل موصوف اپنی ذات میں ایک انجمن ہے، ان کا ایک بہت اہم کارنامہ درسی کتب کو سوالاً جواباً نہایت ہی آسان انداز میں پیش کرنا بھی ہے جس سے طلباء کو بہت آسانی ہوگی، اب فاضل موصوف مندرجہ ذیل کتب پر کام کر چکے ہیں۔
نصاب موطا امام محمد، نصاب موطا امام مالک، تفہیم الطحاوی، آسان متنبی اور خلیل الوراثت وغیرہ ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے اور دین اسلام کا سچا خادم بنائے ہماری دعائیں ہر ان کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اللہ عزوجل حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا تجھے مزید رفعت عطا فرمائے   دین و دنیا میں عزت عطا فرمائے

طالب دعا

ابو طلحہ **سید محمد سجاد** عطاری المدنی غفر لہ الغنی

تحصیل و ضلع بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿خطبۃ﴾

الحمدللّٰہ رب العلمین حمدَ الشاکرینَ والصلوۃُ علی خیر البریۃِ محمد وآلہ الطّیّبین الطّاھرِیْن

قَال : رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فانھا نصف العلمَ.

ترجمہ : شکرگزار بندوں کی تعریف کی مثل تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور درود نازل ہو مخلوق میں سب سے بہتر پر، جن کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر، جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے پاک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم الفرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لیے کہ یہ آدھا علم ہے۔

سوال: علم میراث کو علم الفرائض کیوں کہتے ہیں؟

جواب : الفرائض، جمع ہے فَرِیْضَۃٌ کی، اور یہ فَرْضٌ سے مشتق ہے، اس کے کلام عرب میں کثیر معانی مثلاً وجوب، قطع کرنا، حصہ، مقدار وغیرہ ہیں چونکہ اس علم میں بھی یہ معانی مذکورہ پائے جاتے ہیں۔ اس لیئے اس علم کا نام بھی علم الفرائض رکھا گیا۔

سوال: علم میراث کی تعریف موضوع اور غرض وغایت بیان کریں؟

جواب : علمِ میراث کی تعریف: وہ علم جس سے میت کے ترکہ میں ہر وارث کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

موضوع: ترکہ اور وارثین ہیں۔

غرض و غایت : ہر وارث کے حصہ کی صحیح تعین کرنا، یعنی ہر وارث کو اس کا معین مقرر حق مل جائے۔

سوال : علم فرائض کی اہمیت بیان فرمائیں؟

جواب: علم الفرائض کی اہمیت کا اندازا تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں مکمل احکام بیان فرمادیئے جیسا کہ اور احادیث سے اس کی مزید تفصیل فرمادی گئی۔ چنانچہ

﴿1﴾۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تعلموا الفرائض و علموھا فانہ نصفالعلم "رواہ البیقی والحاکم"

﴿2﴾۔ حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تعلموا الفرائض کما تعلمون القرآن "

﴿3﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تعلموا الفرائض فانها من دینکم ۔

سوال : اس علم کو نصف علم کیوں کہا گیا؟

جواب : اس علم کو نصف علم کہنے کی دو (۲) وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔

﴿1﴾ انسان کی دو حالتیں ہیں۔(۱) زندگی۔ (۲) موت۔

تمام علوم کی ضرورت زندگی میں پیش آتی ہے جبکہ علم الفرائض موت کے ساتھ خاص ہے اس لحاظ سے اسے نصف علم کہا گیا۔

﴿2﴾ ملک کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) مِلکِ اختیاری۔ (۲) مِلکِ غیر اختیاری یعنی اضطراری۔

وراثت سے ۔۔۔ و بقیہ تمام اشیاء کا تعلق (ملک اختیاری) سے ہے اس لحاظ سے اسے نصف علم کہا گیا۔

قال علماؤنا رحمهم الله تعالیٰ تتعلق بتركة الميتِ حقوق اربعة مرتبة الاوّل يبداء بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة .

ترجمہ : ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میت کے چھوڑے ہوئے مال کے ساتھ ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں۔ بغیر کسی اسراف و بخل کے پہلے تجہیز و تکفین سے ابتداء کی جائے گی پھر میت کے بقیہ تمام مال سے اس کے قرضے ادا کیے جائیں، جو کچھ باقی رہے، اس کی ایک تہائی سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں، پھر بقیہ مال ورثاء میں، قرآن وسنت اور اجماع امت کے موافق تقسیم کیا جائے۔

سوال : میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں بیان فرمائیں؟

جواب : میت کے ترکہ کے ساتھ بالترتیب چار حقوق متعلق ہوتے ہیں۔

﴿1﴾ تجہیز و تکفین۔ ﴿2﴾ قرض کی ادائیگی۔

﴿3﴾ تہائی مال سے وصیت۔ ﴿4﴾ پھر بقیہ سارا مال وارثین میں تقسیم ہوگا۔

اب تفصیل ملاحظہ ہو !

﴿1﴾ سب سے پہلے تجہیز وتکفین کی جائے گی۔

☆ اس میں مناسب اعتبار سے جو بھی اخراجات ہوتے ہیں کئے جاسکتے ہیں، جبکہ کفن کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کفنِ سنت۔ (۲) کفنِ کفایہ۔ (۳) کفنِ ضرورت۔

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگر میت کا مال زائد اور وارث کم ہوں تو کفنِ سنت افضل ہے اور عکس ہو تو کفنِ کفایت اَولیٰ اور اس (کفنِ کفایت) سے کمی بحالتِ اختیار جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 100)

﴿2﴾...... پھر بقیہ مال سے قرض کی ادائیگی۔

☆ دوسرا حق میت کے وہ دیون ادا کرنا جس کا مخلوق کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔

توجہ فرمائیں : قرض خواہوں میں قرض کی تقسیم کا طریقہ جاننا ضروری ہے اس کے پیشِ نظر اسے تفصیلاً بیان کیا جارہا ہے۔

قرض کی تقسیم کا مسئلہ بناتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا لازمی ہیں۔

(۱)۔قرض خواہ۔ وارث کے درجہ میں ہوگا۔

(۲)۔قرض کی رقم۔ سہم کے درجہ میں ہوگی۔

(۳)۔مجموعہ دیون۔ تصحیح کے درجہ میں ہوگا۔

پھر مال کی بھی تین صورتیں ہوں گی۔

(۱)۔مال قرض سے زیادہ ہوگا مثلاً۔۔۔ مال 600 روپے ہو جبکہ قرض 450 روپے۔

(۲)۔مال قرض کے برابر ہوگا مثلاً۔۔۔ مال 600 روپے ہو جبکہ قرض 600 روپے۔

(۳)۔مال قرض سے کم ہوگا مثلاً۔۔۔ مال 300 روپے ہو جبکہ قرض 450 روپے۔

پھر قرض خواہ کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(۱)۔قرض خواہ ایک ہوگا۔

(۲)۔قرض خواہ دو یا دو سے زائد ہوں گے اور سب کا قرض برابر ہوگا، مثلاً۔۔زید کا 200 روپے، عمر کا 200 روپے، بکر کا 200 روپے،

(۳)۔قرض خواہ دو یا دو سے زائد ہوں گے اور قرض مختلف ہوگا۔ مثلاً۔۔۔ زید کا 100 روپے، عمر کا 150 روپے، بکر کا 200 روپے،

اب آپ میت کا کل ترکہ دیکھیں کہ کتنا ہے۔۔۔

مثلاً۔مال کی تیسری صورت ہے۔

(۳) مال قرض سے کم ہوگا مثلاً۔۔۔300 مال اور 450 قرض ہے تو،

اب ایک قاعدہ ذہن نشیں کرلیں کہ کل مال کو کل قرض پر تقسیم کریں اگر چہ کہ مال والی رقم چھوٹی ہو اور جواب اعشاریہ میں آئے۔

مثلاً۔ 450 ÷ 300 = 0.66

اب اوپر والی مثال کو دیکھیں۔مثلاً۔ زید + عمر + بکر یہ تینوں قرض خواہ ہیں۔

اور ان تینوں کے قرض کی کل رقم= 450 روپے ہے، 100+ 150+ 200

جبکہ میت کا کل مال 300 روپے ہے جو کہ قرض خواہوں کے کل قرض سے کم ہے۔

اب قاعدہ کے مطابق تقسیم کریں۔یعنی 300 کو 450 پر تقسیم کریں،اب جواب 0.66 حاصل ہوگا، پھر اس جواب کو ان قرض خواہوں کی رقموں (ہر ایک کے قرض کی رقم) کے ساتھ ضرب دیں۔

مثلاً۔۔۔	زید	عمر	بکر
	100×0.66	150×0.66	200×0.66
اور اب قرض خواہ کی رقمیں ہیں۔	=66	=99	=132

☆۔۔۔۔اس طرح ہر قرض خواہ کے قرض کی رقم متعین ہوگی۔

﴿3﴾۔۔۔۔۔پھر بقیہ مال سے وصیت پوری کی جائے گی جبکہ تہائی مال سے نہ بڑھے۔

وصیت کے تین ارکان ہیں۔

(۱)۔۔۔۔۔وصیت کرنے والا بالغ وذی عقل ہو۔

(۲)۔۔۔۔۔جس کے لئے وصیت کی جائے وہ مالک بننے کا اہل ہو۔

(۳)۔۔۔۔۔جس بات کی وصیت کی جائے وہ ایسی چیز ہو کہ معاملہ کے بعد ملکیت میں آسکتی ہو خواہ وہ مال ہو یا منفعت ہو۔

﴿4﴾۔۔۔۔۔پھر بقیہ سارا مال وارثین میں تقسیم ہوگا۔

نوٹ: سب سے پہلے تقسیم اصحاب فرائض سے کی جائے گی۔

فیبدا باصحاب الفرائض وهم الذین لهم سهام مقدرة فی کتاب اللّٰه تعالیٰ .

....

ترجمہ : اور تقسیم ترکہ کی ابتداء اصحاب فرائض سے کی جائے گی، اور اصحاب فرائض وہ ورثاء ہیں جن کے حصے کتاب اللہ میں متعین ہیں۔

سوال: اصحاب فرائض کسے کہتے ہیں؟

جواب : وہ وارثین جن کے حصے قرآن، حدیث یا اجماع امت کے ذریعے مقرر ہیں۔

سوال : علم الفرائض کے مأخذ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب : علم الفرائض کے 3 مأخذ ہیں ۔

﴿1﴾ قرآن۔ ﴿2﴾ حدیث۔ ﴿3﴾ اجماعِ امت۔

سوال : قرآن مجید کی وہ آیت بیان کریں جس میں حصوں کو بیان کیا ہے؟

جواب : یاد رکھیں ! ان آیات کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ Student,s ان آیات کو بمع ترجمہ اچھی طرح حفظ فرمالیں اور سمجھ نہ آنے کی صورت میں تفسیر سے مدد حاصل فرمائیں، ان شاء اللہ عزوجل انتہائی فائدہ مند ثابت ہوگا۔

قرآن مجید کے پارہ 4 سورۃ النسآء آیت نمبر 10 میں ہے۔

☆..........یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ٥

ترجمہ کنز الایمان : اللہ تمہیں حکم دیتا ہے (ف1) تمہاری اولاد کے بارے میں (ف2) بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر (ف3) پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اوپر (ف4) تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا (ف5) اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔ (ف6) پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے (ف7) تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی (ف8) تو ماں کا چھٹا (ف9) بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دَین

کے (ف10) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا (ف11) یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

﴿......تفسیر خزائن العرفان......﴾

(ف1)...... ورثہ کے متعلق۔

(ف2)...... اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑی ہوں تو۔

(ف3)...... یعنی دختر کا حصہ پسر سے آدھا ہے اور اگر مرنے والے نے صرف لڑکے چھوڑے ہوں تو کل مال اُنکا۔

(ف4)...... یا دو۔

(ف5)...... اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا ہو تو کُل مال اُس کا ہوگا کیونکہ اوپر بیٹے کا حصہ بیٹیوں سے دُگنا بتایا گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی کا نصف ہوا تو اکیلے لڑکے کا اُس سے دُونا ہوا اور وہ کُل ہے۔

(ف6)...... خواہ لڑکا ہو یا لڑکی کہ ان میں سے ہر ایک کو اولاد کہا جاتا ہے۔

(ف7)...... یعنی صرف ماں باپ چھوڑے اور اگر ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ میں سے کسی کو چھوڑا تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا تہائی ہوگا نہ کہ کُل کا تہائی۔

(ف8)...... سگے خواہ سوتیلے۔

(ف9)...... اور ایک ہی بھائی ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا۔

(ف10)...... کیونکہ وصیت اور دَین یعنی قرض ورثہ کی تقسیم سے مقدم ہے اور دَین وصیت پر بھی مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ الدَّیْنَ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ۔

(ف11)...... اس لئے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی۔

☆ ..... وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○

ترجمہ کنز الایمان : اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد

ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے (ف ۱) اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں (ف ۲) جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں (ف ۳) میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو (ف ۴) یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

﴿......تفسیر خزائنُ العرفان......﴾

(ف ۱) خواہ ایک بی بی ہو یا کئی ایک ہو گی تو وہ اکیلی چوتھائی پائے گی کئی ہونگی تو سب اس چوتھائی میں برابر شریک ہوں گی خواہ بی بی ایک ہو یا کئی ہوں حصہ یہی رہے گا۔

(ف ۲)......خواہ بی بی ایک ہو یا زیادہ۔

(ف ۳) کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی بدولت مستحق ہوئے اور ماں تہائی سے زیادہ نہیں پاتی اور اسی لئے اُن میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ نہیں ہے۔

(ف ۴) اپنے وارثوں کو تہائی سے زیادہ وصیت کر کے یا کسی وارث کے حق میں وصیت کر کے۔

مسائل۔ فرائض وارث کئی قسم ہیں اصحاب فرائض یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی مالک، زیادہ ہوں تو سب کے لئے دو تہائی۔ پوتی اور پر پوتی اور اس سے نیچے کی ہر پوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو یہ اُس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی یعنی کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہو گی لیکن اگر اُس کے ساتھ یا اُس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہو گا تو وہ اُس کو عصبہ (بالغیر) بنادے گا۔ سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاتی بہنیں (جو باپ شریک ہوں اور اُن کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں) وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی حقیقی و علاتی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ (مع الغیر) ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے بھائی، بہن جو فقط ماں میں شریک ہوں اِن میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد و عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے، پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ دادا کے ہوتے ساقط ہو جائیں گے باپ چھٹا حصہ پائے گا اگر میت نے بیٹا یا پوتا یا اُس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا۔

جو اصحاب فرائض کو دے کر بچے دادا یعنی باپ کا باپ، باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو ثلثِ ما بقی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پر پوتے کی اولاد یا بھائی، بہن میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر اُن میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اُس کا تہائی ملے گا اور جدّہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ ہوں اور قریب والی دور والی کے لئے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں یعنی اِس صورت میں انہیں کچھ نہ ملے گا۔ زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے، پوتے، پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے، پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی۔

عصبات وہ وارث ہیں جن کے لئے کوئی حصہ معیّن نہیں اصحاب فرائض سے جو باقی بچتا ہے وہ پاتے ہیں اِن میں سب سے اولیٰ بیٹا ہے پھر اُس کا بیٹا پھر اور نیچے کے پوتے پھر باپ پھر دادا پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا پھر چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا پھر اُس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصّہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں ذوی الارحام، اصحاب فرائض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب عصبات کی مثل ہے۔

☆ ....يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ النسآء آیت نمبر 176)

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ (ف ۱) میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے (ف ۲) اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے (ف ۳) اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو (ف ۴) پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

(سورۃ النسآء آیت نمبر 176)

﴿......تفسیر خزائنُ العرفان......﴾

(ف ۱) کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد،

(ف) شانِ نزول: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت جابر بے ہوش تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرما کر آبِ وضوان پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، (بخاری ومسلم) ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

مسئلہ: بزرگوں کا آبِ وضو تبرک ہے اور اس کو حصولِ شفا کے لئے استعمال کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: مریضوں کی عیادت سنت ہے۔

مسئلہ: سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت جابر کی موت اس مرض میں نہیں ہے۔

(ف)......اگر وہ بہن سگی یا باپ شریک ہو۔

(ف).. یعنی اگر بہن بے اولاد مری اور بھائی رہا تو وہ بھائی اُس کے کل مال کا وارث ہوگا۔

ثم یبدا بالعصبات من جهة النسب والعصبة مطلقا کل من یاخذ من الترکة ما ابقته اصحاب الفرائض وعندالانفراد یحرز جمیع المال ثم یبدا بالعصبة من جهة السبب وهو مولی العتاقةِ ثم عصبته علی ترتیب.

ثم الرد علی ذوی الفروض النسبیة بقدر حقوقهم ثم ذوی الارحام ثم مولی الموالاة ثم المقرله بالنسب علی الغیر بحیث لم یثبت نسبه باقراره من ذالک الغیر اذا مات المقرعلی اقراره ثم الموصٰی له بجمیع المال ثم بیت المال.

ترجمہ : پھر تقسیم ترکہ اس عصبہ سے شروع کیا جائے گا، جو نسب کی جہت سے ہو اور عصبہ مطلق ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے، جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا ترکہ لے لیتا ہے۔ اور تنہا ہونے کی صورت میں کل مال کا مالک ہو جاتا ہے، پھر اس عصبہ کی باری ہے جو سبب کی جہت سے ہو، اور یہ عصبہ مولی العتاقہ ہوتا ہے، پھر مولی العتاقہ کے عصبہ سے علی الترتیب شروع کیا جائے گا۔

اس کے بعد نسبی ذوی الفروض پر ان کے حقوق کے بقدر رد کیا جائے گا۔ پھر ذوی الارحام، پھر مولی الموالات، پھر ایسے شخص کی باری ہے جس کے نسب کا اقرار میت کے علاوہ کسی اور کے لیے کیا گیا ہو، بایں طور کہ اس کے نسب کا اقرار اس غیر سے ثابت نہ ہو جب کہ مقر اپنے اقرار پر فوت ہو جائے، اس کے بعد وہ شخص وارث ہوگا، جس کے لیے میت نے کل مال کی وصیت کی ہو، پھر آخر میں بیت المال کا نمبر ہے۔

سوال: ترکہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : ترکہ کا لغوی معنی چھوڑنا ہے۔ جبکہ علم الفرائض کی اصطلاح میں میت کے بعد اس کے مال اور حقوق سے جو کچھ باقی بچتا ہے اسے ترکہ کہتے ہیں۔ مثلاً، زمین، مکان، بینک بیلنس، وغیرہ

سوال: ترکہ میت کے مستحقین کی تعداد کتنی ہے؟

جواب : میت کے ترکہ کے مستحقین کی تعداد 10 ہے جو کہ بالترتیب درج ذیل ہیں۔

﴿1﴾ ... اصحاب الفرائض۔
﴿2﴾ ... عصبہ نسبیہ۔
﴿3﴾ ... عصبہ سببیہ۔
﴿4﴾ ... عصبہ سببیہ کے مذکر عصبات۔
﴿5﴾ ... رد علی ذوی الفروض النسبیہ۔
﴿6﴾ ... ذوالارحام۔
﴿7﴾ ...... مولی الموالات۔
﴿8﴾ ...... مقر لہ بالنسب علی الغیر۔
﴿9﴾ ...... موصی لہ بجمیع مالہ۔
﴿10﴾ ...... بیت المال۔

نوٹ : علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اب بیت المال میں نہیں بلکہ فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔

﴿فصل فی الموانع﴾

من الارث اربعة الاوّل الرق وافرا كان او ناقصًا والثّانى القتل الذى يتعلق به وجوب القصاص اوالكفارة والثالث اختلاف الدينين والرابع اختلاف الدّارين اما حقيقة كالحربى والذمى اوحكما كالمستامن والذمى اوالحربيين من دارين مختلفين والدّار الما تختلف باختلاف المنعة اى العسكرواختلاف الملك لا نقطاع العصمة فيما بينهم .

ترجمہ :یہ فصل موانع ارث کے بارے میں ہے ، وراثت سے مانع چار چیزیں ہیں،غلامی چاہے کامل ہو یاناقص اورایساقتل جس کی وجہ سے قصاص یا کفارہ کاوجوب متعلق ہواوراختلاف الدینین اوراختلاف الدارین چاہے حقیقی ہو جیسے :حربی اورذمی، یاحکمی ہوجیسے: مستامن اورذمی، یادوایسے حربی جومختلف ملکوں کے باشندے ہوں اورملک صرف فوجوں اور بادشاہ کے مختلف ہونے سے بدل جاتا ہے، کیونکہ ان کے درمیان محافظت اورنگہبانی ختم ہوجاتی ہے۔

سوال : مورث،وارث اوروراثت کی تعریفات بیان کریں؟

جواب : ان کی تعریفات یہ ہیں۔

مورث کی تعریف : فوت ہونے والے شخص کومورث کہتے ہیں۔

وارث کی تعریف: وارث اس زندہ شخص کو کہتے ہیں جومیت کے ترکے کاشرعی طور پر مالک بنتاہے۔

وراثت کی تعریف: وراثت کالغوی معنی کسی چیز کاکسی کے بعدباقی رہنا،

اصطلاح شرع میں کسی چیز کاایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہوناوراثت کہلاتا ہے،مثلاً ،مال،علم۔

سوال: موانع ارث کتنے ہیں تحریرفرمائیں؟

جواب :وراثت سے محروم کرنے والی چار چیزیں ہیں۔

﴿1﴾......رقیت، ﴿2﴾......قتل،

﴿3﴾......اختلاف دارین، ﴿4﴾......اختلاف دینین۔

﴿1﴾...... **رقیت**:غلام ہوناخواہ کامل ہوجیسے خالص غلام۔یاناقص غلام ہو جیسے مدبریامکاتب ہونا۔

﴿2﴾ **قتل** : جس قتل کے ساتھ وجوب قصاص یا وجوب کفارہ متعلق ہو۔

قتل کی اقسام : قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱)......قتل عمد۔ (۲)......قتل شبہ عمد۔

(۳)......قتل خطاء۔ (۴)......قتل قائم مقام خطاء۔

(۵) قتل بالسبب۔

﴿3﴾ **اختلاف دارین** : حقیقۃً ہو جیسے، حربی وذمی یا حکماً ہو، جیسے، مستامن وذمی یا دو حربی دو مختلف داروں میں اختلاف دارین کا حکم غیر مسلم رعایا کے لئے ہے، مسلمان باشندگان مملکت پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ چنانچہ مسلمان ملک میں بسنے والے مسلمان وارث، کافر ملک میں مرنے والے مسلمان مورث کے ترکہ سے حصہ پانے کا اہل ہے بشرطیکہ کافر ملک کا قانون اس کی اجازت دیتا ہو۔ اسی طرح اسلامی ملک میں فوت ہونے والے مورث کے، کافر ملک میں بسنے والے ورثاء اگر اس کے ترکہ سے حصہ حاصل کرسکیں تو اسلامی ریاست کو اس سے کوئی تعرض نہیں، لہذا پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور جگہ رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

﴿4﴾ **اختلاف دینین** : اگر وارث کافر ہے اور مورث مسلمان یا اس کا عکس ہو تو ان کے درمیان وراثت تقسیم نہیں ہوگی اگر چہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔

﴿1﴾ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے۔ لا یرث الکافر المسلم ولا یرث المسلم الکافر"

﴿2﴾ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے۔ لا یتوارث اهل ملتین شتّٰی"

﴿باب معرفة الفروض و مستحقيها﴾

الفروض المقدرة في كتاب الله تعالى ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس على التضعيف والتنصيف واصحاب هذه السهام اثنا عشر نفراً اربعة من الرجال وهم الاب والجد الصحيح وهو اب الاب وإن علا والأخ لام والزوج وثمان من النّساء وهن الزوجة والبنتُ وبنتُ الابن وان سفلت والاخت لاب وام والاختُ لاب والاختُ لام والام والجدةُ الصّحيحة وهي التي لايدخل في نسبتها الى الميت جد فاسدٌ .

ترجمہ : قرآن پاک میں مقرر شدہ کل چھ حصے ہیں، نصف، ربع، ثمن، ثلثین، ثلث، سدس، دوگنا اور آدھا کرنے کے لحاظ سے اور ان حصوں کے حقدار کل بارہ قسم کے لوگ ہیں، چار تو مرد ہیں، اور یہ باپ، دادا صحیح یعنی باپ کا باپ اگر چہ اس سے اوپر کا ہو اور تیسرا اخیافی بھائی، چوتھا شوہر ہے اور آٹھ حقدار عورتوں سے ہیں اور یہ بیوی، بیٹی، پوتی اگر چہ نیچے تک چلی جائیں، حقیقی بہن، باپ شریک بہن، اخیافی بہن، ماں اور دادی صحیحہ، یہ وہ دادی ہے، جس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں جدّ فاسد کا واسطہ نہ آئے۔

سوال: کل مقرر کردہ حصے کتنے ہیں؟

جواب: قرآن پاک میں مقرر شدہ کل چھ حصے ہیں، نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس، ہیں۔

سوال: اصحاب الفروض کتنے اور کون سے ہیں؟

جواب : اصحاب الفروض کل بارہ ہیں۔ چار مرد اور آٹھ عورتیں۔

چار مرد : (۱)......باپ (۲)......دادا
(۳)......اخیافی بھائی (ماں شریک) (۴)......شوہر

آٹھ عورتیں: (۱)......بیٹی (۲)......پوتی
(۳)......ماں (۴)......جدہ صحیحہ (دادی نانی)
(۵)......حقیقی بہن (۶)......علاتی بہن (باپ شریک)
(۷)......اخیافی بہن (ماں شریک) (۸)......بیوی

سوال: تمام اصحابِ فرائض کے احوال لکھیں اور اصحابِ فرائض کے حصص والی آیاتِ قرآنی بھی لکھیں؟

جواب : **یاد رکھیں !**

کہ احوال جاننے سے پہلے ایک اسلوب ذہن نشین کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

وراثت میں جو رشتہ داریاں بیان کی جاتی ہیں وہ ورثاء کے اپنے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ میت کے اعتبار سے ہوتی ہیں یعنی جب لفظِ ''دادا'' بولا جائے گا تو مراد میت کا دادا ہوگا اور جب لفظ ''پوتا'' بولا جائے گا تو مراد میت کا پوتا ہوگا اور جب لفظ ''بیوی'' بولا جائیگا تو مراد میت کی بیوی ہوگی۔

جد صحیح کی تعریف :

جد صحیح سے مراد وہ شخص ہے کہ جب اس کی میت کی طرف نسبت کی جائے تو درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، مثلاً۔ دادا کہ پوتے اور دادا کے مابین کسی عورت کا واسطہ نہیں ہوتا۔

جدفاسد کی تعریف : جد فاسد سے مراد وہ شخص ہے کہ جب اس کی میت کی طرف نسبت کی جائے تو درمیان میں کسی عورت کا واسطہ ہو، مثلاً۔ نانا کہ نواسا اور نانا کے مابین عورت کا واسطہ ہوتا ہے۔

امّا الاب فله احوال ثلث الفرض المطلق وهو السّدس وذالک مع الابن وابن الابن وان سفل والفرض والتعصيب معًا وذالک مع الابنة او ابنة الابن وان سفلت والتعصيب المحضُ وذالک عند عدم الولد و ولدالابن وإن سفل .

ترجمہ : بہرحال باپ تو اس کے وارث ہونے کی تین صورتیں ہیں ۱۔**فرض مطلق**: یہ چھٹا حصہ ہے اور باپ کا یہ حصہ میت کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے اگرچہ نیچے تک چلے جائیں ۔۲۔**فرض وعصبہ معاً**: اور باپ کا یہ حصہ بیٹی، پوتی کی موجودگی میں ہے، اگرچہ یہ پوتیاں نیچے تک چلی جائیں ۔۳۔**صرف عصبہ**: اور باپ کا یہ حصہ بیٹے، پوتے، پڑپوتے نیچے تک کی عدم موجودگی میں ہے۔

اصحاب فرائض کے احوال مع آیات قرآنی

﴿1﴾ باپ کے احوال

باپ کی تین حالتیں ہیں۔(father)

﴿1﴾ **سُدُس** : جب میت کی مذکر اولاد "الی الاسفل" موجود ہو تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ=1/6) ملتا ہے۔

﴿2﴾ **سُدُس و عصبہ** : جب میت کی مؤنث اولاد "الی الاسفل" موجود ہو اور مذکر اولاد "الی الاسفل" موجود نہ ہو تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ=1/6) اور تقسیم کے بعد جو باقی بچے وہ ملتا ہے۔

﴿3﴾ **عصبہ** : جب اولاد نہ ہو تو باپ عصبہ بنے گا۔

سُدُس: وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ﴿النساء﴾ آیت11

ترجمہ کنزالایمان اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ کا چھٹا۔

والجدالصّحیح کالاب الا فی اربع مسائل وسنذ کر ھا فی مواضعھا ان شاء اللہ تعالی ویسقط الجد بالاب لان الاب اصل فی قرابۃ الجد الی المیت والجدُ الصحیح ھو الذی لا تدخل فی نسبتہ الی المیت اُم .

ترجمہ : اور دادا باپ ہی کے مثل ہے، سوائے چار مسائل کے، جنہیں ہم عنقریب ان کے مواقع پر ذکر کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ اور دادا باپ کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جاتا ہے، اس لیے کہ باپ اصل ہے، دادا کو میت کی طرف رشتہ داری کی نسبت دینے میں اور جدِ صحیح وہ ہے کہ میت کی طرف اس کی نسبت کرنے میں ماں کا واسطہ نہ ہو۔

﴿2﴾ دادا کے احوال

دادا کی چار حالتیں ھیں۔ (Grand-father)

﴿1﴾ ''دادا'' باپ کی موجودگی میں ساقط ہو جائے گا یعنی باپ کے ہوتے ہوئے دادا کو حصہ نہیں ملے گا۔

نوٹ: باقی تینوں حالتیں باپ والی ہیں، جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں، بغور پڑھ لیں۔

وامّا لاولادِ الام فاحوال ثلث السُّدس للواحد والثلث الاثنین فصاعدا ذکورھم واناثھم فی القسمۃ والاستحقاق سواءٌ ویسقطون بالولد وولد الابن وان سفل وبالاب وبالجدبالاتفاق .

ترجمہ : اور بہر حال ماں شریک اولاد کے تین احوال ہیں، ایک کے لیے سدس ہے اور دو یا ان سے زیادہ کے لیے ثلث ہے مذکر و مؤنث اس تقسیم اور استحقاق میں برابر ہیں اور یہ باپ شریک اولاد بیٹے اور پوتے نیچے تک کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں اور باپ دادا کے ہوتے ہوئے بھی بالاتفاق محروم ہو جائیں گے۔

اخیافی بھن، بھائی کے احوال

ان کی تین حالتیں ہیں ۔(step-brother,s)

﴿1﴾ **ساقط**: جب میت کی اولاد (الی الاسفل) یا اصول (الی الاعلی) میں سے کوئی مرد موجود ہو تو اخیافی بہن ، بھائی ساقط۔

﴿2﴾ **سُدُس**: جب صرف ایک اخیافی (ماں شریک) بہن یا بھائی ہو تو سُدُس پائے گا۔

﴿3﴾ **ثُلُث**: جب دو یا دو سے زیادہ اخیافی بھائی ، بہن ہوں تو سب ثُلُث میں شریک ہوں گے۔

نوٹ : اخیافی بہن ، بھائی کبھی بھی عصبہ نہیں بنتے اور ان کو برابر ، برابر حصہ ملتا ہے یعنی بہن اور بھائی دونوں کو برابر برابر حصہ ملتا ہے۔

سُدُس: قرآن کریم میں ہے وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ "النساء ,12"

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر کسی ایسے مرد کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں ، باپ ، اولاد کچھ نہ چھوڑا ہو اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔

حدیث پاک میں ہے قال علی وللاخ من الام السدس ""

ثُلُث: قرآن کریم میں ہے فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ "النساء 12"

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ بہن ، بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں۔

﴿5﴾ شوهر کے احوال

واما للزوج فحالتان النصف عندعدم الولدوولد الابن وان سفل والربع مع الولد اوولد الابن وان سفل .

ترجمہ : اور جب کہ شوہر کے میراث پانے کی دو ہی حالتیں ہیں ، نصف پائے گا بیٹا ، بیٹی ، پوتا ، پوتی نیچے تک نہ ہونے کی حالت میں اور ربع کا حقدار ہوگا بیٹا ، بیٹی پوتا پوتی نیچے تک کے موجود ہونے کی حالت میں۔

شوہر کی دو حالتیں ہیں ۔(husband)

﴿1﴾ جب میت کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف ملے گا۔

﴿2﴾ جب میت کی اولاد ہو تو شوہر کو ربع ملے گا۔

نصف: ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ وَلَکُمْ نِصْفُ مَا تَرَکَ اَزْوَاجُکُمْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُنَّ وَلَدٌ ۔(النساء 12)

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔

ربع: ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ فَاِنْ کَانَ لَھُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْنَ ۔(النساء 12)

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر ان کی اولاد ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے ۔

﴿فصل فی النساء﴾

اما للزوجات حالتانِ الربع للواحدة فصاعدة عندعدم الولد او ولد الابن وان سفل والثُّمن مع الولد اوولدالابن وان سفل .

ترجمہ: بہرحال بیویوں کے میراث پانے کی دو حالتیں ہیں، ایک یا ایک سے زیادہ کے لیے ربع ہے، بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی نیچے تک نہ ہونے کی صورت میں اور ثمن ملے گا بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی نیچے تک کے ہونے کی صورت میں۔

﴿6﴾ بیوی کے احوال

بیوی کی دو حالتیں ہیں ۔(wife)

﴿1﴾...... جب میت کی اولاد نہ ہو تو بیوی کو ربع ملے گا۔

﴿2﴾...... جب میت کی اولاد ہو تو بیوی کو ثمن ملے گا۔

ربع: ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ فَاِنْ کَانَ لَھُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْنَ ۔

ترجمہ کنز الایمان: تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔(النساء12)

ثمن: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ وَلَدٌ فَلَھُنَّ الثُّمُنُ۔

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر تمہاری اولاد ہو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ۔ (النساء11)

امّا لبنات الصُّلب فاحوال ثلث النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدة ومع الابن للذكر مثل حظ الانثيين وهو يعصبهن .

....

ترجمہ : اور حقیقی بیٹیاں تو ان کے تین احوال ہیں، ایک کے لیے نصف ہے، دو یا دو سے زیادہ کے لیے ثلثان ہے اور بیٹے کے ہوتے ہوئے ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ (یعنی بیٹے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے) کے قانون کے مطابق حصہ ملے گا اور بیٹا بیٹیوں کو عصبہ بنا دے گا۔

﴿7﴾ بنات کے احوال

ان کی تین حالتیں ہیں ۔ (Daughter,s)

﴿1﴾ **نصف** : جب میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو نصف ملے گا۔

﴿2﴾ **ثلثان**: جب میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ثلثان ملے گا۔

﴿3﴾ **عصبہ** : جب میت کی بیٹی، بیٹے کے ساتھ ہو تو عصبہ بالغیر بنے گی یعنی ہر بیٹے کو بیٹی کا دُگنا ملے گا۔

نصف : قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔

ترجمہ کنز الایمان: اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا ۔(النساء 11)

ثلثان: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اوپر (یعنی دو سے زائد ہوں) تو ان کو ترکہ کی دو تہائی (یعنی ثلثان ملے گا)۔

عصبہ : قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔

ترجمہ کنز الایمان: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔

وبنات الابن كبنات الصُّلب ولهن احوال ست النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدةً عند عدم بناتِ الصُّلب ولهن السدس مع الواحدة الصلبية تكملةً للثلثين ولا يرثن مع الصلبيتين إلا ان

یکون بحذائهن او اسفل منهن غلام فیعصبهن وح یکون الباقی بینهم للذکر مثل حظ الانثیین ویسقطن بالابن .

....

ترجمہ : پوتیاں حقیقی بیٹیوں کی مثل ہیں اوران کے چھ احوال ہیں، نصف ایک کے لیے، دو یا دو سے زیادہ کے لیے ثلثان جب کہ حقیقی بیٹیاں نہ ہوں اور پوتیوں کے لیے سدس ہے ایک بیٹی کے ہوتے ہوئے دو ثلث مکمل کرنے کے لیے اور پوتیاں دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے وارث نہ ہوں گی مگر یہ کہ انکے بالمقابل یا ان سے نچلے درجے کا کوئی لڑکا موجود ہو تو وہ ان پوتیوں کو عصبہ بنادے گا اور باقی ماندہ ترکہ ان کے مابین ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم ہوگا اور یہ پوتیاں بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم ہوجاتی ہیں۔

ولو ترک ثلاث بنات ابن بعضهن أسفل من بعض .وثلاث بنات ابن ابنِ ا خر بعضهن أسفل من بعض . ثلاث بنات ابن ابن ابن اٰخر بعضهن أخر اخر بعضهن أسفل من بعض بهذا الصورة .

میــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

الفریق الاول		الفریق الثانی		الفریق الثالث	
ابن		ابن		ابن	
ابن	بنت	ابن		ابن	
ابن	بنت	ابن	بنت	ابن	
ابن	بنت	ابن	بنت	ابن	
	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت
			بنت	ابن	بنت
					بنت

العلیا من الفریق الاول لا یوازیها أحد .والواسطی من الفریق الاول توازیها العلیا من الفریق الثانی . والسفلی من الفریق الاول توازیها الوسطی من الفریق الثانی والعلیا من الفریق الثالث .

والسفلی من الفریق الثانی توازیها الوسطی من الفریق الثالث . والسفلی من الفریق الثالث لا یوازیها أحد.

....

ترجمہ : اگر مرنے والا اپنے پیچھے ایسی تین پوتیاں چھوڑ جائے جو بعض بعض سے نیچی ہوں اور تین ایسی پڑپوتیاں چھوڑ جائے جو بعض بعض سے نیچے ہوں اور تین ایسی سکڑپوتیاں چھوڑ جائے جو بعض بعض سے نیچے ہوں جس کی یہ صورت ہے۔(صورت متن میں مذکور ہے) فریق اول کی علیا یعنی پہلی لڑکی کے مقابل کوئی لڑکی نہیں ہے اور فریق اوّل کی واسطی یعنی درمیانی لڑکی کے مقابل میں فریق ثانی کی علیا یعنی اوّل لڑکی موجود ہے اور فریق اول کی سفلی یعنی آخری لڑکی کے مقابل میں فریق ثانی کی وسطی (درمیانی) لڑکی اور فریق ثالث کی علیا (اول) لڑکی موجود ہے، اور فریق ثانی کی آخری بیٹی کے مقابل میں فریق ثالث کی وسطی لڑکی موجود ہے اور فریق ثالث کی آخری بیٹی کے مقابل میں کوئی بیٹی موجود نہیں ہے۔

اذا عرفت هذا فنقول للعلیا من الفریق الاول النصف وللوسطی منن الفریق الاول مع من یوازیها السدس تکملةً للثلثین ولا شی للسفلیات الا ان یکون معهنّ غلام فیعصبهن من کانت بحذائه ومن کانت فوقه ممن لم یکن ذات سهم ویسقط من دونه .

ترجمہ : جب تجھے یہ صورت معلوم ہوگئی تو اب ہم کہتے ہیں کہ فریق اوّل کی علیا کے لیے نصف ہے اور فریق اول ہی کی واسطی اور جو اس کے بالمقابل ہے ان دونوں کے لیے سدس ہے دوثلث کو مکمل کرنے کے لیے اور بقیہ جتنی سفلیات ہیں ان کے لیے کچھ بھی نہیں۔البتہ جب ان کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ ان لڑکیوں کو عصبہ بنادے گا جو ان کے بالمقابل ہیں اور ان کو بھی جو اس لڑکے سے اوپر ہیں جن کا فرض حصہ نہ ہو اور یہ اپنے نیچے کی تمام لڑکیوں کو محروم کردے گا۔

﴿8﴾ پوتیوں کے احوال

ان کی چھ حالتیں ہیں۔(grand-daughter)

﴿1﴾......**ساقط**: جب میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتی ساقط۔

﴿2﴾......**ساقط**: جب میت کی دو بیٹیاں یا ایک بیٹی اور اوپر کے درجے میں ایک پوتی ہو تو نچلے درجے کی پوتی ساقط۔

﴿3﴾......**نصف**: مذکورہ دونوں صورتیں نہ ہوں بلکہ میت کی صرف ایک پوتی ہو تو نصف ملے گا۔

﴿4﴾ **ثلثان**: مذکورہ صورتیں نہ ہوں بلکہ میت کی دو یا دو سے زائد پوتیاں ہوں تو ثلثان ملے گا۔

﴿5﴾ **سدس**: جب میت کی صلبی (حقیقی) بیٹی کے ساتھ پوتی اپنے درجہ میں اکیلی ہو یا چند ہوں تو بیٹی کو نصف اور پوتی یا چند پوتیاں ہوں تو سب سدس میں شریک ہوں گی۔

﴿6﴾ **عصبہ بالغیر**: عصبہ بالغیر اس وقت ہوں گی جب کہ ان کے درجے میں یا ان کے بعد کوئی لڑکا ہو تو وہ اپنے درجے والیوں اور اپنے سے اوپر والیوں کو عصبہ بنادے گا۔

تشریح: (۱) جب میت کا اسی درجہ میں کوئی پوتا موجود ہو تو اس میت کی پوتی، پوتے کے ساتھ عصبہ بالغیر بنے گی۔

(۲) جب میت کا اس درجے سے نیچے کوئی پوتا ہو اور اُوپر کے درجے میں بیٹیاں یا پوتیاں یا پھر بیٹی اور پوتی ہو مگر اُوپر یا اسی درجے میں کوئی بیٹا یا پوتا نہ ہو تو پوتی عصبہ بالغیر بنے گی۔

نصف: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔

ترجمہ کنز الایمان: اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا۔ (نساء 11)

ثلثان: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر (یعنی دو سے زائد ہوں) تو ان کو ترکہ کی دو تہائی (یعنی ثلثان ملے گا)۔

عصبہ: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔

ترجمہ کنز الایمان: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔

واما للاخوات لاب وام فاحوال خمس النصف للواحدة والثلثان الاثنتين فصاعدة ومع الاخ لاب وام للذكر مثل حظ الانثيين يصرن به عصبة لاستوائهم فى القرابة الى الميت ولهن الباقى مع البنات او مع بنات الابن لقوله عليه السلام ﴿اِجعلوا الاخواتِ مع البناتِ عصبةً﴾.

ترجمہ: حقیقی بہنوں کے پانچ احوال ہیں ایک کے لیے نصف، دو یا دو سے زیادہ کے لیے ثلثان ہے اور حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ کے مطابق عصبہ ہو جائیں گی کیونکہ میت کی جانب رشتہ داری میں بھائی، بہن برابر

ہیں اور حقیقی بہنوں کے لیے حقیقی بیٹیوں اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے ترکہ کا باقی ماندہ ہے، کیونکہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔

﴿9﴾ حقیقی بھنوں کے احوال

ان کی پانچ حالتیں ھیں۔(kin-sister,s)

﴿1﴾ **ساقط**: جب میت کے اصول یا فروع میں کوئی مرد موجود ہو تو حقیقی بہن ساقط یعنی اسے کچھ نہ ملے گا۔

﴿2﴾ **نصف**: جب میت کی حقیقی بہن ایک ہو تو نصف ملے گا۔

﴿3﴾ **ثلثان**: جب میت کی حقیقی بہنیں دو یا دو سے زائد ہوں تو ثلثان پائیں گی۔

﴿4﴾ **عصبہ**: میت کے حقیقی بھائی کے ساتھ عصبہ بالغیر بنیں گی۔

﴿5﴾ **عصبہ**: جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں یا پھر بیٹی اور پوتی ہو تو حقیقی بہن عصبہ مع الغیر بنے گی۔

نصف: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ۔(النساء، 176)

ترجمہ کنز الایمان: اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے۔

ثلثان: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ۔ (النساء، 176)

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی۔

عصبہ: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر بھائی، بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔(النساء، 176)

والاخوات لاب کالا خوات لاب وام ولهن احوال سبع النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدة عند عدم الاخواتِ لاب وام ولهن السدس مع الاخت لاب وام تكملةً للثلثين ولا يرثن مع الاختين لاب وام الا ان يكون معهن اخ لاب فيعصبهن والباقي بينهم للذكر مثل حظ الانثيين والسادسة ان يصرن عصبة مع البنات اومع بنات الابن لما ذكرنا وبنو الاعيان وبنو العلات كلهم يسقطون بالابن وابن الابن وان سفل وبالاب بالاتفاق وبالجد عند ابى حنيفة ويسقط بنو العلات ايضا

بالاخ لاب وام وبالاختِ لابٍ وام اذا صارت عصبة.

ترجمہ : اور علاتی یعنی باپ شریک بہنیں حقیقی بہنوں کی ہی مثل ہیں، ان کے سات احوال ہیں، ایک کے لیے نصف ہے دو یا دو سے زائد کے لیے دو ثلث ہیں حقیقی بہن کی عدم موجودگی میں، ان کے لیے سدس ہے حقیقی بہن کی موجودگی میں، تا کہ دو ثلث مکمل ہو جائیں، اور دو حقیقی بہنوں کے ہوتے ہوئے باپ شریک بہنیں محروم ہو جاتی ہیں، ہاں اگر ان کے ساتھ کوئی حقیقی بھائی ہو تو وہ انہیں عصبہ بنا دے گا اور باقی ماندہ مال ان کے درمیان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کی بنا پر تقسیم ہوگا۔ چھٹا حال یہ ہے کہ یہ باپ شریک بہنیں میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے عصبہ بن جاتیں ہیں جیسا کہ ہم پہلے (اجعلوا الاخوات) کی حدیث ذکر کر چکے ہیں اور حقیقی یا باپ شریک بھائی بہن میت کے بیٹے پوتے نیچے تک اور بالاتفاق باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں اور جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں، نیز باپ شریک بھائی بہنیں حقیقی بھائی بہنوں کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور حقیقی بھائی کی موجودگی میں بھی علاتی بھائی بھی محروم ہو جاتے ہیں جبکہ حقیقی بہن عصبہ بن جائے۔

علاتی بہنوں کے احوال

ان کی سات حالتیں ہیں ۔(step-sister,s)

﴿1﴾ **ساقط**: جب میت کے اصول یا فروع میں کوئی مرد موجود ہو یا حقیقی بھائی موجود ہو یا حقیقی بہن عصبہ بن چکی ہو تو علاتی بہنیں ساقط یعنی انہیں کچھ نہ ملے گا۔

﴿2﴾ **ساقط**: جب میت کی ایک سے زائد حقیقی (سگی) بہنیں ہوں تو علاتی (باپ شریک) بہنیں ساقط ہو جائیں گی۔

﴿3﴾ **نصف**: مذکورہ صورتیں نہ ہوں اور علاتی بہن ایک ہو تو **نصف** ملے گا۔

﴿4﴾ **ثلثان**: مذکورہ صورتیں نہ ہوں اور علاتی بہنیں دو یا زائد ہو تو **ثلثان** ملے گا۔

﴿5﴾ **سُدُس** : جب ایک حقیقی بہن ہو تو علاتی بہنوں کو **سدس** ملے گا۔

﴿6﴾ **عصبہ** : جب میت کی علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو علاتی بہن عصبہ بالغیر بنے گی یعنی بھائی کو بہن کا ڈگنا ملے گا

﴿7﴾ **عصبہ** : جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں تو علاتی بہن عصبہ مع الغیر بنے گی۔

واما للام فاحوال ثلاث السدس مع الولد اوولد الابن وان سفل اومع الاثنين من الاخوة والا خوات فصاعداً من ای جهةٍ کانا وللام ثلث الکل عند عدم هولاء المذکورین فلها ثلث مابقی بعد فرض احد الزّوجین وذالک فی مسالتین زوج وابوین اوزوجةٍ و ابوین ولو کان مکان الا ب جد فللام ثلث جمیع المال الا عندابی یوسف فان لها ثلث الباقی.

ترجمہ : اور بہر حال ماں تو اس کے تین احوال ہیں سدس لے گی بیٹے یا پوتے نیچے تک ہوتے ہوئے یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنوں کے ہوتے ہوئے یہ بھائی بہن کسی بھی جہت سے ہوں یعنی چاہے حقیقی ہوں یا علاتی اور ایک ثلث لے گی ان مذکورہ ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں اور ماقی کا ثلث لے گی زوجین میں سے ہر ایک کا حصہ نکالنے کے بعد اور یہ فقط دو مسئلوں میں ہے۔ایک تو شوہر اور ماں باپ کے ہوتے ہوئے دوسرا بیوی اور ماں باپ کے ہوتے ہوئے اور اگر باپ کی جگہ دادا موجود ہو تو ماں کے لیے جمیع مال میں سے ایک ثلث ہے البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ماں کے لیے باقی ماندہ مال کا ثلث ہے۔

ماں کے احوال

ماں کی تین حالتیں ھیں ۔(mother)

﴿1﴾......**سُدُس** : جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی پوتا، پوتی نیچے تک) کوئی موجود ہو یا حقیقی، علاتی، اخیافی بھائی، بہن میں سے کوئی بھی موجود ہو تو ماں کو سدس ملے گا۔

﴿2﴾......**ثلث ما بقی**: جب میت احد الزوجین (زوج یا زوجہ سے ایک) ہو اور ساتھ باپ ہو تو ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔

اس کی دو صورتیں ہیں اور وہ درج ذیل ہیں ۔

﴿ا﴾......جب میت شوہر ہو تو اس کی صورت یہ ہوگی زوجہ، ماں، باپ۔

﴿۲﴾......جب میت بیوی ہو تو اس کی صورت یہ ہوگی زوج، ماں، باپ۔

ثلث ما بقی سے مراد: احد الزوجین کو حصہ دینے کے بعد جو مال باقی بچے اس کا تہائی ثُلث ماقی کہلاتا ہے۔

﴿3﴾......**ثلث الکل**: جب مذکورہ دونوں حالتیں نہ ہوں تو ماں کو ثُلثُ الکُل ملے گا۔

سُدُس : قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس ترکہ سے چھٹا۔

ثُلُث: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۔

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔

وللجدة السدس لام كانت اولاب واحدة كانت او اكثر إذا كن ثابتات متحاذيات فى الدرجة ويسقطن كلهن بالام وابويات ايضا بالاب وكذالک بالجد الا ام الاب وان علت فانها ترث مع الجدلانها ليست من قبله .

ترجمہ : دادی کے لیے سدس ہے چاہے ماں کی جانب سے ہو یا باپ کی جانب سے ایک ہو یا ایک سے زائد جب کہ یہ دادیاں یا نانیاں صحیحہ ہوں اور درجہ میں بھی برابر ہوں اور ماں کی وجہ سے تمام دادیاں یا نانیاں ساقط ہو جاتی ہیں اور باپ کی جانب سے دادیاں باپ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اسی طرح دادا کے ہوتے ہوئے بھی ساقط ہو جاتی ہیں سوائے پدری دادی کے اگر چہ وہ اوپر کے درجے کی ہو اس لیے کہ یہ دادی دادا کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہوتی ہے کیونکہ یہ دادی دادا کی جانب سے وارث نہیں ہوتی ۔

والقربى من اى جهة كانت تحجب البعدى من اى جهةٍ كانت وارثة كانت القربىٰ أو محجوبة واذا كانت الجدة ذات قرابة واحدةٍ كأم أم الاب والاخرى ذات قرابتين أواكثر كام ام الام وهى ايضا أم اب الاب بهذهِ الصورة.

میت		میت	
ام	اب	ام	اب
ام	ام	ام	اب
ام	ام	ام	ام

ام ام

يقسم السدس بينهما عند ابى يوسف رحمة الله انصافا باعتبار الابدان .وعند محمد رحمة الله أثلاثا باعتبار الجهات .

ترجمہ: اورقریبی دادی چاہے کسی بھی جہت سے ہوبعید والی کو چاہے کسی بھی جہت سے ہومحروم کردے گی قریبی دادی وارث ہو یا محجوب ہواور جب دادی ایک قرابت رکھتی ہو جیسے باپ کی نانی اور دوسری دادی دو یا اس سے زائد قرابت رکھتی ہو جیسے پڑنانی اور یہی پڑدادی بھی ہوتو امام ابو یوسف کے نزدیک ان دونوں کے درمیان سدس کو آدھا آدھا کر کے تقسیم کیا جائے رؤس کے لحاظ سے ،اور جب کہ امام محمد کے نزدیک جہت کا اعتبار کرتے ہوئے تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا۔

جدہ صحیحہ کے احوال

جدہ صحیحہ کی دو حالتیں ہیں۔

﴿1﴾ **ساقط**: میت کی ماں کی موجودگی میں تمام جدہ صحیحہ ساقط نیز قریب کے ہوتے ہوئے بعید والی ساقط ہوں گی۔

﴿2﴾ **سُدس**: میت کی جدہ اگر اکیلی ہوتو سدس اور اگر اپنے ہی درجہ میں ایک سے زیادہ ہوں تو تمام سدس میں شریک ہوں گی

﴿باب العصبات﴾

العصبات النسبية ثلاثة عصبة بنفسه وعصبة بغيره وعصبةٌ مع غيره أمّا العصبة بنفسه فكل ذكر لا تدخل فى نسبته إلى الميت انثى وهم اربعة اصنافِ سجزء الميت واصله وجزء ابيه وجزء جده الاقربُ فالاقرب يرجحون بقرب الدّرجة أعنى اولهم بالميراث جزء الميت اى البنون ثم بنوهم وان سفلوا ثم اصلة اى الاب ثم الجدّاى اب الاب وإن علاثم جزء ابيه أى الاخوة ثمّ بنوهم وإن سفلوا ثم جزء جده اى الاعمام ثم بنوهم وإن سفلوا .

ترجمہ: عصبات نسبیہ کی تین اقسام ہیں،عصبہ بنفسہ ،عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ ،بہر حال عصبہ بنفسہ ہر وہ مرد ہے جس کی

میت کی جانب نسبت کرنے میں کوئی عورت داخل نہ ہو اور ان کی چار اقسام ہیں (۱) میت کا جز (۲) میت کی اصل (۳) میت کے باپ کا جز (۴) میت کے دادا کا جز، ان میں سے جو قریب تر ہے وہی مستحق میراث ہے اور یہ درجہ کے قرب کی وجہ سے ترجیح دیئے جائیں کے، یعنی میراث پانے میں ان سب سے زیادہ حقدار جز میت یعنی بیٹے ہیں پھر ان کے بیٹے ہیں اگر چہ نیچے کے درجہ تک چلے جائیں پھر میت کی اصل یعنی باپ پھر دادا یعنی باپ کا باپ اگر چہ اوپر کے درجے کا ہو پھر باپ کا جز یعنی بھائی اور ان کے بعد ان کی اولاد نیچے تک ہوں اور پھر میت کے دادا کا جز یعنی چچے اور ان کے بعد ان کی اولاد نیچے تک۔

ثم یرجحون بقوة القرابة أعنی به أن ذاالقرابتین أولی من ذی قرابةٍ واحدةٍ ذکراً کان اوأنثیٰ لقوله علیه السلام ﴿أن أعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات﴾ کالاخ لاب وام اوالاخت لاب وام اذا صارت عصبة مع البنت أولی من الاخ لاب وابن الاخ لاب وام اولی من ابن الاخ لاب وکذالک الحکم فی اعمام المیت ثم فی اعمام ابیه ثم فی اعمام جده .

ترجمہ : پھر قوت قرابت کے اعتبار سے ترجیح دیئے جائیں گے یعنی دوہری قرابت والا ایک قرابت والے سے زیادہ مستحق ہے چاہے مرد ہو یا عورت کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ حقیقی بھائی بہن وارث بنتے ہیں نہ کہ علاتی جیسے حقیقی بھائی یا حقیقی بہن جب بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو تو علاتی بھائی سے اولیٰ ہے اور حقیقی بھتیجا علاتی بھتیجے سے اولیٰ ہے اور ایسا ہی حکم میت کے چچاؤں پھر میت کے باپ کے چچاؤں اور پھر دادا کے چچاؤں میں ہے۔

اما العصبة بغیرہ فاربعٌ من النسوة وهُنَّ اللاتی فرضهن النصف والثلثان یصرن عصبةً باخوتهِن کما ذکر نافی حالاتهن ومن لا فرض لها من الاناث واخوها عصبة لا تصیر عصبة باخیها کالعم والعمة المال کله للعم دون العمة واما العصبة مع غیره فکل انثی تصیر عصبة مع أنثی أُخری کالاختِ مع البنت لما ذکرنا .

ترجمہ : بہر حال عصبہ بغیرہ تو یہ چار عورتیں ہیں اور یہ وہی عورتیں ہیں جن کا نصف اور ثلثان حصہ ہوتا ہے جب بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن کر آئیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ذکر کر آئے ہیں اور عورتوں میں سے جس عورت کا حصہ مقرر نہیں ہے اور اس

کا بھائی عصبہ ہے تو اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں بن سکتی جیسا کہ چچا اور پھوپھی ہے تو سارا مال چچا کے لیے ہوتا ہے نہ کہ پھوپھی کے لیے اور جب کہ عصبہ مع غیرہ یہ وہ عورت ہے جو کسی دوسری عورت کے ساتھ عصبہ بن جائے جیسا کہ بہن بیٹی کے ساتھ اس حدیث کی وجہ سے جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں۔

وآخر العصبات مولی العتاقة ثم عصبة علی الترتیب الذی ذکرنا لقوله علیه السلام ﴿الولاء لحمة کلحمة النسب﴾ (۱) ولا شئی للاناث من ورثة المعتق لقوله علیه السلام ﴿لیس للنساءِ من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن کاتبن او کاتب من کاتبن أودبرن من دبرن اوجر ولاء معتقهن او معتق معتقهن﴾ (المستدرک، کتاب الفرائض، ج ۵، ص ۲۶۰)

....

ترجمہ : اور آخری عصبہ مولی العتاقہ ہے پھر اس کا عصبہ بھی اسی ترتیب پر ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ولاء ایک ایسا تعلق ہے جو نسب کے تعلق کی طرح ہے البتہ آزاد کرنے والے کے ورثاء میں سے عورتوں کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورتوں کے لیے ولاء سے کوئی حصہ نہیں سوائے ان کے جن کو انہوں نے خود آزاد کیا یا ان عورتوں کے آزاد کردہ نے کسی کو آزاد کیا یا خود کسی کو مکاتب بنایا یا عورتوں کے مدبر نے کسی کو مدبر بنایا یا ان عورتوں کے آزاد کردہ نے ولاء اپنی طرف کھینچ کر ان عورتوں کی طرف پہنچائی یا ان عورتوں کے آزاد کردہ کے آزاد کردہ نے ولاء کھینچ کر ان تک پہنچائی۔

ولو ترک ابا المعتق وابنه عند ابی یوسف رحمة الله علیه سُدس الولاء للاب والباقی للابن وعند ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله تعالیٰ الولاء کله للابن ولا شی للاب ولو ترک ابن المعتق وجدّه فالولاء کله للابن بالاتفاق .

....

ترجمہ : اور اگر کسی آزاد شدہ غلام نے اپنے آزاد کرنے والے کا باپ اور اس کا بیٹا ورثاء میں چھوڑے تو امام ابو یوسف کے نزدیک ولاء کا سدس باپ کا ہے اور باقی ماندہ بیٹے کا ہے جب کہ طرفین کے نزدیک کل ولاء بیٹے کے لیے ہے اور باپ کے لیے کچھ نہیں اور اگر آزاد شدہ نے اپنے آزاد کرنے والے کا بیٹا اور اس کا دادا چھوڑا ہے تو بالاتفاق کل ولاء بیٹے کے لیے ہے۔

ومن ملک ذارحم محرم منه عتق علیه ویکون ولا ؤه له بقدر الملک کثلاث بنات للکبری

ثلثون دینارا وللصغری عشرون دینارًا فاشترتا اباهما بالخمسین ثم مات الاب وترک شیئا فالثلثان بینهن اثلاثاً بالفرض والباقی بین مشتریتی الاب اخماسًا بالولاء ثلثة اخماسه للکبری وخمساه للصغری وتصح من خمسة واربعین .

....

ترجمہ : اور جو شخص اپنے ذی رحم کا مالک ہوگیا تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا اور یہ آزاد شدہ کی ولاء کا بقدر ملک مستحق ہوگا جیسے کسی کی تین بیٹیاں ہیں جن میں سے بڑی کے پاس تیس دینار اور چھوٹی کے پاس بیس دینار ہیں پھر دونوں نے ملکر پچاس دینار میں اپنے باپ کو خرید اپھر باپ کا انتقال ہو گیا اور کچھ ترکہ چھوڑا تو دو ثلث ان تینوں کے درمیان بطور فرض تین حصے کر کے تقسیم کیے جائیں گے اور باقی ماندہ ایک ثلث باپ کی خریدار دو بہنوں کے درمیان بطور ولاء پانچ حصے کر کے تقسیم ہوگا جن میں سے تین بڑی کے لیے اور دو چھوٹی کے لیے ہوگا اور یہ مسئلہ پینتالیس سے صحیح ہوگا۔

عصبات کا بیان

سوال: عصبہ کی تعریف، عصبہ کی اقسام مع تعریفات اور وضاحت کریں کہ عصبہ کون کون سے ہیں اور کتنے ہیں؟

جواب:

عصبہ کی تعریف : اصحاب فرائض میں تقسیم کے بعد باقی مال جسے ملے عصبہ کہلاتا ہے۔

عصبہ کی قسمیں :(۱) عصبہ نسبیہ (۲) عصبہ سببیہ

عصبہ نسبیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبہ بنفسہ۔ (۲) عصبہ بغیرہ۔ (۳) عصبہ مع غیرہ۔

عصبہ سببیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) موالاۃ۔ (۲) مولی العتاقہ

﴿1﴾ ... **عصبہ بنفسہ کی تعریف** : وہ مرد ہے جو نسبی قرابت دار ہو اور اس مرد اور میت کے مابین کوئی عورت واسطہ نہ ہو

عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں : (ترتیب کے اعتبار سے)

(۱) جزء میت۔۔۔۔۔۔بیٹا، پوتا الی الاسفل۔

(۲) اصل میت۔۔۔۔۔۔باپ، دادا الی الاعلی۔

(۳) جزء اب میت۔۔۔ بھائی، بھائی کی مذکر اولاد (بھتیجا) الی الاسفل۔

(۴) جزء جد میت۔۔۔چچا، چچا کی مذکر اولاد الی الاسفل۔

﴿عصبات میں ترجیح کے (3) اسباب ہیں۔﴾

(۱) جہت میں اقرب ہونا مثلاً جزء میت کے ہوتے ہوئے اصل میت محروم۔

(۲) درجے میں اقرب ہونا۔ مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے محروم۔

(۳) قرابت میں اقرب ہونا مثلاً حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی محروم۔

﴿2﴾ **عصبہ بغیرہ کی تعریف**: ہر وہ عورت جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اس کو کسی مرد نے (یعنی اس کے بھائی نے) عصبہ بنا دیا ہو۔ جیسے بیٹی، حقیقی بھائی کے ساتھ عصبہ۔

اور عصبہ بغیرہ 4 عورتیں ہیں۔

(۱) بیٹی۔ (۲) پوتی۔ (۳) حقیقی بہن۔ (۴) علاتی بہن۔

﴿3﴾ **عصبہ مع غیرہ کی تعریف**: ہر وہ عورت جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اس کو کسی عورت نے عصبہ بنایا ہو۔ جیسے حقیقی بہن اور علاتی بہن ان کو عصبہ بنانے والی بیٹی اور پوتی ہیں۔

﴿باب الحجب﴾

الحجب على نوعين حجب نقصان وهو حجب عن سهمٍ الى سهمٍ وذالك لخمسةِ نفر للزوجين والام وبنت الابن والاختِ لابٍ وقد مربيانه وحجب حرمان والورثة فيه فريقان فريق لايحجبون بحال البتة وهم ستة الابن والاب والزوج والبنت والام والزوجة. وفريق يرثون بحال ويحجبون بحال.

وهذا مبنى على اصلين احدهما هو ان كل من يدلى الى الميت بشخصٍ لايرث مع وجود ذالك الشخص سوى اولادِ الام فانهم يرثون معها لا نعدام استحقاقها جميع التركة والثانى الاقرب فالاقرب كما ذكرنا فى العصبات.

ترجمہ: حجب کی دو قسمیں ہیں، حجب نقصان: اور وہ محجوب ہونا ہے ایک حصے سے دوسرے حصے کی جانب اور یہ پانچ

مخصوص کے لیے ہے زوجین، ماں، پوتی اور باپ شریک بہن اوران کا بیان ہو چکا ہے اور دوسری قسم حجب حرمان ہے اور ورثاء اس میں دو فریق ہیں: ایک فریق تو وہ ہے جو کسی بھی حال میں محجوب نہیں ہوتا اور یہ چھ ہیں بیٹا، باپ، شوہر، بیٹی، ماں، بیوی اور دوسرا فریق وہ ہے جو کبھی وارث ہوتا ہے اور کبھی محجوب ہوتا ہے اور یہ دو اصولوں پر مبنی ہے، ایک اصول یہ ہے کہ ہر وارث جو میت کی طرف کسی دوسرے شخص کی وساطت سے منسوب ہو تو یہ وارث اس شخص کے ہوتے ہوئے وارث نہ ہوگا سوائے ماں شریک بھائی بہنوں کے کیونکہ وہ ماں کے ساتھ وارث بنتے ہیں اس لیے کہ ماں کل مال کی مستحق نہیں ہوتی اور دوسرا اصول یہ ہے کہ الاقرب فالاقرب یعنی قریبی رشتہ دار بعید والے کو محروم کر دیتا ہے جیسا کہ ہم عصبات میں ذکر کر کے آئے ہیں۔

والمحروم لا یحجب عندنا وعندابن مسعود رضی الله عنه یحجب حجب النقصان کالکافر والقاتل والرقیق والمحجوب یحجب بالاتفاق کالاثنین من الاخوة والا خوات فصاعدًا من ای جهةٍ کانا. فانهما لا یرثان مع الاب ولکن یحجبان الام من الثلث الی السدس.

ترجمہ : اور ہمارے نزدیک محروم الارث حاجب نہیں بنتا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حجب نقصان کے ساتھ حاجب بنتا ہے جیسے کافر، قاتل، غلام اور محروم بالاتفاق حاجب بنتا ہے، مثلاً دو یا دو سے زائد بھائی بہنیں خواہ کسی بھی جہت سے ہوں باپ کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے البتہ ماں کے لیے حاجب بنتے ہیں چنانچہ ماں کا حصہ تہائی سے گھٹ کر سدس رہ جاتا ہے۔

حجب کا بیان

سوال: حجب کی تعریف اور اقسام لکھیں اور کونسے ہیں مع تعریفات لکھیں؟

جواب :

حجب کی تعریف: حجب کے لغوی معنٰی پردہ کے ہیں اور اصطلاحی معنٰی ایک وارث دوسرے وارث کو مال لینے سے روکے روکنے والا وارث حاجب اور رکنے والا وارث محجوب کہلاتا ہے۔

حجب کی دو قسمیں ہیں :(۱) حجب نقصان۔(۲) حجب حرمان۔

(۱) **حجب نقصان** : ایک وارث کی موجودگی دوسرے وارث کے حصے میں کمی واقع کر دے۔ **مثلاً** اولاد نہ ہو تو بیوی کا ربع

حصہ ہوتا ہے۔ جبکہ اولاد کی موجودگی میں بیوی کا حصہ ربع سے کم ہو کر ثمن رہ جاتا ہے۔

نوٹ: حجب نقصان 5 افراد کو لاحق ہوتا ہے۔ (۱) شوہر۔ (۲) بیوی۔ (۳) ماں۔ (۴) پوتی۔ (۵) علاتی بہن۔

(۲) **حجب حرمان**: ایک وارث کی موجودگی دوسرے وارث کو میراث سے بالکلیہ محروم کر دے۔ **مثلاً** باپ کی موجودگی میں دادا کو کچھ نہیں ملے گا۔

نوٹ: وہ افراد جو کبھی محجوب نہیں ہوتے وہ 6 ہیں۔ (۱) بیٹا۔ (۲) باپ۔ (۳) شوہر۔ (۴) بیوی۔ (۵) بیٹی۔ (۶) ماں

باب مخارج الفروض

﴿باب فروض کے مخارج کے بیان میں﴾

اعلم ان الفروض المذكورة في كتاب الله تعالىٰ نوعان الاول النصفُ والربع والثمن والثاني الثلثان والثلث والسدس على التضعيف والتنصيف فاذا جاء في المسائل من هذه الفروض احاد احاد فمخرج كل فرض سميه الا النصف وهو من اثنين كالربع من اربعة والثمن من ثمانية والثلث من ثلاثة واذا جاء مثنى او ثلث وهما من نوع واحد فكل عددٍ يكون مخرجا لجزء فذالك العدد ايضا يكون مخرجاً لضعف ذالك الجزء ولضعف ضعفه كالستةِ هي مخرج للسدس ولضعفه ولضعف ضعفه واذا اختلط النصف من الاول بكل الثاني او ببعضه فهو من ستةٍ واذا اختلط الربع بكل الثاني او ببعضه فهو من اثنى عشر واذا اختلط الثمن بكل الثاني او ببعضه فهو من اربعةٍ وعشرين ۔

ترجمہ: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو حصے کتاب اللہ میں مذکور ہیں وہ دو قسم کے ہیں، پہلی قسم نصف، ربع، ثمن، اور دوسری قسم، ثلثان، ثلث، سدس تضعیف اور تنصیف کے طور پر چنانچہ جب مسائل مذکورہ میں چھ حصوں سے اگر ایک ایک آئے تو ہر حصے کا مخرج اسی کے نام پر ہوگا سوائے نصف کے کیونکہ اس کا مخرج دو ہے لہذا ربع کا مخرج چار سے، ثمن آٹھ سے اور ثلث کا مخرج تین سے ہوگا اور جب (مذکورہ چھ حصوں سے) دو، دو یا تین، تین، حصے آئیں اور وہ دونوں ایک ہی نوع سے ہوں تو جو عدد کسی جز کا مخرج ہوگا سو وہی عدد اس کے دگنے اور دگنے کے دگنے کا بھی مخرج ہوگا، مثلاً چھ یہ سدس کا مخرج ہے اور یہی چھ اس سدس کے دگنے یعنی ثلث

اور ثلث کے دگنے یعنی ثلثان کا بھی مخرج ہوگا، اور جب قسم اول کا نصف قسم ثانی کے کل یا اس کے بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا، اور جب ربع قسم ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ بارہ سے ہوگا اور جب ثمن قسم ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔

نوع اول و ثانی کا بیان

سوال: نوع اول اور نوع ثانی کی تشریح کریں؟

جواب: **نوع اول:** نصف، ربع، ثمن۔

نوع ثانی: ثلثان، ثلث، سدس۔

ترکہ حاصل کرنیوالے وارثین اگر ایک نوع کے ہوں تو بڑے مخرج (بڑے عدد) سے مسئلہ بنائیے۔

اگر دو نوع کے ہوں تو نوع ثانی کی طرف سے تین اور نوع اول کے بڑے مخرج کو تین سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب (نتیجہ) سے مسئلہ بنائیں گے۔

مثلاً: نصف + نوع ثانی

2 × 3= 6

ربع + نوع ثانی

4 × 3= 12

ثمن + نوع ثانی

8 × 3= 24

﴿باب العول﴾

﴿باب عول کے بیان میں﴾

العول ان یزاد علی المخرج شی من اجزائه اذا ضاق عن فرضٍ اعلم ان مجموع المخارج سبعةٌ ، اربعة منها لاتعول وهی الاثنان والثلاثة والاربعةُ والثمانيةُ وثلاثةٌ منها قد تعولُ امّا الستة فانها

تعول الی عشرةٍ وترًا وشفعًا واما اثنا عشر فهی تعولُ الی سبعة عشر وتراً لا شفعاً (واما اربعةٌ وعشرون فانها تعول الی سبعة عشر وترًا لا شفعا) واما اربعةٌ وعشرون فانها تعول الی سبعة وعشرين عولاً واحدًا كما فی المسالة المنبرية وهی امرأة وبنتان وابوان ولا يزاد علی هذا الا عند ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فانَّ عنده تعول الی احدٍ وثلاثين .

....

ترجمه : عول کی تعریف یہ ہے کہ مخرج پراس کے اجزاء میں سے کچھ بڑھایا جائے جب مخرج ورثاء کے حصوں سے تنگ ہو جائے، جاننا چاہیے کہ جمیع مخارج سات ہیں چار تو وہ ہیں جن میں عول نہیں ہوتا اور یہ دو، تین، چار اور آٹھ ہیں اور باقی تین میں کبھی کبھار عول ہو جاتا ہے، ان تین میں سے چھ کا عول دس تک ہوتا ہے طاق اور جفت دونوں طرح سے اور جب کہ بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے صرف طاق ہو کر نہ کہ جفت اور رہا چوبیس تو اس کا عول فقط ستائیس تک ایک ہی ہوتا ہے جیسا کہ **مسئلہ منبریہ** میں ہے، اور وہ یہ ہے کہ ورثاء میں بیوی، دو بیٹیاں اور ماں، باپ ہیں اور چوبیس کا عول ستائیس سے زائد نہیں ہوتا لیکن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک چوبیس کا عول اکتیس تک ہو سکتا ہے۔

عول کا بیان

سوال: عول کی تعریف اور کتنے مخارج میں عول ہوتا ہے کس انداز میں ہوتا ہے؟

جواب :عول کی تعریف: کبھی سہام کا مجموعہ بڑھ جاتا ہے اور مخرج تنگ پڑ جاتا ہے۔ اس وقت سہام کے مجموعہ سے مسئلہ بنایا جاتا ہے اسے عول کہتے ہیں ہر مخرج کا عول نہیں ہوتا بلکہ تین مخارج میں عول ہوتا ہے۔

جو کہ یہ ہیں۔۔۔۔6-12-24

طریقہ یہ ہوگا۔

6 کا عول۔۔۔7-8-9-10 (طاق اور جفت دونوں میں)

12 کا عول۔۔۔13-15-17 (صرف طاق عدد میں 17 تک)

24 کا عول۔۔۔ہمارے نزدیک صرف 27 ہے۔

﴿فصل فی معرفة﴾

﴿التماثل والتداخل والتوافق والتباين بين العددين﴾

تماثل العددين كون احدهما مساويًا للاخرو تداخل العددين المختلفين ان يعد اقلهما الا كثر اى يفنيه او نقول هو ان يكون اكثر العددين منقسماً على الاقل قسمةً صحيحة اونقول هو ان يزيد على الاقل مثله او امثاله فيساوى الاكثر او نقول هو ان يكون الاقل جزءً للاكثر مثل ثلاثةٍ وّ تسعةٍ وتوافق العددين ان لا يعدّ اقلهما الاكثر ولكن يعدّهما عددثالثٍ كالثمانية مع العشرين تعدهما اربعة فهما متوافقان بالربع لان العدد العادلهما مخرج لجزء الوفق وتباين العددين ان لا تعد العددين معاً عدد ثالثٍ كالتسعة مع العشرة.

....

ترجمہ : یہ فصل دوعددوں کے درمیان تماثل، تداخل، توافق اور تباین کی معرفت کے بیان میں ہے، دوعددوں کا تماثل یہ ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا مساوی ہواور دو مختلف عددوں کا تداخل یہ ہے کہ ان میں سے چھوٹا بڑے کو تمام کر دے یعنی فنا کردے یا ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ تداخل یہ ہے کہ دونوں عددوں میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے یا ہم یوں کہتے ہیں کہ تداخل کی تعریف یہ ہے کہ چھوٹے عدد پر اسی کے ہم مثل عدد یا چند ہم مثل عدد زیادہ کیے جائیں تو وہ بڑے عدد کے مساوی ہو جائے یا ہم یوں کہتے ہیں کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کا جزء ہو جیسے تین اور نو اور دو عددوں کا توافق یہ ہے کہ ان میں سے چھوٹا بڑے کو فنا نہ کر سکے بلکہ کوئی تیسرا عدد آ کر ان دونوں کو فنا کر دے جیسے آٹھ بیس کے ساتھ ان دونوں کو چار گنا کرتا ہے چنانچہ یہ دونوں متوافق بالربع ہیں، اس لیے کہ فنا کرنے والا عدد چار جزء وفق کا مخرج ہے اور دو عددوں کے متباین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو ایک ساتھ فنا نہ کرے جیسے نو اور بیس۔

....

وطريق معرفة الموافقة والمباينة بين العددين المختلفين ان ينقص من الاكثر بمقدار الاقل من الجانبين مرةً او مرارًا حتى اتفقافى درجةٍ واحدةٍ فان اتّفقا فى واحدٍ فلا وفقَ بينهما وان اتفقافى عدد فهما متوافقان بذالک العدد ففى الاثنين بالنصف وفى الثلثة بالثلث وفى الاربعة بالربع هكذا الى العشرة وفى ما ورالعشرة يتوافقان بجزءٍ منه أعنى فى احد عشر بجزءٍ من احد عشر وفى خمسة

عشر بجزء من خمسة عشر فاعتبر هذا.

....

ترجمہ : اور دو مختلف عددوں کے درمیان نسبت تباین و توافق معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے عدد سے چھوٹے عدد کی تعداد کے مطابق دونوں جانبوں سے ایک مرتبہ یا چند مرتبہ کم کرتے جائیں یہاں تک کہ دونوں ایک ہی درجے کے عدد میں متفق ہو جائیں، چنانچہ اگر دونوں ایک میں متفق ہو جائیں تو ان دونوں کے درمیان توافق نہیں ہوگا اور اگر دونوں ایک کے بجائے کسی اور عدد میں متفق ہو جائیں تو اسی عدد کے لحاظ سے متوافق کہلائیں گے، چنانچہ دو میں توافق بالنصف اور تین میں توافق بالثلث اور چار میں توافق بالربع ہے اسی طرح دس تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا اور اس کے بعد خود اسی عدد کے جزء کے ساتھ توافق ہوگا یعنی گیارہ میں گیارہ کا جزء کے ساتھ اور پندرہ میں پندرہ کے جزء کے ساتھ پس آگے تمام اعداد کو اسی پر قیاس کرو۔

حساب کا بیان

سوال : تماثل، تداخل، توافق، اور تباین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

جواب :**ان تینوں کی تعریفات مع امثلہ**

﴿1﴾ ..... **تماثل** :ایک جیسے دو یا دو سے زائد عدد متماثل کہلاتے ہیں اور ان کے درمیان نسبت تماثل کہلاتی ہے۔ جیسے 6 اور 6 کہ دونوں عدد ایک جیسے ہیں۔

﴿2﴾ ..... **تداخل** :ایسے دو عدد کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے یہ دو عدد متداخل کہلاتے ہیں اور ان کے درمیان نسبت کو تداخل کہتے ہیں جیسے 8 اور 4 ان میں بڑا عدد 8 چھوٹے عدد 4 پر پورا پورا تقسیم ہو جاتا ہے وعلی ہذا القیاس۔

﴿3﴾ ..... **توافق**:ایسے دو عدد کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر تقسیم تو نہ ہو البتہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے تو ایسے دو عدد متوافق کہلاتے ہیں اور ان کے درمیان نسبت کو توافق کہتے ہیں جیسے۔ 6 اور 9 (کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر تقسیم تو نہیں ہوتا مگر 3 ان دونوں کو تقسیم کر دیتا ہے) یہ توافق بالثلث ہے۔ اسی طرح......

8 اور 10 کے درمیان توافق بالنصف ہے۔

5 اور 25 ان کے درمیان توافق بالخمس ہے۔

﴿4﴾ ..... **تباین** : ایسے دو عدد کہ جو برابر بھی نہ ہوں۔ اور بڑا عدد چھوٹے کو تقسیم بھی نہ کرے نیز تیسرا عدد ان کو تقسیم بھی نہ کر سکے تو ان کے درمیان نسبت تباین کی ہے۔ جیسے 5 اور 7 بالفاظ دیگر ایسے دو عدد جن میں نہ نسبت تماثل کی ہو نہ تداخل کی ہو اور نہ

توافق ہو تو وہاں نسبت تباین کی ہوگی۔ جیسے 13 اور 15۔

نوٹ: 1 کی 1 کے ساتھ نسبت تماثل کی ہے جب کہ باقی تمام اعداد کے ساتھ نسبت تباین کی ہے۔

﴿باب التصحیح﴾

﴿باب تصحیح کے بیان میں﴾

یحتاج فی تصحیح المسائل الی سبعة اصولٍ ثلثة بین السهام والرؤس واربعةٌ بین الرؤس والرؤس اَمّا الثلاثةُ **فاحدُها** ان کانت سهام کل فریقٍ منقسمةً علیهم بلا کسرٍ فلاحاجة الی الضرب کابوین وبنتین .

ترجمہ : مسائل کی تصحیح میں سات اصولوں کی ضرورت پیش آتی ہے، تین تو وہ ہیں جو حصے اور رؤس (ورثاء) کے درمیان ہیں اور چار رؤس اور رؤس کے درمیان ہیں، بہرحال تین میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگر ہر فریق کے حصے ان پر بلا کسر کے تقسیم ہو جائیں تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں جیسے میت کے ورثاء میں والدین اور دو بیٹیاں ہیں۔

والثانی ان انکسر علی طائفة واحدةٍ ولکن بین سهامهم ورؤسهم موافقة فیضرب وفق عدد رؤس من انکسرت علیهم السهام فی اصل المسئلة وعولها ان کانت عائلةً کابوین وعشر بنات او زوج وابوین وست بنات.

ترجمہ : دوسرا اصول یہ ہے کہ اگر ایک ہی فریق پر کسر واقع ہو جائے لیکن ان کے حصے اور عدد رؤس کے درمیان موافقت ہو تو جن پر حصے منکسر ہیں ان کے عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ عائلہ ہے تو عول میں ضرب دیں گے جیسے میت کے ورثاء میں ماں، باپ اور دس بیٹیاں ہیں یا شوہر، والدین اور چھ بیٹیاں ہیں۔

والثالث أن لا تکون بین سهامهم ورؤسهم موافقة فیضرب کل عدد رؤس من انکسرت علیهم السهام فی أصل المسئلة وعولها ان کانت عائلة کابٍ وامٍ وخمس بناتٍ اوزوج وخمس اخواتٍ لاب وام .

ترجمہ : اور تیسرا اصول یہ ہے کہ ان کے حصوں اور عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دی جائے مثلاً ورثاء میں ماں، باپ اور پانچ بیٹیاں یا شوہر اور پانچ حقیقی بہنیں ہوں۔

واما الاربعة فاحدها ان يكون ، الكسر على طائفتين او اكثر ولكن بين اعدادِ رؤسهم مماثلة فالحكم فيها ان يضرب احدُ الاعداد فی اصل المسئلة مثل ست بناتٍ وثلاث جدات وثلاثة اعمام .

ترجمه : اور بہر حال (دوسری قسم کے) چار اصول تو ان میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد فریقوں پر ان کے حصے (ٹوٹ پھوٹ) جائیں لیکن ان سب کے عدد روس میں نسبت تماثل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک فریق کے عدد روس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے، مثلاً ورثاء میں چھ بیٹیاں، تین دادیاں اور تین چچے ہیں۔

والثانی ان يكون بعض الاعداد متداخلاً فی البعض فالحكم فيها ان يضرب اكثر الاعداد فی اصل المسئلة مثل اربع زوجات وثلاث واثنى عشر عمًا .

ترجمه : اور دوسرا اصول یہ ہے کہ بعض اعداد روس بعض میں متداخل ہوں تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ان اعداد روس میں سے بڑے عدد روس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی، مثلاً ورثاء میں چار بیویاں اور تین دادیاں اور بارہ چچا ہیں۔

والثالث ان يوافق بعض الاعدادِ بعضا فالحكم فيها ان يضرب وفق احد الاعدادِ فی جميع الثانی ثم ما بلغ فی وفق الثالث ان وافق المبلغ الثالث والا فالمبلغ فی جميع الثالث ثم المبلغ فی الرابع كذالك ثم المبلغ فی اصل المسئلة كاربع زوجاتٍ وثمانی عشرة بنتاً وخمس عشرة جدةً وستة اعمام .

ترجمه : اور تیسرا اصول یہ ہے کہ بعض فریق کے اعداد روس بعض کے ساتھ نسبت توافق رکھتے ہوں، چنانچہ ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ایک فریق کے اعداد روس کے وفق کو دوسرے فریق کے جمیع اعداد روس میں ضرب دی جائے پھر ما حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے وفق میں ضرب دی جائے اگر ان کے مابین نسبت توافق ہو ورنہ اس حاصل ضرب کو تیسرے کے جمیع اعداد روس میں ضرب دی جائے پھر جو کچھ حاصل ہوا اس کو چوتھے فریق کے عدد روس میں ایسے ہی ضرب دی جائے پھر اسی حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں جا کر ضرب دی جائے، مثلاً ورثاء میں چار بیویاں اور اٹھارہ بیٹیاں اور پندرہ دادیاں موجود ہیں۔ 6 چچے

والرّابع ان تكون الاعداد متباثنة لايوافق بعضها بعضا فالحكم فيها ان يضرب احد الاعداد فی جميع الثّانی ثم ما بلغ فی جميع الثالث ثم ما بلغ فی جميع الرابع ثم ما اجتمع فی اصل المسئلة كامرأتين وست جداتٍ وعشر بناتٍ وسبعة اعمام .

ترجمه : اور دوسری قسم کا چوتھا اور آخری اصول یہ ہے کہ فریقوں کے اعداد روس کے درمیان نسبت تباین ہو، ان کے بعض

کی بعض کے ساتھ توافق کی نسبت نہ ہو تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ایک فریق کے جمیع عدد رؤس کو دوسرے فریق کے جمیع میں ضرب دی جائے پھر ماحاصل کو تیسرے فریق کے جمیع میں ضرب دی جائے پھر ماحاصل کو چوتھے فریق میں ضرب دی جائے پھر جو کچھ بھی جمع ہوا سے اصل مسئلہ میں ضرب دے دی جائے، مثلاً: ورثاء میں دو بیویاں، چھ دادیاں، دس بیٹیاں اور سات چچے موجود ہیں۔

﴿فصل﴾

واذا اردت ان تعرف نصیب کل فریق من التصحیح فاضرب ما کان لکل فریق من اصل المسئلة فی ما ضربته فی اصل المسئلة فما حصل کان نصیب ذالک الفریق . واذا اردت ان تعرف نصیب کل واحدٍ من احاد ذالک الفریق فاقسم ما کان لکل فریق من اصل المسئلة علی عدد رؤسهم ثم اضرب الخارج فی المضروب فالحاصل نصیب کل واحدٍ من احاد ذالک الفریق.

ترجمہ : اور جب تو چاہے کہ ہر فریق کا حصہ تصحیح سے معلوم کرے تو ہر فریق کو جتنا حصہ اصل مسئلہ سے ملا ہے اسے اس عدد میں ضرب دو جس کو تم نے اصل مسئلہ میں ضرب دیا ہے پھر جو کچھ حاصل ہوگا اسی فریق کا حصہ ہوگا، اور جب تو تصحیح سے فریق کے ہر شخص کا حصہ معلوم کرنا چاہے تو جو حصہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے ملا ہے اسے ان کے اعداد رؤس پر تقسیم کرو پھر خارج قسمت کو مضروب میں ضرب دے دو چنانچہ حاصل ضرب اس فریق کے ہر شخص کا حصہ ہوگا۔

ووجه آخر وهو ان تقسم المضروب علی ای فریق شئت ثم اضرب الخارج فی نصیب الفریق الذی قسمت علیهم المضروب فالحاصل نصیب کل واحدٍ من احاد ذالک الفریق .

ترجمہ : اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مضروب (ضرب دیئے گئے) کو جس بھی فریق پر تو چاہے تقسیم کر دے، پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے حصے میں ضرب دے دے، جن پر تو نے مضروب کو تقسیم کیا، پھر جو کچھ حاصل ہوگا اس فریق کے ہر شخص کا حصہ ہوگا۔

ووجه آخر وهو طریق النسبة وهو الاوضح وهو ان تنسب سهام کل فریق من اصل المسئلة الی عدد رؤسهم مفردًا ثم تعطی بمثل تلک النسبة من المضروب لکل واحدٍ من احاد ذالک الفریق .

ترجمہ : ایک اور دوسرا طریقہ بھی ہے اور یہ طریقہ نسبت کا ہے، جو زیادہ واضح بھی ہے، وہ یہ کہ جتنے حصے ہر فریق کو اصل مسئلہ سے ملیں ہیں انہیں تو صرف تنہا انہی فریق کے اعداد رؤس کے ساتھ نسبت دے پھر اسی نسبت کے بقدر اس فریق کے ہر شخص کو اپنا حصہ المضروب سے دے دو۔

﴿فصل فی قسمة الترکات بین الورثة والغرماء﴾

اذا کان بین التصحیح والترکة مباینة فاضرب سهام کل وارث من التصحیح فی جمیع الترکة ثم اقسم المبلغ علی التصحیح مثاله بنتان وابوان والترکة سبعة دنانیر .

ترجمہ : جب تصحیح اور ترکہ کے مابین نسبت تباین ہو تو تصحیح سے ملنے والے ہر وارث کے حصوں کو جمیع ترکہ میں ضرب دو پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کردو، اس کی مثال یہ ہے کہ میت کے ورثاء میں دو بیٹیاں اور ماں، باپ ہیں اور ترکہ سات دینار ہے۔

واذا کان بین التصحیح والترکة موافقةٌ فاضرب سهام کل وارث من التصحیح فی وفق الترکة ثم اقسم المبلغ علی وفق التصحیح فالخارجُ نصیب ذالک الوارث فی الوجهین هذا المعرفة نصیب کل فرد.

ترجمہ : اور جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان نسبت توافق پائی جائے تو تصحیح سے ہر وارث کو جو حصہ ملا ہے اس کو ترکہ کے وفق میں ضرب دے دو پھر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کردو پس خارج قسمت اسی وارث کا حصہ ہے، دونوں صورتوں (توافق وتباین) میں یہ قاعدہ ہر فرد کے حصے معلوم کرنے کے لیے ہے۔

اما المعرفة نصیب کل فریق منهم فاضرب ما کان لکل فریق من اصل المسئلة فی وفق الترکة ثم اقسم المبلغ علی وفق المسئلة ان کان بین الترکة والمسئلة موافقة وان کان بینهما مباینة فاضرب فی کل الترکة ثم اقسم الحاصل علی جمیع المسئلة فالخارج نصیب ذالک الفریق فی الوجهین.

ترجمہ : رہا ورثاء میں سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تو ہر فریق کے اصل مسئلے سے ملنے والے حصے کو ترکہ کے وفق میں ضرب دو، پھر حاصل ضرب کو مسئلہ کے وفق پر تقسیم کردو اگر اصل مسئلہ اور ترکہ کے درمیان نسبت توافق ہو اور اگر دونوں کے درمیان نسبت تباین ہو تو اصل مسئلہ سے ہر فریق کا جو حصہ تھا اسے جمیع ترکہ میں ضرب دو پھر حاصل ضرب کو جمیع مسئلہ پر تقسیم کردو پس خارج قسمت دونوں صورتوں (توافق وتباین) میں ہر فریق کا حصہ ہے۔

اما فی قضاء الدُّیون فدین کل غریم بمنزلة سهام کل وارث فی العمل ومجموع الدّیون بمنزلة التصحیح وان کان فی الترکة کسور فابسط الترکة والمسئلة کلتیهما ای اجعلهما من جنس الکسر ثم قدم فیه ما رسمناه .

ترجمہ: بہر حال قرضوں کے ادا کرنے میں ہر قرض خواہ کا قرض عمل (تقسیم) میں ہر وارث کے حصے کے برابر ہے اور تمام قرضے تصحیح کے منزلہ میں ہیں اور اگر ترکہ میں کسر واقع ہو تو ترکہ اور مسئلہ دونوں کو پھیلا دو یعنی دونوں کو کسر کی جنس سے کر دو پھر اس میں وہی عمل کرو جس کو ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

تصحیح کے قواعد

تصحیح کی تعریف: تصحیح کا لغوی معنی: "درست کرنا" علم میراث کی اصطلاح میں تصحیح ایسے عدد کے حاصل کرنے کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے میت کا ترکہ اس کے تمام ورثاء میں بلا کسر تقسیم ہو جائے۔ یعنی ورثوں کی تعداد اور مخرج مسئلہ سے ملنے والے حصوں میں جو کسر واقع ہوتی ہے، اس کسر کے دور کرنے کو تصحیح کہتے ہیں۔

سوال: تصحیح کے قواعد بیان کریں اور بتائیں کہ تصحیح میں ذو اضعاف اقل کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: قاعدہ نمبر 1: جب سہام یعنی حصے اپنے افراد پر بلا کسر (بغیر اعشاریہ کے) تقسیم ہوں تو تصحیح کی حاجت نہیں جیسا کہ ماں، باپ، دو بیٹیاں۔

کسر کی وجہ حصر

کسر ایک فریق پر واقع ہوگی۔		کسر ایک سے زائد پر واقع ہوگی۔
سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت تباین کی ہوگی تو عددِ رؤوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (قاعدہ نمبر 2)	سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت توافق کی ہوگی تو عددِ رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (قاعدہ نمبر 3)	جن افراد پر کسر واقع ہوئی ان کے سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت تباین کی ہوگی تو ان افراد کے عددِ رؤوس کو محفوظ کریں گے اور جن افراد کے درمیان نسبت توافق کی ہوگی تو ان کے عددِ رؤوس کے وفق کو محفوظ کریں گے جتنے اعداد محفوظ ہوئے ان کا ذو اضعاف اقل مشترک نکالیں گے (L.C.M) اور نتیجے کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (قاعدہ نمبر 4۔5۔6۔ اور 7 کا خلاصہ)

ذو اضعاف اقل مشترک کی اہمیت: تصحیح کے قواعد میں ذو اضعاف اقل مشترک کی اہمیت یہ ہے کہ اگر ذو اضعاف اقل نہ نکالیں تو ہر فریق کو اس کا پورا حصہ نہ دیا جا سکے گا اور ذو اضعاف اقل مشترک نکال کر ہر فریق کو اس کا پورا حصہ بآسانی دیا جا سکتا ہے۔

ذو اضعاف اقل نکالنے کا طریقہ

2	2	3	4	6	7	9
2	1	3	2	3	7	9
3	1	3	1	3	7	9
3	1	1	1	1	7	3
7	1	1	1	1	7	1
	1	1	1	1	1	1

﴿فصل فی التخارج﴾

من صالح علی شیء معلوم من الترکة فاطرح سهامه من التصحیح . ثم اقسم ما بقی من الترکة علی سهام الباقین کزوج وام وعم فصالح الزوج علی ما فی ذمته من المهر. وخرج من البین فتقسم باقی الترکة بین الام والعم اثلاثاًبقدرسهامهما. سهمان للام وسهم للعم اوزوجةٍ واربعةبنین فصالح احد البنین علی شی وخرج من البین فیقسم باقی الترکة علی خمسةٍ وعشرین سهما للمراة اربعة بنین فصالح احد البنین علی شئی وخرج من البین فیقسم باقی الترکة علی خمسةٍ وعشرین سهما للمراة اربعة اسهم ولکل ابن سبعة .

ترجمہ : جس وارث نے میت کے ترکہ سے معین چیز پر صلح کرلی اس کے سہام کو تصحیح سے ساقط کردو باقی ماندہ ترکہ باقی ورثاء کے حصوں پر تقسیم کرو۔ مثلاً ورثاء میں خاوند، ماں، چچا ہیں، پس خاوند نے اس مہر پر صلح کرلی جو اس کے ذمہ تھا اور وہ ورثاء کے درمیان سے نکل گیا چنانچہ باقی ترکہ کے تین حصے کرکے ماں اور چچا میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، یعنی دو حصے ماں کے لیے اور ایک حصہ چچا کے لیے، یا زوجہ اور چار بیٹے وارث ہیں، (ان چاروں) بیٹوں میں سے ایک نے کسی معین چیز پر صلح کرلی اور ان کے درمیان سے نکل گیا تو باقی ترکہ کو پچیس حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، زوجہ کے لیے چار حصے اور ہر بیٹے کے لیے سات حصے ہوں گے۔

تخارج کا بیان

سوال: تخارج کی تعریف اور اسکے مفہوم کی وضاحت کریں نیز دو امثلہ تحریر کریں؟

جواب :تخارج کی تعریف: جب کوئی وارث ترکہ میں سے کچھ متعین مال لے کر باقی مال میں اپنا حق چھوڑ دے اور دیگر ورثاء راضی بھی ہو جائیں تو چند شرائط کے ساتھ یہ جائز ہے۔اس کا نام تخارج ہے۔

تخارج کا عمل : ورثاء میں سے اگر کوئی اپنا حصہ نہ لینا چاہے تو تخارج کا عمل کرتے ہیں۔

تخارج کا عمل کرنے کا طریقہ

تخارج کو معدوم مان کر پہلے پورے مسئلے کی تصحیح کر لیجیے اور جو وارث کم ہو رہا ہے اس کا حصہ تصحیح میں سے کم کر دیا جائے یہ نتیجہ صحیح ہوگا۔(یعنی اب ہم مال کے اتنے ہی حصے کریں گے)

مثلاً : کامران جو شوہر ہے اس نے ایک مکان لے کر باقی مال میں اپنا حق چھوڑ دیا۔اب اس کا مسئلہ یوں بنائیں گے کہ پہلے مسئلہ بناتے وقت کامران کو شامل کریں گے ،بعد میں حصہ نیچے سے ختم کر کے اصل مسئلہ سے اسے کم کر دیں گے بقیہ مسئلے کو حل کریں گے۔

مسئلہ : 3-6 = 3

میت

شوہر	ماں	چچا
نصف	ثلث	عصبہ
3	2	1
تخارج	2	1

اب یہاں شوہر کا حصہ ختم کر دیا ہے کیونکہ اس نے تخارج کا عمل کیا،اب ماں اور چچا کو ان کے مقررہ حصوں کے مطابق دیا جائے گا۔

﴿باب الرد﴾

الرّد ضد العول ما فضل عن فرض ذوی الفروض ولا مستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین وهو قول عامة الصحابة وبه اخذ اصحابنا وقال زید بن ثابت لا یرد الفاضل

بل هو لبیت المال وبه اخذ مالک والشافعی .

....

ترجمه : ردعول کی ضد ہے ترکہ میں جو حقدار ذوی الفرائض سے زائد ہوا اور اس کا کوئی حقدار نہ ہو تو یہ زائد ذوی الفروض پر ہی ان کے حقوق کے مطابق رد کیا جائے گا سوائے زوجین کے، اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں اور ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زائد مال (ذوی الفروض پر رد کرنے کے بجائے) بیت المال کے لیے ہے اسی کے قائل امام مالک وامام شافعی رحمہما اللہ ہیں۔

ثم مسائل الباب ای باب الرد علی اقسام اربعة ، **احدها** ان یکون فی المسئلة جنس واحد ممن یرد علیه عند عدم من لا یرد علیه فاجعل المسئلة من رؤسهم کمالوترک بنتین او اختین او جدتین فاجعل المسئلة من اثنین .

ترجمه : پھر اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسئلہ من لا یرد علیہ یعنی زوجین نہ ہونے کی صورت میں من یرد علیہ کی ایک جنس ہو تو مسئلے کو ان کے عدد روس سے بناؤ مثلاً ---- اگر میت نے دو بیٹیاں یا دو بہنیں یا دو دادیاں چھوڑیں تو مسئلہ دو ہی سے بناؤ۔

والقسم الثانی اذا اجتمع فی المسئلة جنسان اوثلثة اجناس ممن یرد علیه عند عدم من لا یرد علیه فاجعل المسئلة من سهامهم اعنی من اثنین اذا کان فی المسئلة سدسان او من ثلاثةٍ اذا کان فیها ثلث وسدس او من اربعة اذا کان فیها نصف وسدس او من خمسةٍ اذا کان فیها ثلثان وسدس او کان فیها نصف وسدسان او کان فیها نصف وثلث .

ترجمه : اور دوسری قسم یہ ہے کہ جب مسئلہ میں من لا یرد علیہ نہ ہونے کی صورت میں من یرد علیہ کی تین یا دو جنس جمع ہو جائیں تو ان کے حصوں سے مسئلہ بناؤ یعنی مسئلہ دو سے بناؤ جب دو سدس لینے والے ہوں یا تین سے بناؤ جب مسئلہ میں ایک ثلث لینے والا ہو اور دوسرا سدس لینے والا ہو اور چار سے بناؤ جب مسئلہ میں ایک نصف لینے والا ہو اور دوسرا سدس لینے والا ہو یا پانچ سے بناؤ جب مسئلہ میں ثلثان لینے والی ہوں اور سدس لینے والا ہو یا نصف اور سدس لینے والے ہوں یا نصف اور ثلث لینے والے ہوں۔

والثالث ان یکون مع الاول من لا یرد علیه فاعطِ فرضَ مَن لا یُرد علیه من اقل مخارجه فان استقام الباقی علی عدد روس من یرد علیه فبها ونعمت اذلا حاجة الی ضروب کزوج وثلاث بناتٍ

وان لم يستقم فاضرب على وفق رؤسهن في فرض من لا يرد عليه ان وافق رؤسهم كزوج وست بنات والا فاضرب كل عدد رؤس في مخرج فرض من لا يرد عليه فالمبلغ تصحيح المسئلة كزوج و خمس بناتٍ .

ترجمه : اور تیسری قسم یہ ہے کہ اول یعنی من یرد علیہ کے ساتھ من لا یرد علیہ بھی ہو تو من لا یرد علیہ کا حصہ اس کے کم تر مخارج سے دو چنانچہ اگر بقیہ مال من یرد علیہ کے رؤس پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو بہت ہی خوب ہے کیونکہ ضرب کی حاجت نہیں ہے، جیسے ورثاء میں شوہر اور تین بیٹیاں ہوں اور اگر بقیہ مال من یرد علیہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو من یرد علیہ کے رؤس کے وفق کو من لا یرد علیہ کے مخرج میں ضرب دو، اگر من یرد علیہ کے رؤس اور بقیہ مال کے درمیان نسبت توافق ہو جیسے شوہر اور چھ بیٹیاں اور اگر عدد رؤس کو من لا یرد علیہ کے مخرج میں ضرب دو چنانچہ حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہو گی جیسے ورثاء میں شوہر اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

والرابع ان يكون مع الثاني من لا يرد عليه فاقسم ما بقي من مخرج فرض من لا يرد عليه على مسئلة من يرد عليه فان استقام الباقي فبها وهذا انما هو في صورةٍ واحدةٍ وهي ان يكون للزوجات الربع والباقي بين اهل الرد اثلاثا كزوجةٍ واربع جداتٍ وستِ اخواتٍ لام .

ترجمه : اور رد کی چوتھی قسم یہ ہے کہ ثانی یعنی من یرد علیہ کی جنس کے ساتھ من لا یرد علیہ میں سے کوئی ہو تو جو مال من لا یرد علیہ کے فرض کے مخرج سے باقی بچا ہے اس کو من یرد علیہ کے مسئلہ سے تقسیم کر دو اگر پورا تقسیم ہو جائے تو بہت ہی خوب اور یہ صرف ایک ہی صورت میں ہے وہ یہ ہے کہ بیویوں کے لیے چوتھائی اور بقیہ مال من یرد علیہ یعنی اہل رد پر تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے جیسے ورثاء میں ایک بیوی، چار دادیاں اور چھ اخیافی بہنیں ہوں۔

وان لم يستقم فاضرب جميع مسئلة من يرد عليه في مخرج فرض من لا يرد عليه فالمبلغ مخرج فروض الفريقين كاربع زوجاتٍ و تسع بنات وست جداتٍ ثم اضرب سهام من لا يرد عليه في مسئلة من يرد عليه وسهام من يرد عليه فيما بقي من مخرج فرض من لا يرد عليه وان انكسر على البعض فتصحيح المسائل بالاصول المذكورة .

ترجمه : اور اگر ماقبی من یرد علیہ (اہل رد) پر پورا تقسیم نہ ہو تو من یرد علیہ کے جمیع حصوں کو من لا یرد علیہ کے مخرج میں ضرب دو چنانچہ حاصل ضرب دونوں فریق کے حصوں کا مخرج ہو گا جیسے (ورثاء میں) چار بیویاں، نو بیٹیاں اور چھ دادیاں ہیں پھر من لا یرد علیہ کے حصوں کو من یرد علیہ کے مخرج فرض سے جتنا بچا ہے اس میں ضرب دو اور اگر بعض ورثاء کے حصوں پر ان کا حصہ منکسر

ہو جائے تو باب تصحیح میں جو اصول ذکر کیے گئے ہیں ان کے مطابق مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔

رد کا بیان

سوال: رد کی تعریف مع قواعد بطور وجہ حصر نیز زوجین پر رد ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ بیان فرمائیں؟

جواب: ترکہ ذوی الفروض کو دے کر جو باقی بچے وہ عصبہ کو دیا جائے، جب کوئی عصبہ نہ ہو باقی مال نسبی ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے مطابق رد کیا جاتا ہے (یعنی لوٹایا جاتا ہے) اسے رد کہتے ہیں۔ تنبیہ: رد عول کی ضد ہے۔

خصوصی تنبیہ: احد الزوجین پر رد نہیں ہوتا۔

ذوالفروض میں تقسیم کے بعد عصبہ کو۔ عصبہ نہ ہوں تو ذوالفروض کو۔ یہ بھی نہ ہو تو ذوی الارحام کو۔ یہ بھی نہ ہو تو موصی لہ ما زاد علی الثلث (یعنی جس کے لیے تہائی سے زیادہ کی وصیت کی گئی ہو) یہ بھی نہ ہو تو فی زمانہ احد الزوجین پر رد کیا جاتا ہے۔

رد کے قواعد کی وجہ حصر

اصحاب فرائض

احد الزوجین نہ ہوں۔		احد الزوجین ہوں۔	
ذوی الفروض ایک ہی جنس کے ہوں۔ (قاعدہ نمبر 1)	ذوی الفروض مختلف جنس کے ہوں۔ (قاعدہ نمبر 2)	ذوی الفروض ایک ہی جنس کے ہوں (قاعدہ نمبر 3)	ذوی الفروض مختلف جنس کے ہوں۔ (قاعدہ نمبر 4)
عدد رؤس سے مسئلہ بنائیں گے۔	مجموعہ سہام سے مسئلہ بنائیں گے۔	احد الزوجین کے اقل مخرج سے مسئلہ بنا کر احد الزوجین کو ان کا حصہ دیکر بقیہ نسبی ذوالفروض کو دیں گے اگر تقسیم نہ ہو سکے تو تصحیح کے قواعد پر عمل کریں گے۔	احد الزوجین کے اقل مخرج سے مسئلہ بنا کر ان کو ان کا حصہ دیکر بقیہ کو محفوظ کر لیں گے اور بقیہ نسبی ذوی الفروض کا جدید مسئلہ تصور کریں گے (یعنی قاعدہ نمبر 2 پر عمل کریں گے) اگر محفوظ شدہ نسبی ذوی الفروض پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو فبہا اگر تقسیم نہ ہو سکے تو دو ضربیں عمل میں لائیں (۱) نسبی ذوی الفروض کے سہام کے مجموعہ کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (۲) محفوظ کو ہر نسبی ذوی الفرض کے سہم سے ضرب دیں گے۔

﴿باب مقاسمة الجد﴾

قال ابو بكر الصديق رضى الله عنه ومن تابعه من الصحابة بنو الاعيان وبنو العلات لا يرثون مع الجد وهذا قول ابى حنيفة رحمة الله عليه وبه يفتى وقال زيد بن ثابت رضى الله عنه يرثون مع الجد وهو قولهما وقول مالك والشافعى رحمهم الله تعالى.

ترجمہ : حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے متبعین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی بہن اور سوتیلے بھائی بہن دادا کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے یہی قول امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حقیقی یا سوتیلے بھائی بہن دادا کے ہوتے ہوئے وارث ہوتے ہیں یہی قول صاحبین کا ہے اور اسی کے قائل امام مالک و امام شافعی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

وعند زيد بن ثابت للجد مع بنى الاعيان وبنى العلات افضل الامرين من المقاسمة ومن ثلث جميع المال وتفسير المقاسمة ان يجعل الجد فى القسمة كاحد الاخوة وبنو العلات يدخلون فى القسمة مع بنى الاعيان اضرارا للجد .

ترجمہ : اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے لیے حقیقی اور باپ شریک بہن بھائیوں کے ساتھ دو چیزوں مقاسمۃ اور جمیع مال کے ثلث میں سے جو افضل ہو وہی دیا جائے گا اور مقاسمۃ کی تفسیر یہ ہے کہ تقسیم میں دادا کو ایک بھائی کی مثل بنایا جائے اور باپ شریک بھائی بہن تقسیم میں حقیقی بھائی بہن کے ساتھ دادا کا حصہ گھٹانے میں داخل ہو جاتے ہیں۔

فاذا اخذ الجد نصيبه فبنو العلات يخرجون من البين خائبين بغير شئى والباقى الاعيان الا اذا كانت من بنى الاعيان اخت واحدة فانها اذا اخذت فرضها نصف الكل بعد نصيب الجد فان بقى شئى فلبنى العلات والا فلا شئى لهم كجدٍ واختٍ لاب وام واختين لاب فبقى للأختين لاب عشر المال و تصح من عشرين ولو كانت فى هذه المسئلة اخت لاب لم يبق لها شئى .

ترجمہ : اور جب دادا نے اپنا حصہ لے لیا تو باپ شریک بھائی بہن محروم ہو کر ان کے درمیان سے نکل جائیں گے اور باقی حقیقی بھائی بہنوں کے لیے ہوگا مگر جب کہ حقیقی بھائی بہنوں میں صرف ایک بہن ہو، چنانچہ جب اس نے اپنا کل مال میں سے نصف حصہ لے لیا دادا کے حصے کے بعد پھر اگر باقی کچھ رہتا ہے تو وہ باپ شریکوں کے لیے ہوگا، ورنہ ان کے لیے کچھ نہ ہوگا، مثلاً: دادا، حقیقی بہن اور دو باپ شریک بہنیں، لہذا دو باپ شریک بہنوں کے لیے مال کا دسواں حصہ باقی رہے گا اور مسئلہ کی تصحیح بیس سے ہوگی اور اگر

مسئلہ میں باپ شریک بہن ایک ہو تو اس کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔

وان اختلط بهم ذوسهم فللجد هنا افضل الامور الثلاثة بعد فرض ذی سهم اما المقاسمة كزوج وجد واخ واما ثلث مابقی كجد وجدةٍ واما سدس جميع المال كجد وجدةٍ وبنت واخوين واذا كان ثلث الباقی خيراً للجدّ وليس للباقی ثلث صحيح فاضرب مخرج الثلث فی اصل المسئلة فان تركت جدا وزوجاً وبنتاً واما واختا لاب وام اولاب فالسدس خير للجدّ وتعول المسئلة الی ثلاثة عشر ولا شئی للأخت .

ترجمه : اور اگر دادا اور بھائی بہنوں کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی جمع ہو جائے تو صاحب فرض کو حصے دینے کے بعد دادا کے لیے تین چیزوں میں سے جو بہتر ہوگا وہی دیا جائے گا، ان تینوں میں سے بہتر یا تو مقاسمہ ہے جیسے شوہر، دادا اور بھائی یا باقی کا ثلث یعنی باقی کا تہائی بہتر ہے جیسے دادا، دادی، دو بھائی اور ایک بہن یا پورے مال کا سدس بہتر ہے جیسے دادا، دادی بیٹی اور دو بھائی اور جب باقی کا تہائی دادا کے لیے بہتر ہو اور باقی سے تہائی صحیح نہ نکلے تو مخرج تہائی یعنی تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دے دو چنانچہ اگر کسی عورت نے ورثاء میں دادا، شوہر، بیٹی، ماں اور حقیقی یا باپ شریک بہن چھوڑے ہوں تو دادا کے لیے سدس بہتر ہے اور مسئلہ تیرہ 13/ تک عول ہوگا اور بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

واعلم ان زيد بن ثابت رضی الله عنه لا يجعل الاخت لا ب وام او لاب صاحبة فرض مع الجد الا فی المسئلة الأكدرية وهی زوج وام وجد واخت لا ب وام اولاب فللزوج النصف وللام الثلث وللجد السدس وللاخت النصف ثم يضم الجد نصيبه الی نصيب الاخت فيقسمان للذكر مثل حظ الانثيين لان المقاسمة خير للجد اصلها من ستة وتعول الی تسعةٍ وتصح من سبعةٍ وعشرين.

ترجمه : معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حقیقی یا باپ شریک بہن کو دادا کے ساتھ ذوی الفروض میں سے نہیں مانتے سوائے مسئلہ اکدریہ کے اور وہ یہ ہے کہ ورثاء میں شوہر، دادا ماں اور حقیقی یا باپ شریک بہن ہوں، سو شوہر کے لیے نصف ہے اور ماں کے لیے ثلث، دادا کے لیے سدس اور بہن کے لیے نصف ہے پھر دادا کا حصہ بہن کے حصے کے ساتھ ملا کر للذکر مثل حظ الانثیین کے قانون موجب ان میں تقسیم ہوگا اس کے لیے دادا کے لیے مقاسمہ افضل ہے اس مسئلہ کی اصل چھ (٦) سے ہوگی اور نو (٩) کی جانب عول ہوگا اور ستائیس (٢٧) سے اس کی تصحیح ہوگی۔

وسميت اكدرية لا نها واقعة امراةٍ من بنی اكدر وقال بعضهم سميت اكدريةً لا نها كدرت

على زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه مذهبه .

ترجمہ : اور اس مسئلہ کا نام اکدریہ اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ قبیلہ اکدریہ کی ایک عورت کا واقعہ ہے اور بعضوں کا یہ کہنا ہے کہ اس کا اکدریہ نام اس لیے ہے کہ اس مسئلے نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کے مذہب کو مکدر کر دیا ہے۔

لو كان مكان الاخت اخ او اختان فلا عول ولا اكدرية .

ترجمہ : اور اگر بہن کے بجائے بھائی یا دو بہنیں ہوں تو نہ عول ہوگا اور نہ ہی اکدریہ ہوگا۔

﴿باب المناسخة﴾

ولو صار بعض الأنصباءِ ميراثاً قبل القسمة كزوج وبنتٍ وام ، فمات الزوج قبل القسمة عن امراة وابوين ثم ماتت البنت عن ابنين وبنتٍ وجدةٍ ثم ماتتِ الجدّة عن زوج واخوين . فالا صل فيه ان تصحيح مسئلة الميت الاول وتعطى سهام كل وارثٍ من التصحيح . ثم تصحيح مسئلة الميت الثانى وينظر بين ما فى يده من التصحيح الاول و بين التصحيح الثانى لثلاثة احوال فان استقام ما فى يده من التصحيح الاول على الثانى .فلا حاجة الى الضرب وان لم يستقم فانظر ان كان بينهما موافقة فاضرب وفق التصحيح الثانى فى التصحيح الاول وان كان بينهما مباينة فاضرب كل التصحيح الثانى فى كل التصحيح الاول فالمبلغ مخرج المسئلتين فسهام ورثة الميت الاول تضرب فى المضروب اعنى فى التصحيح اوفى وفقه وسهام ورثة الميت الثانى تضرب فى كل ما فى يده اوفى وفقه وان مات ثالث او رابع اوخامس فاجعل المبلغ مقام الاولى والثالثة مقام الثانية فى العمل ثم فى الرابعة والخامسة كذالك الى غير النهاية .

ترجمہ : اگر تقسیم ترکہ سے پہلے ہی بعض حصے میراث ہو جائیں جیسے ورثاء میں شوہر، بیٹی اور ماں ہوں پھر قبل از تقسیم شوہر بیوی اور والدین چھوڑ کر مر گیا، پھر بیٹی دو بیٹے، ایک لڑکی اور ایک جدہ چھوڑ کر مر گئی پھر جدہ شوہر اور دو بھائی چھوڑ کر مر گئی تو اس صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ پہلے تو میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور اسی تصحیح سے ہر وارث کا حصہ دیا جائے پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے پھر میت ثانی کے مافی یدہ یعنی جو کچھ اسے تصحیح اول سے ملا ہے اس کے درمیان اور تصحیح ثانی کے درمیان نظر کی جائے تو تین حالتیں ہوں گی چنانچہ اگر تصحیح اول کا مافی الید تصحیح ثانی پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی چنداں حاجت نہیں اور اگر مافی یدہ تصحیح ثانی پر پورا پورا

تقسیم نہ ہو تو غور کرنا چاہیے کہ اگر دونوں کے درمیان نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دینی چاہیے چنانچہ حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر میت اول کے ورثاء کے حصوں کو مضروب یعنی تصحیح ثانی یا اس کے وفق میں ضرب دی جائے اور میت ثانی کے ورثاء کے حصوں کو مافی الید کے کل یا اس کے وفق میں ضرب دے دی جائے اور اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں وارث مر جائے تو حاصل ضرب کو میت اول کے قائم مقام اور تیسری کو دوسری کے قائم مقام عمل میں بناؤ پھر چوتھے اور پانچوے میں بھی اسی طرح غیر متناہی تک عمل کرنا چاہیے۔

مناسخہ کا بیان

سوال: مناسخہ کی تعریف اور وضاحت کیجئے نیز مشہور زمانہ ایسی مثال دیں کہ جس میں تماثل، توافق اور تباین موجود ہو؟

جواب: مناسخہ کی تعریف: ترکہ ورثاء میں تقسیم ہونے سے پہلے کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو میراث شرعاً اس کی طرف منتقل ہوگی مگر قبضہ اس کے ورثاء کریں گے یہ عمل مناسخہ کہلاتا ہے۔

مناسخہ کا آسان طریقہ: اگر میت کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے اس کے ورثاء میں سے کوئی انتقال کر جائے تو شرعاً میراث اس انتقال کرنے والے کے ورثاء کی طرف منتقل ہوتی ہے، اب اس کا مسئلہ بناتے وقت اسی طرح مسئلہ بنائیں جیسے ایک زندہ شخص کا مسئلہ بنایا جاتا ہے یعنی اس کا نام بھی ویسے ہی شامل کریں لیکن بریکٹ ( ) میں مردہ لکھ دیں اور پھر ایک دوسرا مسئلہ بنا کر اس کے ورثاء میں اس میت ثانی کی میراث تقسیم کر دیں۔

مثلاً۔۔۔مسئلہ نمبر 1۔

میت۔۔۔۔ہندہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شوہر (زید) بیٹا (بکر، مردہ) بیٹی (خدیجہ)

اب نیا مسئلہ بکر کے ورثاء کے لئے بنائیں۔

مثلاً۔۔۔مسئلہ نمبر 2۔

میت۔۔بکر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ورثاء ..... بیٹا بیٹی بیوی

مناسخہ کا آسان طریقہ: یعنی جو عام کتب میں موجود ہے۔

اور اس کے مر جانے سے طریقہ تقسیم متغیر نہ ہو تو ایسی صورت میں اس وارث متوفی کے نام کے نیچے لفظ (مردہ) لکھ دیں گے اور

بغیر اس کے شمول کے میت اول کے مسئلے کی تصحیح کریں گے اور اگر تقسیم میں تغیر واقع ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مناسخہ کے قواعد ہیں۔

مناسخہ کے قواعد

میت اول کی تصحیح پوری کر کے اسکے ہر وارث کو تصحیح سے حصہ دیا جائے گا پھر میت ثانی کے مافی الید یعنی وہ سہام جو اسے تصحیح سے ایک بطن یا کئی بطنوں میں ملے ہوں اور تصحیح ثانی کے درمیان نسبت دیکھی جائے۔

اگر دونوں میں تماثل کی نسبت ہو تو کسی عمل کی حاجت نہیں اگر دونوں میں تباین ہو تو ہر ایک کا پورا پورا عدد محفوظ کر لیا جائے اگر دونوں میں توافق یا تداخل ہو تو ہر ایک کا وفق محفوظ کر لیا جائے اب صرف دو عمل درکار ہیں۔

پہلا عمل : تصحیح ثانی کے محفوظ کو (یعنی بصورت تباین۔۔۔کو اور بصورت توافق وفق کو) تصحیح اول میں ضرب دیا جائے اور میت اول کے وارثین کے سہام میں بھی ضرب دیں۔۔

دوسرا عمل :مافی الید سے جو محفوظ ہوا ہے اسے تصحیح ثانی اور میت ثانی کے وارثین کے سہام میں ضرب کیا جائے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ تصحیح ثانی میں ضرب نہ دیا جائے صرف سہام کے ضرب کرنے پر اکتفاء کیا جائے۔

﴿باب ذوی الارحام﴾

ذوالرحم هو كل قريب ليس بذى سهم ولا عصبةً . وكانت عامة الصحابة رضى الله عنهم يرون توريث ذوى الارحام وبه قال اصحابنا رحمهم الله تعالىٰ وقال زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه لاميراث لذوى الارحام ويوضع المال فى بيت المال و به قال مالك والشافعى رحمهما الله تعالىٰ.

....

ترجمه : ذی رحم ہر وہ رشتہ دار ہے جو نہ تو صاحب فرض ہو اور نہ ہی عصبہ اور صحابہ کرام کی اکثریت ذوی الارحام کے وارث ہونے کے قائل ہیں اور ہمارے علمائے احناف بھی اسی کے قائل ہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ ذوی الارحام کے لیے میراث میں کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ مال بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور اسی کے قائل امام مالک وامام شافعی رحمہما اللہ ہیں۔

وذوالارحام اصناف اربعة الصنف الاول ينتهى الى الميت وهم اولاد البنات واولاد بنات الابن. والصنف الثانى ينتهى اليهم الميت وهم الاجداد الساقطون والجدات الساقطات والصنف

الثالث ينتهى الى ابوى الميت وهم اولاد الاخوات وبنات الاخوة وبنو الأخوة لام والصنف الرابع ينتهى الى جدى الميت او جدتيه وهم العمات والاعمام لام والا حوال والخالات فهؤلاء وكل من يدلى بهم من ذوى الارحام.

ترجمه : اور ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں پہلی قسم ان رشتہ داروں کی ہے جو میت کی جانب منسوب ہیں اور یہ میت کی نواسیاں، نواسے اور پوتیوں کی اولاد ہیں اور دوسری قسم ان رشتہ داروں کی ہے جن کی جانب میت خود منسوب ہوتا ہے اور یہ وہ اجداد و جدات ہیں جو اصحاب فرائض کی وجہ سے محروم ہوتے ہیں، تیسری قسم ان رشتہ داروں کی ہے جو میت کے والدین کی جانب منسوب ہیں اور یہ سگے بھانجے اور بھانجیاں اور سگی بھتیجیاں ہیں اور اخیافی بھتیجے ہیں، اور چوتھی قسم میں وہ رشتہ دار داخل ہیں جو دادا، نانا، دادی، نانی کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور یہ پھوپھیاں، اخیافی چچے، ماموں اور خالائیں ہیں سو یہ سب کے سب اور ہر وہ لوگ جو ان مذکورہ رشتہ داروں کے ذریعے میت کی جانب منسوب ہوتے ہوں سب ذوی الارحام سے ہیں۔

روى ابو سليمان عن محمد بن الحسن عن ابى حنيفة رحمهم الله تعالىٰ ان اقرب الاصناف الصنف الثانى ثم الاول وان سفلوا ثم الثالث وان نزلوا ثم الرابع وان بعدوا .

ترجمه : اور ابو سلیمان نے محمد بن حسن اور انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذوی الارحام کی مذکورہ چاروں اقسام میں سے سب سے زیادہ قریب تر قسم ثانی ہے، اگر چہ اوپر کے درجے کے ہوں اس کے بعد قسم اول ہے اگر چہ نیچے درجے کے ہوں پھر قسم ثالث ہے اگر چہ یہ بھی نیچے کے ہی ہوں پھر قسم رابع ہے اگر چہ دور کے ہوں۔

وروى ابو يوسف والحسن بن زياد عن ابى حنيفه وابن سماعة عن محمد بن الحسن عن ابى حنيفة رحمهم الله تعالىٰ . ان اقرب الاصناف الصنف الاول . ثم الثانى ثم الثالث ثم الرابع . كترتيب العصبات . وهو الماخوذ به وعندهما الصنف الثالث مقدم على الجدّ اب الام لأن عندهما كل واحدٍ منهم اولى من فرعه وفرعه وان سفل اولى من اصله .

ترجمه : امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد امام اعظم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ابن سماعہ امام محمد سے اور وہ امام اعظم سے روایت کرتے ہیں کہ چاروں اقسام میں سے میت کے زیادہ قریب تر قسم اول ہے پھر ثانی پھر ثالث پھر رابع ہے جیسا کہ عصبات کی ترتیب میں ہوتا ہے اور یہی قول فتویٰ کے لیے اختیار کیا گیا ہے اور صاحبین کے نزدیک قسم ثالث جد فاسد (نانا) پر مقدم ہے کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولیٰ ہے اور اس نانا کی فرع اگر چہ نیچے درجے کی ہو اپنی اصل سے اولیٰ ہے۔

﴿فصل فی الصنف الاول﴾

اولٰھم بالمیراث اقربھم الی المیت کبنت البنت فانھا اولیٰ من بنتِ بنتِ الابن وان استووا فی الدرجۃ فولد الوارث اولیٰ من ولد ذوی الارحام کبنت بنت الابن فانھا اولیٰ من ابن بنت البنت وان استوت درجاتھم ولم یکن فیھم ولد الوارث او کان کلھم یدلون بوارث فعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ والحسن بن زیاد یعتبر ابدان الفروع ویقسم المال علیھم سواء اتفقت صفۃ الاصول فی الذکورۃ والانوثۃ او اختلفت ومحمد رحمہ اللہ تعالیٰ یعتبر ابدان الفروع ان اتفقت صفۃ الاصول موافقاً لھما .

ترجمہ : ذوی الارحام کی قسم اول میں سے میراث پانے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو میت کا قریب تر ہے، مثلاً نواسی، پوتی کی بیٹی سے زیادہ اولیٰ ہے اور اگر یہ سب ایک ہی درجے کے ہوں تو وارث کی اولاد ذوی الارحام کی اولاد سے زیادہ مستحق ہے، مثلاً پوتی کی بیٹی نواسی کے بیٹے سے اولیٰ ہے اور اگر ان ذوی الارحام کا درجہ ایک ہی ہو اور ان میں کوئی وارث کی اولاد نہ ہو یا سب کے سب کے ایک ہی وارث کے ذریعے منسوب ہوں تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے نزدیک ابدان فروع کا اعتبار ہوگا اور ان پر مال میت برابر تقسیم ہوگا چاہے ان کے اصول مرد و عورت ہونے میں متفق ہوں یا مختلف اور امام محمد بھی ان بزرگوں کے موافق ابدان فروع کا اعتبار کرتے ہیں بشرطیکہ صفت اصول مرد و عورت ہونے میں متفق ہو۔

ویعتبر الاصول ان اختلفت صفاتھم ویعطی الفروع میراث الاصول مخالفاً لھما کما اذا ترک ابن بنتٍ وبنت بنتٍ عندھما یکون المال بینھما للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار الابدان وعند محمد رحمہ اللہ کذالک لا ن صفۃ الاصول متفقۃ ولو ترک بنت ابن بنت وابن بنت بنت عندھما المال بین الفروع اثلاثاً باعتبار الا بدان ثلثاہ للذکر وثلثہ للانثیٰ وعند محمدٍ رحمہ اللہ المال بین الاصول اعنی فی البطن الثانی اثلاثا ثلثاہ لبنت ابن البنت نصیب ابیھا وثلثہ لا بن بنتِ البنتِ نصیب اُمہ .

ترجمہ : اور امام محمد اصول کا اعتبار کرتے ہیں، جب ذوی الارحام کی صفت اصول مختلف ہوں اور امام ابو یوسف وحسن کے برخلاف اصول کی میراث فروع کو دیتے ہیں، جیسا کہ کسی میت نے ورثاء میں ایک نواسا اور ایک نواسی چھوڑے ہوں امام ابو یوسف و حسن کے نزدیک ان دونوں میں مال باعتبار بدان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے قانون کے موجب تقسیم ہوگا اور امام محمد کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے اس لیے کہ صفت اصول متفق ہے اور اگر میت نے ورثاء میں نواسے کی بیٹی اور نواسے کا بیٹا چھوڑے تو دونوں

بزرگوں کے نزدیک کل مال فروع یعنی نواسے کی بیٹی اور نواسی کے بیٹے کے درمیان باعتبار ابدان تین ثلث ہو کر تقسیم ہوگا جن میں سے دو تہائی مذکر کے لیے ہے اور ایک تہائی مونث کے لیے ہے، جب کہ امام محمد کے نزدیک کل مال اصول کے درمیان یعنی بطن ثانی میں تین تہائی ہو کر تقسیم ہوگا جن میں سے دو تہائی نواسے کی بیٹی کو اس کے باپ یعنی نواسے کا حصہ حاصل ہوگا اور ایک تہائی نواسی کے بیٹے کو اس کی ماں یعنی نواسی کا حصہ حاصل ہوگا۔

وکذالک عند محمدٍ رحمه الله تعالیٰ اذا کان فی اولاد البنات بطون مختلفة یقسم المال علی اوّل بطن اختلف فی الاصول ثم یجعل الذکور طائفةً والاناث طائفةً بعد القسمة فما اصاب الذکور یجمع ویقسم علی اعلی الخلاف الذی وقع فی اولادهم وکذالک ما اصاب الاناث وهکذا یعملُ الی ینتهی بهذه الصورة.

مسئلہ 15 ضرب 4 تص 28 المضروب 4

بطن اول	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت	ابن . ابن . ابن
بطن ثانی	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت	بنت.بنت.بنت
بطن ثالث	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت.	ابن . ابن . ابن	بنت.بنت.ابن
بطن رابع	بنت.بنت.بنت.	ابن .ابن.ابن .	بنت.بنت.ابن	بنت .بنت . بنت
بطن خامس	بنت .بنت .ابن	بنت .بنت .ابن	بنت . بنت .بنت	بنت . ابن . بنت
بطن سادس	بنت . ابن. بنت. ابن . بنت .	بنت . ابن . بنت .بنت		بنت .بنت.بنت

ترجمہ : اور اسی طرح امام محمد کے نزدیک جب اولاد بنات مختلف بطون پر مشتمل ہو تو ترکہ اس بطن اول پر تقسیم کیا جائے گا جس کے اصول مختلف ہوں، پھر تقسیم ترکہ کے بعد مردوں کا علیحدہ گروپ بنایا جائے گا اور عورتوں کا علیحدہ، اب جو ترکہ مردوں کو پہنچا ہے اسے جمع کیا جائے گا اور تقسیم کیا جائے گا اس اعلیٰ بطن پر جس میں مرد یا عورت کا اختلاف واقع ہوا ہے اور اسی طرح اس ترکہ کو بھی تقسیم کیا جائے گا جو عورتوں کو پہنچا ہے اور یہی سلسلہ آگے چلاتے رہنا یہاں تک کہ منتہی ہو جائے اس صورت کی طرح۔

وکذالک محمد رحمة الله تعالیٰ یا خذا الصفة من الاصل حال القسمة علیه والعدد من الفروع کما اذا ترک ابنی بنت بنتٍ بنت وبنت ابن بنتٍ بنتٍ وبنتی بنتِ ابن بنتٍ بهذه الصورة.

مسئلہ 7 تص 28 المضروب 4

بطن اول	بنت	بنت	بنت
بطن ثانی	بنت	بنت	ابن
بطن ثالث	بنت	ابن	بنت
بطن رابع	ابنی	بنت	بنتی
	6	6	16

عند ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ علیه یقسم المال بین الفروع اسباعًا باعتبار ابدانهم وعند محمد رحمه الله تعالیٰ یقسم المال اعلیٰ الخلاف اعنی فی البطن الثانی اسباعا باعتبار عدد الفروع فی الاصول اربعة اسباعه لبنتی ابن البنت نصیب جدهما وثلثة اسباعه وهو نصیب البنتین یقسم علی ولدیهما اعنی فی البطن الثالث انصافاً نصفه لبنت ابن بنت البنت نصیب ابیها والنصف الاخر لابنی بنتِ بنت نصیب امهما وتصح المسئلة من ثمانیةٍ وعشرین وقول محمد رحمة الله تعالیٰ اشهر الروایتین عن ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ علیه فی جمیع ذوی الارحام وعلیه الفتویٰ.

ترجمه : اوراسی طرح امام محمد رحمہ اللہ اصل کی صفت یعنی مذکر ومؤنث کا اعتبار کرتے ہیں اصل پر تقسیم ترکہ کے وقت اور فروع کے عدد کا بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً میت نے ورثاء میں نواسی کے دونواسے اور نواسی کی ایک پوتی اور نواسے کی دونواسیاں چھوڑیں تو ایسی صورت میں امام ابویوسف کے نزدیک کل مال فروع کے مابین باعتبار ابدان سات حصے کرکے تقسیم کیا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک کل مال اعلیٰ خلاف پر تقسیم کیا جائے گا، یعنی بطن ثانی میں اصول کے اندر عدد فروع کے اعتبار سے سات حصے کرکے تقسیم کیا جائے گا جن میں سے چار حصے میت کے نواسے کی دونواسیوں کے لیے ہے جو کہ ان کے نانا کا حصہ ہے اور ان سات حصوں میں سے تین حصے دونوں کے لیے ہے جوان دونوں کی اولاد پر تقسیم کیا جائے گا یعنی بطن ثالث میں نصف نصف تقسیم ہوگا، چنانچہ ان تینوں حصوں کا نصف یعنی ڈیڑھ میت کی نواسی کی پوتی کا ہے جو کہ اس کے باپ کا حصہ ہے اور جب کہ دوسرا نصف یعنی ڈیڑھ نواسی کے دونوں نواسوں کو جو کہ ان دونوں کی ماں کا حصہ ہے اور مسئلہ اٹھائیس سے صحیح ہوگا اور جمیع ذوی الارحام کے بارے میں امام محمد کا وہ قول ان دونوں روایتوں میں سے زیادہ مشہور ہے جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

علماؤنا رحمهم الله تعالیٰ یعتبرون الجهات فی التوریث غیر ان ابا یوسف رحمه الله تعالیٰ یعتبر الجهات فی ابدان الفروع و محمد رحمة الله تعالیٰ یعتبر الجهات فی الاصول کما اذا ترک

بنتی بنت بنتٍ وھما ایضا بنتا ابن بنت وابن بنت بنت بھذہ الصورۃ.

مسئلہ ۳ عند امام ابی یوسف و ۲۸/۴×۷ عند امام محمد

بطن اول	بنت	بنت	بنت
بطن ثانی	بنت	ابن	بنت
بطن ثالث	بنت	بنت	ابن
عند امام ابی یوسف	١	١	١
عند امام محمد	١١	١١	٦

عند ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ یکون المال بینھم اثلاثا وصار کانہ ترک اربع بنات وابنا فلثلثاہ للبنتین وثلثۃ للابن وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ یقسم المال بینھم علی ثمانیۃٍ وعشرین سھما للبنتین اثنان وعشرون سھماً ستۃ عشر سھماً من قبل ابیھا وستۃ اسھم من قبل امھما وللابن ستۃ اسھم من قبل امہ.

ترجمہ : ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ذوی الارحام کووارث بنانے میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں البتہ امام ابو یوسف ابدان فروع میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد اصول میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں، مثلاً میت نے ایک نواسی کی دو بیٹیاں چھوڑیں اور یہی دونوں اس کے نواسے کی بھی بیٹیاں ہیں اسی طرح ایک اور نواسی کا بیٹا بھی چھوڑا ہے (متن میں مذکور صورت کے مطابق) امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال ان ورثاء کے مابین تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا اور یہ ایسا ہے گویا کہ میت نے چار بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا ہے، کل مال میں سے دو تہائیاں بیٹیوں کے لیے اور ایک تہائی بیٹے کے لیے اور امام محمد کے نزدیک کل مال ان تمام ورثاء کے مابین اٹھائیس حصے کر کے تقسیم کیے جائیں گے جن میں سے بائیس حصے دونوں بیٹیوں کے لیے ہیں سولہ حصے ان کے باپ کی جانب سے ہیں اور چھ حصے ان کی ماں کی جانب سے ہیں اور چھ حصے بیٹے کو ملیں گے جو اس کی ماں کی جانب سے ہیں۔

«فصل فی الصنف الثانی»

اولھم بالمیراث اقربھم الی المیت من ای جھۃٍ کان وعند الاستواء فمن کان یدلی بوارث فھو اولی کاب أم الام من اب ابالام عندابی سھیل الفرائضی وابی فضل الخصاف وعلی بن عیسی

البصری ولا تفضیل له عند ابی سلیمان الجرجانی وابی علی البستی .

ترجمہ : ان میں سے سب سے زیادہ میراث کا مستحق وہی ہے جو میت کے زیادہ قریب ہے چاہے کسی بھی جہت سے قریب ہو، اور قرب میں مساوی ہونے کے وقت وہی اولیٰ ہوگا جو میت کی طرف کسی وارث کے ذریعے منسوب ہو جیسے نانی کا باپ زیادہ اولیٰ ہے نانا کے باپ سے ابو سہیل فرائضی، ابو فضل خصاف اور علی بن عیسی البصری کے نزدیک البتہ ابو سلیمان جرجانی اور ابو علی البستی کے نزدیک ایسے وارث کو دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

وان استوت منازلهم وليس فيهم من يدلي بوارث او كان كلهم يدلون بوارث واتفقت صفة من يدلون بهم واتحدت قرابتهم فالقسمة حينئذٍ على ابدانهم وان اختلف صفة من يدلون بهم يقسم المال على اول بطن اختلفت كما في الصنف الاول .

ترجمہ : اور اگر یہ سب درجہ میں مساوی ہوں اور ان میں سے کوئی بھی کسی وارث کے بواسطہ میت سے منسوب نہ ہو یا سب کے سب کسی وارث کے واسطے سے منسوب ہوتے ہوں اور جن کے واسطے سے منسوب ہوتے ہوں وہ ذکورت وانوثت کی صفت میں متفق ہو اور وہ قرب رشتہ داری میں بھی متحد ہوں تو ایسی صورت میں تقسیم ترکہ ذوی الارحام کے ابدان پر ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ کے مطابق ہوگی اور اگر جن کے ذریعے سے منسوب ہوتے ہوں ان کی صفت ذکورت وانوثت مختلف ہو تو سب سے پہلے جس بطن میں یہ اختلاف واقع ہوا ہے اسی پر ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ کے مطابق مال میت تقسیم کیا جائے گا جیسا کہ ذوی الارحام کی قسم اول میں کیا ہے۔

وان اختلفت قرابتهم فالثلثان لقرابة الاب وهو نصيب الاب والثلث لقرابة الام وهو نصيب الام ثم ما اصاب لكل فريق يقسم بينهم كما لو اتحدت قرابتهم .

ترجمہ. اور اگر یہ رشتہ داری میں مختلف ہوں تو دو تہائی باپ کی طرف سے رشتہ داری رکھنے والے کے لیے ہے اور یہ باپ کا حصہ ہے اور ایک تہائی ماں کی طرف سے رشتہ داری رکھنے والے کے لیے ہے اور یہ ماں کا حصہ ہے پھر ہر فریق کو جتنا حصہ پہنچا ہے وہ ان کے مابین اس طرح تقسیم کیا جائے گا جس طرح ان کی رشتہ داری متحد ہونے کے وقت تقسیم کیا جاتا ہے۔

فصل في الصنف الثالث

الحكم فيهم كالحكم في الصنف الاول اعني اَوّلهم بالميراث اقربهم الى الميت وان استووا في القرب فولد العصبة أولى من ولد ذوي الارحام كبنت ابن الاخ وابن بنت الاختِ كلاهما لاب وام

اولابٍ او احدهما لاب وام والاخر لابٍ المال كله لبنتِ ابن الاخ لأنها ولد العصبةِ ولو كانا لأم المال بينهما للذكر مثل حظ الأنثيين عند ابى يوسف رحمة الله تعالىٰ باعتبار الابدان وعند محمد رحمة الله تعالىٰ المال بينهما انصافاً باعتبار الأصول بهذه الصورة.

مسئلہ ۳ عند امام ابی یوسف و ۲ عند امام محمد

الاخ لام	الاخت لام
ابن	بنت
بنت	ابن

ترجمہ : قسم ثالث کا حکم قسم اول کی طرح ہی ہے یعنی ان سب سے زیادہ مستحق میراث وہی ہوگا جو میت کے سب سے زیادہ قریب ہوگا اور اگر قرب رشتہ داری میں سبھی مساوی ہوں تو اولادِ عصبہ اولادِ ذوی الارحام سے زیادہ اولیٰ ہے مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا یہ دونوں عینی ہوں یا علاتی یا ان میں سے ایک تو عینی ہو اور دوسرا علاتی تو کل مال بھتیجے کی بیٹی کا ہے کیونکہ یہ اولادِ عصبہ میں سے ہیں اور اگر یہ دونوں اخیافی ہوں تو امام ابو یوسف کے نزدیک باعتبار ابدان کل مال ان کے درمیان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک مال ان دونوں کے درمیان باعتبار اصول تقسیم کیا جائے گا جس کی صورت یہ ہے۔

وان استووا في القرب وليس فيهم ولد عصبةٍ . أو كان اكلهم أولاد العصبات . او كان بعضهم اولاد العصبات وبعضهم اولاد اصحاب الفرائض . **فابويوسف** رحمة الله تعالىٰ يعتبر الاقوى **ومحمد** رحمة الله تعالىٰ . يقسم المال على الاخوة والاخواتِ. مع اعتبار عدد الفروع والجهات في الاصول . فما اصاب كل فريق يقسم بين فروعهم . كما في الصنف الاول . كما اذا ترك ثلاث بنات اخوةٍ متفرقين وثلثة بنين وثلث بنات اخواتٍ متفرقات بهذه الصورة .

میت

اخ لاب و ام	اخ لأب	اخ لأم	اخت لأب وام	اخت لاب	لأخت لأم
بنت	بنت	بنت	ابن بنت	ابن بنت	ابن بنت

عند ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ یقسم کل المال بین فروع بنی الاعیان ثم بین فروع بنی العلات ثم بین فروع بنی الاخیاف للذکر مثل حظ الانثیین ارباعاً باعتبار الابدان .

ترجمہ : اور اگر یہ قسم ثالث قرب رشتہ داری میں سب مساوی ہوں اور ان میں ولد عصبہ نہ ہو یا سب عصبات ہوں یا کچھ تو اولاد عصبات ہوں اور کچھ اولاد اصحاب فرائض میں سے ہوں تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف قوت رشتہ داری کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد اصول میں عدد فروع اور جہات کا اعتبار کرتے ہوئے کل مال بھائی بہنوں پر تقسیم کرتے ہیں بعد ازاں ہر فریق کو جتنا حصہ پہنچا ہے اسے ان کے فروع کے مابین تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ قسم اول میں کیا ہے، مثلاً کسی میت نے ورثاء میں متفرق یعنی تینوں قسم کے بھائیوں کی تین بیٹیاں اور تین قسم کی بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑے اس صورت (یعنی شرح میں دیئے ہوئے نقشے کے مطابق) سو اب امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال حقیقی بھائیوں کی فروع کے درمیان پھر علاتی بھائیوں کے درمیان پھر اخیافی بھائیوں کی فروع کے درمیان چار حصے کر کے ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

وعند محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ یقسم ثلث المال بین فروع بنی الاخیاف علی السویۃ اثلاثاً لا ستواء اصولھم فی القسمۃ والباقی بین فروع بنی الاعیان انصافاً لاعتبار عدد الفروع فی الاصول نصفہ لبنت الاخ نصیب ابیھا والنصف الآخر بین ولدی الاخت للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار الابدان وتصبح من تسعۃ .

ترجمہ : اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مال کا ثلث تین حصے کر کے اخیافی بھائی بہن کی اولاد پر برابر برابر تقسیم کیا جائے گا اس لیے کہ ان کی فروع کا اصول تقسیم ترکہ میں برابر ہیں اور باقی ماندہ دو ثلث حقیقی بھائی بہن کی اولاد پر اصول میں فروع کے عدد کا اعتبار کرتے ہوئے آدھا آدھا کر کے تقسیم کیا جائے گا پھر ان (دو ثلث) میں سے نصف حقیقی بھتیجی کے لیے ہے جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور دوسرا نصف حقیقی بہن کی اولاد پر باعتبار ابدان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم ہوگا اور یہ مسئلہ نو سے صحیح ہوگا۔

ولو ترک ثلث بنات بنی اخوۃ متفرقین بھذہ الصورۃ.

میــــــــــــــــــــــــت

الأخ لأب وأم	الأخ لأب	الأخ لأم
ابن	ابن	ابن

بنت بنت بنت

المال کله لبنت ابن الأخ لاب وأم بالاتفاق لانها ولد العصبة ولها ایضا قوة القرابة .

ترجمہ : اور اگر میت نے ورثاء میں متفرق بھتیجوں کی تین بیٹیاں چھوڑیں اس (متن میں مذکور) صورت کے مطابق تو بالاتفاق کل مال حقیقی بھتیجے کو ملے گا، کیونکہ یہ اولادِ عصبہ میں سے ہے اور اسے قوت قرابت بھی حاصل ہے۔

﴿فصل فی الصنف الرابع﴾

الحکم فیهم انه اذا انفردو احد منهم استحق المال کله لعدم المزاحم وان اجتمعوا وکان حیز قرابتهم متحدًا ، کالعمات والاعمام لام او الاخوال والخالات فالأقوی منهم اولی بالاجماع ، اعنی من کان لاب وام اولی ممن کان لابٍ ومن کان لاب اولی ممن کان لام ذکورًا کانوا اوانا ثاً وان کانوا ذکوراً اواناثاً واستوت قرابتهم فللذکر مثل حظ الانثیین کعم وعمةٍ کلاهما لام أوخالٍ وخالةٍ کلاهما لاب وام أو لاب اولام.

ترجمہ : چوتھی قسم یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی اکیلا وارث ہو تو کل مال کا وہی مستحق ہوگا کیونکہ اس کا بالمقابل کوئی نہیں اور اگر بہت سے جمع ہوں اور ان کی جہت رشتہ داری بھی متحد ہو جیسے اخیافی پھوپھیاں اور اخیافی چچے یا ماموں اور خالائیں سو ان میں سے جو قرب رشتہ داری میں قوی ہوگا بالاجماع وہی وارث بننے میں اولیٰ ہوگا یعنی ان میں سے جو ماں، باپ کی طرف سے (حقیقی) ہوگا وہ باپ شریک (علاتی) سے اولیٰ ہوگا اور جو علاتی ہوگا وہ اخیافی سے اولیٰ ہوگا خواہ مذکور ہوں یا مونث اور اگر مذکر و مونث دونوں ہوں اور قوت رشتہ داری میں بھی برابر ہوں تو ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے قانون کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا مثلاً پھوپھی اور چچا کہ یہ دونوں اخیافی ہوں یا ماموں اور خالہ کہ یہ دونوں حقیقی ہوں یا محض علاتی ہوں یا پھر محض اخیافی ہوں۔

وان کان حیز قرابتهم مختلفاً. فلا اعتبار لقوةِ القرابة ، کعمةٍ لأب وام ، وخالةٍ لأم ، أو خالةٍ لاب وأم ، وعمةٍ لام : فالثلثان لقرابة الاب ، وهو نصیب الأب والثلث لقرابة الأم ، وهو نصیب الأم ، ثم ما أصاب کل فریق یقسم بینهم ، کما لو اتحدحیز قرابتهم .

ترجمہ : اور اگر ان کی جہت رشتہ داری مختلف ہو تو اب قوت رشتہ کا لحاظ نہ کیا جائے گا، مثلاً حقیقی پھوپھی اور اخیافی خالہ یا حقیقی خالہ اور اخیافی پھوپھی، ترکہ میں سے باپ کے قرابت دار کے لیے دو تہائی ہے جو کہ باپ کا حصہ ہے اور ایک تہائی ماں کی قرابتدار کو حاصل ہوگا جو کہ ماں کا حصہ ہے بعد ازاں جس فریق کو جتنا حصہ حاصل ہوا ہے وہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا جس طرح ان

کے متحد قرابت کی صورت میں ہوگا۔

﴿فصل فی اولادھم﴾

الحکم فیھم کالحکم فی الصنف الاول اعنی اولھم بالمیراث اقربھم الی المیت من ای جھة کان ، وان استووا فی القرب وکان حیز قرابتھم متحدًا ، فمن کانت له قوةُ القرابةِ فھو اولی بالاجماع وان استووا فی القرب والقرابة ، وکان حیز قرابتھم متحداً فولد العصبة اولی ، کبنتِ العم وابن العمة کلاھما لاب وامّ او لاب المال لبنتِ العم لانھا ولد العصبة .

ترجمہ : ان کا حکم بھی قسم اول کی مثل ہی ہے یعنی ان میں ترکہ کا زیادہ حقدار وہی ہوگا جو قریب تر ہوگا خواہ وہ کسی بھی جہت سے ہو اور اگر یہ قرب درجہ میں ایک جیسے ہوں اور جہت رشتہ داری بھی متحد ہو تو جو قوت قرابت میں زیادہ ہوگا بالاجماع میراث کا مستحق بھی وہی ہوگا اور اگر قوت درجہ وہ قوت قرابت میں ایک جیسے ہوں اور جہت رشتہ بھی متحد ہو تو اولاد عصبہ میراث کی زیادہ مستحق ہے جیسے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا خواہ دونوں حقیقی ہوں یا علاتی تو ایسی صورت میں کل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ اولاد عصبہ سے ہے۔

وان کان احدھما لاب وام ، والاخر لاب ، المال کله لمن کان له قوة القرابة فی ظاھر الروایة قیاسًا علی خالةِ لاب مع کونھا ولد ذی رحم ، ھی اولی بقوة القرابة من الخالة لام مع کونھا ولد الوارثة ، لان الترجیح لمعنی فیه وھو قوة القرابة اولی من الترجیح لمعنی فی غیرہ وھو الادلاء بالوارث ، وقال بعضھم المال کله لبنت العم لاب لانھا ولد العصبة .

ترجمہ : اور اگر ان میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علاتی ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق کل مال اس کا ہوگا جو قوت قرابت میں زیادہ ہے علاتی خالہ پر قیاس کرتے ہوئے کہ یہ باوجود ذی رحم کی اولاد ہونے کے قوت قرابت کی بناء پر اخیافی خالہ سے زیادہ اولیٰ ہے حالانکہ اخیافی خالہ وارث کی اولاد سے ہے اس لیے کہ یہ ترجیح دینا اس اعتبار سے ہے جو علاتی خالہ میں موجود ہے اور وہ اعتبار قوۃ قرابت ہے جو زیادہ اولیٰ ہے اس ترجیح کے اعتبار سے جو اس کے غیر میں یعنی اخیافی خالہ میں ہے اور یہ اعتبار وارث کی جانب منسوب ہونا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کل مال علاتی چچا کی بیٹی کا ہے کیونکہ وہ ولد العصبہ ہے۔

وان استوا فی القرب ولکن اختلف حیز قرابتھم فلا اعتبار لقوة القرابة ، ولا لولد العصبة فی ظاھر الروایة قیاساً علی عمةِ لابِ وام مع کونھا ذات القرابتین ، وولدالوارث من الجھتین ھی لیست بآولی من الخالة لابِ ام، لکن الثلثین لمن یدلی ، بقرابةِ الاب فتعتبر فیھم قوة القرابة ، ثم ولد العصبة

والثلث لمن يدلي بقرابة الام وتعتبر فيهم قوة القرابة.

ترجمہ : اور اگر قوت قرابت میں سب ایک جیسے ہوں لیکن جہت رشتہ میں اختلاف ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق نہ قوت قرابت کا اعتبار کیا جائے گا اور نہ ہی ولد العصبہ کا لحاظ ہوگا، حقیقی پھوپھی پر قیاس کرتے ہوئے حالانکہ یہ دوہری قرابت اور دوہری جہتوں سے ولد الوارث ہونے کے باوجود علاتی یا اخیافی خالہ سے اولیٰ نہیں ہوتی البتہ دو تہائی مال اس کے لیے ہے جو میت کی جانب باپ کی قرابت سے منسوب ہو، چنانچہ ان میں قوت اور پھر ولد العصبہ ہونے کا اعتبار کیا جائے گا اور تہائی مال اس کے لیے ہے جو میت کی جانب ماں کی قرابت سے منسوب ہو اور ان میں بھی قوت قرابت کا اعتبار ہوگا۔

ثم عند ابي يوسف رحمة الله تعالىٰ ما اصاب كل فريقٍ تقسم على الابدان فروعهم مع اعتبار عدد الجهات في الفروع . **وعند محمد** رحمة الله تعالىٰ عليه يقسم المال على اول بطنٍ اختلف مع اعتبار عدد الفروع والجهات في الاصول ، كما في الصنف الاول ، ثم ينتقل هذاالحكم الى جهة عمومةِ ابويه وخؤلتهما ، ثم الى اولادهم ثم الى جهة عمومة ابوى ابويه وخؤلتهم ، ثم الى اولادهم كما في العصبات.

ترجمہ : پھر امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر فریق کو جتنا حاصل ہوا ہے وہ ان کی فروع کے ابدان پر تقسیم کیا جائے گا ساتھ ہی جہات رشتہ کے عدد کا بھی اعتبار ہوگا اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک اولاً مال اس بطن پر تقسیم ہوگا جس میں اختلاف واقع ہوا ہے ساتھ ساتھ فروع کے عدد اور جہات رشتہ کا بھی اعتبار ہوگا جیسا کہ ذوی الارحام کی قسم اول میں گزر چکا ہے پھر یہ حکم منتقل ہوگا میت کے والدین کے چچاؤں اور ماموؤں کی جانب بعد ازاں ان کی اولاد کی جانب پھر میت کے دادا، دادی، کے چچاؤں اور ماموؤں کی جانب اور پھر ان کی اولاد کی جانب جیسا کہ عصبات میں طریقہ کار ہے۔

ذوی الارحام کا بیان

سوال: ذوی الارحام کسے کہتے ہیں؟

جواب : ذوی الارحام ان نسبی قرابت داروں کو کہا جاتا ہے جو نہ تو ذوی الفرائض ہوں نہ ہی عصبہ ہوں۔ جیسے نواسا، نواسی پھوپھا، پھوپھی خالہ، ماموں۔

سوال: ان میں وراثت کی تقسیم میں ترتیب کیا ہوگی؟

جواب: ذوی الارحام کی وراثت کی تقسیم میں ترتیب عصبات کی ترتیب کی مثل ہے۔

سوال: ذوی الارحام وراثت کے حق دار ہیں یا نہیں؟

جواب: اس بارے ائمہ کا اختلاف ہے،

احناف کا مؤقف: ان کے نزدیک ذوی الارحام وراثت کے حق دار ہیں۔

دلیل 1: والارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ۔

اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔

دلیل 2: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ٥

ترجمہ کنز الایمان: مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔

وضاحت: اس آیت میں لفظ ''رجال ،نساء اور اقربون ''ذوی الارحام کو بھی شامل ہے اب اگر کوئی تخصیص کا دعوی کرے تو دلیل خصوص اسی پر ہے۔

دلیل 3: اللّٰہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ والخال من لا وارث لہ۔ **یعنی** جس کا کوئی مولی نہیں اس کا مولی اللہ اور اس کا رسول ہیں اور جن کا کوئی وارث نہیں اس کا وارث ماموں ہے۔

وضاحت: اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ ماموں جو کہ صرف ذی رحم ہے وہ بھی وارث بنتا ہے۔

وہ صحابہ جن کا مؤقف احناف کو تقویت دیتا ہے۔

﴿1﴾......حضرت عمر رضی اللہ عنہ

﴿2﴾......حضرت علی رضی اللہ عنہ

﴿3﴾. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

﴿4﴾......حضرت عبیداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ

﴿5﴾......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

شوافع اور مالکیہ کا مؤقف: ان کے نزدیک ذوی الارحام وراثت میں حصہ نہیں پائیں گے۔ اصحاب فرائض سے جو بچ جائے گا وہ بیت المال میں رکھا جائے گا۔

دلیل: نمبر دوسرے قرآن مجید میں آیت میراث کے اندر "ذوی الفروض" اور "عصبات" کا ذکر کیا ہے وہاں "ذوی الارحام" کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اور اگر کوئی حصہ مقرر ہوتا تو ضرور بیان کر دیا جاتا، کیوں کہ وما کان ربک نسیا یعنی تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

ذوی الارحام کی اقسام

ذوی الارحام کی چار 4 قسمیں ہیں۔

﴿1﴾ وہ رشتہ دار جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یہ بیٹیوں کی اولاد ہے اگر چہ نیچے تک ہو خواہ مذکر ہوں یا مؤنث اور پوتیوں کی اولاد بھی اس قسم میں شامل ہے۔

﴿2﴾ وہ رشتہ دار جن کی طرف میت منسوب ہوتے ہیں۔ یہ اوپر تک کے اجداد ہیں جو ذوی الفروض میں ساقط ہیں جیسے کہ نانا، نانا کا باپ اور اوپر کی وہ جدات فاسدہ جو ذوی الفروض میں ساقط ہیں۔ جیسا کہ نانا کی ماں اور نانی کی ماں۔

﴿3﴾ وہ رشتہ دار جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یہ بہنوں کی اولاد ہیں اگر چہ نیچے تک ہوں یہ اولاد مذکر ہو یا مؤنث اور خواہ سب عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی ہوں۔ اس میں بھائیوں کی بیٹیاں بھی شامل ہیں۔

﴿4﴾ وہ رشتہ دار جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جو میت کے دادا، اور نانا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

﴿فصل فی الخنثیٰ﴾

للخنثیٰ المشكل أقل النصيبين اعنی اسوء الحالين عند ابی حنيفة رحمة الله تعالیٰ واصحابه وهو قول عامة الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم وعليه الفتوى كما اذا ترك ابنا وبنتا وخنثیٰ . للخنثی نصيب بنت لأنه متيقن .

ترجمه: خنثیٰ مشکل کے لیے دو حصوں میں سے کمتر حصہ ہے یعنی خنثیٰ کو مرد اور عورت فرض کرنے کی صورت میں جو بری صورت ہو وہی خنثیٰ کے لیے ہے امام اعظم اور جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں اور فتویٰ بھی اس پر مبنی ہے جیسا کہ جب کوئی شخص بیٹا، بیٹی اور ایک خنثیٰ چھوڑ کے مرا تو خنثیٰ کے لیے ایک بیٹی جتنا حصہ ہے کیونکہ یہی حصہ یقینی ہے۔

وعند الشعبی رضی الله تعالیٰ عنه وهو قول ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما للخنثی نصف نصيبين بالمنازعة .

ترجمہ : حضرت امام شعبی کے نزدیک اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی قول ہے کہ خنثی کے لیے منازعت کی وجہ سے دونوں (مذکر و مونث) حصے سے نصف حصہ ہے۔

واختلفا فی تخریج قول الشعبی. قال ابو یوسف رحمة الله تعالیٰ للابن سهم وللبنت نصف سهم وللخنثی ثلثة ارباع سهم لان الخنثی یستحق سهما، ان کان ذکراً او نصف سهم ان کان انثی وهذا متیقن . فیا خذ نصف النصیبین او النصف المتیقن مع نصف النصف التنازع فیه فصارت له ثلثة ارباع سهم و مجموع الانصباء سهمان وربع سهم ، لانه یعتبر السهام والعول تصح من تسعة او نقول لو کان الخنثی منفردا یستحق جمیع المال ان کان ذکراً ونصف المال ان کان انثی فله نصفهما وهو ثلثه ارباع المال وللابن مال وللبنت نصف مال مجموعهما مالان وربع مال عولا ومضاربةً تصح من تسعة او نقول للابن سهمان وللبنت سهم والخنثی نصف النصیبین وهو سهم ونصف سهم .

ترجمہ : اور قول شعبی کی تخریج میں صاحبین نے اختلاف کیا ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں بیٹے کا ایک حصہ اور بیٹی کا نصف حصہ ہے جب کہ خنثی کے لیے چار میں سے تین حصے ہیں اس لیے کہ خنثی اگر مذکر ہوتا تو پورا ایک حصے کا مستحق ہوتا اور اگر مونث ہوتا تو نصف لیتا اور یہ حصہ تو یقینی طور پر ہے چنانچہ دونوں میں حصوں میں سے نصف لے گا یا نصف یقینی ایسے نصف کے نصف کے ساتھ لے گا جو متنازعہ فیہ ہے لہذا اس کے لیے چار میں سے تین حصے حاصل ہوں گے مجموعی طور پر کل حصے دار دو اور چوتھائی یعنی سوا دو حصے ہیں اس لیے امام ابو یوسف حصوں اور عول دونوں کا اعتبار کرتے ہیں چنانچہ مسئلہ کی نو (۹) سے تصحیح ہوگی یا بالفاظ دیگر ہم یوں کہتے ہیں کہ بیٹے کے لیے دو اور بیٹی کے لیے ایک حصہ ہے جب کہ خنثی ان دونوں حصوں کا نصف لے گا جو کہ ڈیڑھ حصہ بنتا ہے۔

وقال محمد رحمة الله تعالیٰ یا خذ الخنثی خمسی المال ان کان ذکراً، اوربع المال ان کان انثی ،فیا خذ نصف النصیبین وذالک خمس وثمن باعتبار الحالین و تصح من اربعین ،و هو المجتمع من ضرب احدی المسئلتین . وهی الاربعة فی الاخری ، وهو الخمسة ، ثم فی الحالتین فمن کان له شئی من الخمسة فمضروب فی الاربعة ومن کان له شئی من الاربعة فمضروب فی الخمسة فصارت للخنثی من الضربین ثلثة عشر سهما ، وللابن ثمانیة عشر سهما وللبنت تسعة اسهم .

ترجمہ : اور امام محمد مذکورہ صورت میں فرماتے ہیں کہ خنثیٰ مال کے دو خمس لیتا اگر مذکر ہوتا اور مال کا ربع لیتا اگر مؤنث ہوتا چنانچہ خنثیٰ ہونے کی صورت میں دونوں حصوں کا نصف لے گا اور یہ خمس اور ثمن ہے جو دونوں حالتوں کے اعتبار سے ہے اور مسئلے کی تصحیح چالیس سے ہوگی، اور یہ چالیس کا مجموعہ ہے جو دو مسئلوں کو ایک دوسرے میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہے، یعنی ایک مسئلہ چار ہے جس کو دوسرے مسئلہ پانچ میں ضرب دی جائے گی پھر یہ ضرب دو حالتوں میں ہے چنانچہ جس کو پانچ سے ملا ہے اسے چار میں ضرب دی جائے اور جس کو چار سے ملا ہے اسے پانچ میں ضرب دی جائے لہذا دونوں ضربوں سے خنثیٰ کے لیے تیرہ حصے ہو جائیں گے اور بیٹے کے اٹھارہ جب کہ بیٹی کے نو حصے ہوں گے۔

خنثیٰ کی وراثت کا بیان

سوال: خنثیٰ مشکل کی اقسام مع تعریفات اور ان کی پہچان کا طریقہ بھی بیان کریں؟

جواب : خنثیٰ مشکل کی تعریف : جس کے فرج وذکر دونوں ہوں وہ خنثیٰ مشکل کہلاتا ہے۔

☆...... **خنثیٰ مشکل کی اقسام** : خنثیٰ مشکل کی چند قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

﴿1﴾...... **خنثیٰ مشکل محکم** : جس میں نہ مردوں والی علامت ہو نہ عورتوں والی علامت ہو یا دونوں طرح کی علامتیں ہوں

﴿2﴾...... **ملحق بالخنثیٰ**: ایسا شخص جس کا فرج وذکر انسانی ہیئت کی طرح ظاہر نہ ہوں وہ ملحق بالخنثیٰ ہے۔

پہچان کا طریقہ: قبل بلوغت پہچان کی علامات:

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کی پہچان کا طریقہ دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: کہ مخنث کو میراث دیتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ وہ پیشاب کیسے کرتا ہے؟ اگر صرف ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکا مانا جائے گا۔ اور اگر صرف فرج سے پیشاب کرے تو لڑکی۔ (تنہیم المسائل ج4)

﴿3﴾...... **خنثیٰ مشکل موقوف**: اگر دونوں عضو میں سے ایک سے پیشاب کرے تو خنثیٰ مشکل موقوف کہلاتا ہے

سوال : اگر دونوں سے پیشاب نکلے تو کس طرح پہچان ہوگی؟

جواب : اگر دونوں سے پیشاب کرے تو جس سے پہلے پیشاب نکلے وہی مانا جائے گا۔

بعد بلوغ پہچان کی علامات : بالغ ہونے کے بعد۔۔۔

☆ اگر اس کی داڑھی نکلے یا احتلام ہو اور منی ذکر سے نکلے تو اسے مرد مانا جائے گا۔

اگر عورتوں کی طرح پستان نکلیں یا عورتوں کی طرح اس کے پستان سے دودھ نکلے یا اس سے عورتوں کی طرح جماع کیا جا سکے تو اسے عورت مانا جائے گا۔

سوال: خنثیٰ مشکل کی وراثت کا طریقہ مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب:

خنثیٰ مشکل کی وراثت کا طریقہ :

خنثیٰ مشکل یا ملحق بالخنثیٰ کو ایک بار مرد مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دوبارہ عورت مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کی جائے پھر دیکھا جائے کہ کس کا حصہ کم یا کچھ نہیں ہے اگر مرد کی صورت میں حصہ کم یا کچھ نہیں ہے تو مرد مانا جائے اور اگر عورت کی صورت میں کم یا کچھ نہیں ہے تو عورت مانا جائے۔

مثال نمبر 1---- بیٹا 1 بیٹی 1 ولد خنثیٰ تو اس صورت میں خنثیٰ عورت ہو تو اسے کم ملے گا۔

مثال نمبر 2---- ماں شوہر اخیافی بھائی اخیافی بھائی اگر خنثیٰ مرد مان لیا جائے تو یہ محجوب ہو

﴿ فصل في الحمل ﴾

اکثر مدة الحمل سنتان عند ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ وعندلیث ابن سعد ثلث سنین وعند **الشافعی** رحمة الله تعالیٰ علیه اربع سنین وعند الزهری سبع سنین واقلها ستة اشهر ویوقف للحمل **عند ابی حنیفة** رحمة الله تعالیٰ نصیب اربعة بنین او اربع بنات ایهما اکثر ویعطی لبقیة الورثة اقل الانصباء ، **وعند محمد** رحمة الله تعالیٰ یوقف نصیب ثلثة بنین او ثلث بنات ایهما اکثر رواه عنه لیث بن سعد رحمة الله تعالیٰ وفی روایة اخری نصیب ابنین وهو قول الحسن رحمة الله تعالی واحدی الروایتین **عن ابی یوسف** رحمة الله تعالیٰ رواه عنه هشام رحمة الله تعالیٰ و روی الخصاف رحمة الله تعالیٰ عن ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ انه یوقف نصیب ابن واحدٍ اوبنتٍ واحدةٍ وعلیه الفتویٰ .

ترجمہ : امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، لیث بن سعد کے نزدیک تین سال، امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک چار سال اور زہری کے نزدیک سات سال ہے اور حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے اور امام اعظم کے نزدیک حمل کے لیے چار بیٹوں یا چار بیٹیوں کے حصوں میں سے جو زیادہ ہو گا وہی رکھا جائے گا، اور باقی ماندہ کمتر حصے ورثاء کے

لیے ہیں اور امام محمد کے نزدیک وہ حصہ رکھا جائے گا جو تین بیٹوں یا تین بیٹیوں کے حصوں میں سے زیادہ ہو گا، امام محمد سے اسی قول کو لیث بن سعد نے روایت کیا ہے جب کہ امام محمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ حمل کے لیے دو بیٹوں کا ہی حصہ رکھا جائے گا یہی قول امام حسن کا بھی ہے اور امام ابو یوسف کی روایتوں میں سے ایک روایت بھی یہی ہے جسے ہشام نے روایت کیا ہے اور خصاف نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے کہ حمل کے لیے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کا حصہ رکھا جائے گا فتوی اسی قول پر ہے۔

ویوخذ الکفیل علی قوله

ترجمہ : اور امام ابو یوسف کے قول پر دیگر ورثاء سے ضامن لیا جائے گا۔

فان کان الحمل من المیت وجاء ت بالولد التمام اکثر مدة الحمل اواقل منهما ولم تکن اقرت بانقضاء العدة ویورث عنه وان جاء ت بالولد لا اکثر من اکثر مدة الحمل لا یرث ولا یورث ان کان من غیره وجاء ت بالولد لستة اشهر او اقل منها یرث وان جاء ت به لا کثر من اقل مدة الحمل لا یرث

ترجمہ : اگر حمل میت سے ہو اور عورت نے بچہ جن لیا اکثر مدت حمل میں یا اس سے کمتر میں اور عورت نے مدت گزرنے کا اقرار نہیں کیا تو یہ بچہ وارث ہو گا اور دوسرے اس بچے کے وارث ہوں گے اور اگر اکثر مدت حمل کے بعد بچہ جنا تو نہ بچہ وارث ہو گا اور نہ اس کا کوئی وارث ہو گا، اور اگر حمل میت کے علاوہ کسی اور کا ہو اور عورت نے چھ ماہ یا اس سے کم عمر میں بچہ جنا تو بچہ وارث ہو گا اور اگر کمتر مدت حمل سے زیادہ میں جنا تو وارث نہ ہو گا۔

فان خرج اقل الولد ثم مات لا یرث ، وان خرج اکثره ثم مات یرث فان خرج الولد مستقیماً فالمعتبر صدره یعنی اذا خرج الصدر کلة یرث ، وان خرج منکوسًا فالمعتبر سرته .

ترجمہ : اگر بچہ تھوڑا سا نکلا پھر مر گیا تو وارث نہیں بنے گا اگر اکثر نکلا پھر مر گیا تو وارث بنے گا اور بچہ سیدھا (سر کی جانب سے) نکلا تو اس کے سینے کا اعتبار ہو گا۔ یعنی جب اس کا پورا سینہ نکل آیا تو وارث ہو گا اور اگر الٹا (پاؤں کی جانب سے نکلا تو اس کی ناک کا اعتبار ہو گا۔)

الاصل فی تصحیح مسائل الحمل ان تصح المسئلة علی تقدیر ین اعنی علی تقدیر ان الحمل ذکر، وعلی تقدیر انه اُنثی ، ثم ینظر بین تصحیحی المسئلتین فان توافقاً بجزء . فاضرب وفق احدهما فی جمیع الاخروان تباینا ، فاضرب کل واحد منهما فی جمیع الاخر ، فالحاصل تصحیح

المسئلة، ثم اضرب نصيب من كان له شي من مسئلة ذكورته في مسئلة انوثته، او في وفقها، ومن كان له شي من مسئلة انوثته في مسئلة ذكورته او في وفقها، كما في الخنثى، ثم انظر في الحاصلين من الضرب ايهما اقل يعطى لذالك الوارث، والفضل الذي بينهما موقوف من نصيب ذالك الوارث، فاذا ظهر الحمل فان كان مستحقا لجميع الموقوف فبها، وان كان مستحقا للبعض فيأخذ ذلك، والباقي مقسوم بين الورثة يُعطى لكل واحدٍ من الورثة ما كان موقوفاً نصيبه.

ترجمه : مسائل حمل کی تصحیح میں اصل یہ ہے کہ مسئلہ کی تصحیح دونوں تقدیروں پر کی جائے یعنی ایک اس تقدیر پر کہ حمل مذکر ہے اور دوسرا اس تقدیر پر کہ حمل مؤنث ہے بعد ازاں دونوں مسئلوں کی تصحیح میں نظر کی جائے چنانچہ دونوں میں اگر کسی جزو کے ساتھ نسبت توافق ہو تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دو اور اگر دونوں میں تباین ہو تو دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دو (اور اگر دونوں میں تباین ہو تو دونوں میں سے ایک کے کل کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دو) پس حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی، پھر جس کو مذکر کی تقدیر پر جتنا ملا ہے اسے مسئلہ (تباین کی صورت میں انوثت یا توافق کی صورت میں) اس کے وفق میں ضرب دو، اور جس کو مؤنث کی تقدیر پر جتنا ملا ہے اسے (تباین کی صورت میں) مسئلہ ذکورت یا (توافق کی صورت میں) اس کے وفق میں ضرب دو جیسا کہ مسئلہ خنثیٰ میں ہوتا ہے پھر دونوں حاصل ضرب میں نظر کی جائے کہ ان میں سے کون سا کمتر ہے وہی اس وارث کو دیا جائے، اور جو ان دونوں سے زائد بچا ہوا ہے موقوف رکھا جائے پھر جب حمل ظاہر ہو جائے تو اگر وہ جمیع موقوف رکھے ہوئے مال کا مستحق ہے تو وہ اسی کا ہے اور اگر وہ بعض کا مستحق ہے تو صرف اتنا ہی لے گا اور باقی ماندہ باقی ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگا، چنانچہ ہر وارث کو اتنا ہی دیا جائے گا جتنا اس کے حصے سے موقوف رکھا گیا تھا۔

كما اذا ترك بنتا وابوين وامراة حاملاً، فالمسئلة من اربعة وعشرين على تقدير أن الحمل ذكر ومن سبعةٍ وعشرين على تقدير انه انثى، فاذا ضرب وفق احدهما في جميع الآخر صار الحاصل مائتين وستة عشر اذ على تقدير ذكورته للمراة سبعة وعشرون وللابوين لكل واحد ستة وثلثون وعلى تقدير انوثته للمرأة اربعة وعشرون ولكل واحدٍ من الابوين اثنان وثلثون فتعطىٰ للمراة اربعة وعشرون وتوقف من نصيبها ثلاثة اسهم، ومن نصيب كل واحدٍ من الابوين اربعة اسهم وتعطى للبنت ثلثة عشر سهما لان الموقوف في حقها نصيب أربعة، وبنين عند ابي حنيفة رحمة الله تعالىٰ عليه.

ترجمه : جیسا کہ ایک میت کے ورثاء میں بیٹی، والدین اور حاملہ بیوی ہیں تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا حمل کو مذکر فرض کرنے

کی صورت میں اور مسئلہ ستائیس سے ہوگا حمل کو مؤنث فرض کرنے کی صورت میں پھر جب دونوں میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دی جائے تو حاصل ضرب دوسو سولہ ہوں گے، چنانچہ حمل مذکر ہونے کی صورت میں بیوی کے لیے ستائیس حصے ہیں والدین میں سے ہرایک کو چھبیس ملیں گے اور حمل مؤنث ہونے کی صورت میں بیوی کے چوبیس اور ماں باپ میں سے ہرایک کے لیے بتیس ہوں گے، پھر بیوی کو چوبیس دیئے جائیں گے اور تین اس کے حصے سے موقوف رکھے جائیں گے، اور والدین میں سے ہرایک کے حصے سے چار موقوف رکھے جائیں گے، اور بیٹی کو تیرہ دیئے جائیں گے اس لیے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بیٹی کے حق میں چار بیٹوں کے حصے موقوف رکھے جاتے ہیں۔

واذا كان البنون اربعة فنصيبها سهم واربعة اتساع سهم من اربعة و عشرين مضروب في تسعة فصار ثلاثة عشر سهما وهي لها والباقي موقوف مائة وخمسة عشر سهما ، فان ولدت بنتا واحدةً اواكثر فجميع الموقوف للبنات وان والدت ابناً واحدًا اواكثر فيعطى للمرأة والابوين ما كان موقوفاً من نصيبهم فما بقي تضم اليه ثلثة عشر و يقسم بين الاولاد وان ولدت ولدًا ميتاً، فيعطى للمرأة والابوين ، ما كان موقوفاً من نصيبهم وللبنت الى تمام النصف وهو خمسة وتسعون سهما والباقي للاب وهو تسعةُ اسهم ، لانه عصبة .

ترجمہ : اور جب بیٹے چار ہوں تو (چوبیس میں سے) بیٹی کا ایک حصہ ہے اور ایک حصے کے نو حصوں میں سے چار حصے ہیں جسے وفق ۹ میں ضرب دیا تو تیرہ حاصل ہوئے چنانچہ تیرہ بیٹی کے ہیں، اور باقی ماندہ ایک سو پندرہ موقوف رکھے جائیں گے پھر اگر حاملہ نے ایک یا ایک سے زائد بیٹیاں جنیں تو جمیع موقوف شدہ مال بیٹیوں کا ہوگا اور اگر ایک یا ایک سے زائد بیٹے جنے تو بیوی اور والدین کے حصوں سے جو کچھ موقوف کیا گیا تھا وہ انہیں دیا جائے گا بعدازاں باقی ماندہ کے ساتھ تیرہ ملا کر بیٹا بیٹی پر ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم کیا جائے، اور اگر حاملہ نے مردہ بچہ جنا تو بیوی اور والدین کا موقوف شدہ حصہ انہیں واپس دے دیا جائے گا اور بیٹی کے لیے نصف پورا کیا جائے گا، جو پچانوے حصوں سے ہوگا اور باقی باپ کے لیے ہے جو نو حصے ہیں کیونکہ وہ عصبہ ہے۔

حمل کی وراثت

عورت کے پیٹ میں اگر کوئی ایسا حمل ہے جو میت کا وارث بن سکتا ہے، تو ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ وراثت تقسیم کرنے میں بچے کی ولادت تک انتظار کر لیا جائے، اور تقسیم وراثت کو ملتوی کر دیا جائے۔ کیونکہ بعض اوقات بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے، جو وراثت کا

بالکل مستحق نہیں ہوتا اور بعض دفعہ ایک سے زائد بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔

نوٹ : آج کے اس ترقی کرتے ہوئے دور میں یہ تو ممکن ہو چکا کہ الٹراساؤنڈ کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن تقسیم وراثت میں یا ویسے بھی اس پر قطعی طور پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ اللہ کے راز ہیں اور جب کسی چیز کو چیلنج کر دیا جاتا ہے تو بسا اوقات اس کے برخلاف بھی ہو جاتا ہے لہذا اس پر ہرگز یقین نہ کیا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سوال : حمل کی کتنی صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب : حمل کی دو صورتیں ہیں۔

﴿1﴾.....حمل میت سے ہوگا یعنی کوئی حاملہ بیوی چھوڑ کر انتقال کر گیا۔

﴿2﴾.....میت کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہوگا جو اس میت کا وارث بن سکتا ہے۔

صورت اول : اس صورت میں عورت نے دو سال یا کم مدت میں بچہ جن لیا اور عدت گزرنے کا اقرار بھی نہ کیا تو یہ بچہ میت اور رشتہ داروں کا وارث ہوگا اور اس کے مرنے کے بعد دوسرے لوگ بھی اس کے مال کے وارث ہوں گے اور اگر حمل کی مدت یعنی دو سال پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو نہ یہ کسی کا وارث ہوگا نہ کوئی دوسرا اس کا وارث ہوگا۔

صورت ثانی : یعنی میت کے علاوہ اگر کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہے اور اگر عورت نے چھ ماہ یا اس سے کم تر مدت میں بچہ جنا تو یہ بچہ وارث بنے گا، ہاں اگر چھ ماہ کی مدت گزرنے کے بعد بچہ جنا تو وارث نہ ہوگا۔

سوال : حمل کی وراثت کا طریقہ مع امثلہ بیان کیجئے؟

جواب : حمل کی وراثت کا طریقہ :

حمل کو ایک بار مرد مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دوسری بار عورت مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کی جائے اب جس وارث کا حصہ دونوں صورتوں میں یکساں ہوں اسکو پورا پورا دیا جائے اور جن ورثین کا حصہ حمل کو مرد یا عورت ماننے پر کم ہو اور بصورت دیگر زیادہ ہو تو ان ورثین کو وہی حصہ دیا جائے جس صورت میں ان کو کم حصہ ملتا ہو اور باقی حصہ محفوظ رکھا جائے اور ورثین کی جانب سے ضامن و کفیل طلب کیا جائے کہ اگر حمل میں ایک سے زیادہ متولد ہوئے۔

اور ان کا استحقاق مال موقوف سے زیادہ ہوا تو ان ورثین کے سہام میں سے اتنا واپس کرا کر ان سب کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اب اگر ایک بچہ پیدا ہوا تو جتنے حصے کا وہ مستحق ہے اُتنا اُس کو دیا جائے اور باقی میں سے جتنے کا جو مستحق ہو اُتنا اُس وارث کو دیا جائے تاکہ اسکی کمی پوری ہو جائے اگر ایسا بچہ پیدا ہوا کہ اسے کچھ نہ ملتا ہو، مثلاً اگر بھتیجے کے لئے حصہ چھوڑ رکھا تھا اور بھتیجی پیدا ہوئی تو یہ پورا حصہ وارثوں پر منقسم ہو جائے گا۔

اور اس مولود کو کچھ نہ ملے گا اسی طرح اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو وہ وارث نہ ہوگا لھذا تیسرا مسئلہ بنایا جائے اور جو جتنے کا مستحق ہو محفوظ میں سے اسکو اتنا دیکر اسکا حق پورا کیا جائے۔ اسی طرح اگر چند بچے پیدا ہو جائیں تو تیسرا مسئلہ بنایا جائے اور جس وارث کو زیادہ پہنچا ہو اس سے واپس لیا جائے اور ہر بچے کا حق پورا کیا جائے۔

مثال: زید کا انتقال ہوا وہ اپنے ورثہ میں ماں، باپ، بیٹی اور حاملہ بیوی کو چھوڑتا ہے اور اس کا ترکہ تقسیم کریں۔

حل: مسئلہ: 24×3=72

میت--

ماں	باپ	بیوی (حاملہ)	بیٹی	حمل (مذکر)
سدس	سدس	ثمن		عصبہ
4	4	3		13 (بیٹا، بیٹی کا سہم ان پر بلا کسر تقسیم نہیں

ہو رہا، اب تصحیح ہوگی۔

ماں	باپ	بیوی (حاملہ)	بیٹی	حمل (مذکر)
4×3	4×3	3×3		13×3
12	12	9		39

(بیٹی کا حصہ 13)(حمل مذکر کا حصہ 26)

مسئلہ 24 عول 27

میت--

ماں	باپ	بیوی (حاملہ)	بیٹی	حمل (مؤنث)
سدس	سدس	ثمن		ثلثان
4	4	3		16

نوٹ: اگر مال ہو تو اس کو تقسیم کرلیں اور آگے عمل بڑھائیں ورنہ تجنیس کا عمل کریں۔

﴿فصل في المفقود﴾

المفقود حي في ماله حتى لا يرث منه احد، وميت في مال غيره حتى لا يرث من احد، ويوقف

مالہ حتی یصح موتہ او تمضی علیہ مدةٌ ، واختلف الرّوایات فی تلک المدة ، ففی ظاہر الروایة انہ اذا لم یبق احد من اقرانہ حکم بموتہ ، وروی الحسن بن زیادٍ عن ابی حنیفة رحمہما اللّٰہ تعالیٰ ان تلک المدة مائة وعشرون سنة من یوم ولد فیہ المفقود، وقال محمد رحمہ اللّٰہ تعالیٰ مائة و عشر سنین وقال ابو یوسف ررحمة اللّٰہ تعالیٰ علیہ مائة و خمس سنین و قال بعضہم تسعون سنةً وعلیہ الفتوی، وقال بعضہم مال المفقود موقوف الی اجتہاد الامام.

ترجمہ : مفقود اپنے مال کے حق میں زندہ ہے یہاں تک کہ کوئی اس کا وارث نہ ہوگا اور دوسرے کے مال میں مردہ ہے یہاں تک کہ وہ کسی کا وارث نہیں کہلائے گا اور اس کا مال موقوف کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت درست خبر سے ثابت ہو جائے یا اس پر متعین مدت گزر جائے اور اس مدت کے تعین میں مختلف روایات منقول ہیں چنانچہ ظاہر الروایہ میں ہے کہ جب مفقود کے ہم عمروں میں سے کوئی باقی نہ رہے تو اس پر موت کا حکم لگایا جائے گا اور حضرت حسن بن زیاد امام اعظم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ مدت مفقود کی یوم پیدائش سے لے کر ایک سو بیس سال تک ہے اور امام محمد نے فرمایا ایک سو دس سال اور امام ابو یوسف کے بقول ایک سو پانچ سال اور بعض علماء فرماتے ہیں یہ مدت نوے سال ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے اور جب کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مفقود کا مال امام (حکمران) کے اجتہاد پر موقوف ہے۔

وموقوف الحکم فی حق غیرہ حتی یوقف نصیبہ من مال مورثہ ، کما فی الحمل ، فاذا مضت المدة فمالہ لورثہ الموجودین عندالحکم بموتہ ، وما کان موقوفاً لا جلہ یرد الی وارث مورثہ الذی وقوف مالہ .

ترجمہ : اور مفقود دوسروں کے مال میں موقوف الحکم ہے یہاں تک کہ اس کا حصہ اس کے مورث کے مال سے موقوف رکھا جائے گا جیسا کہ حمل میں ہوتا ہے پھر جب مدت مکمل ہو جائے تو اس کا مال اس کے ورثاء کے لیے ہے جو موت کا حکم نافذ کرنے کے وقت زندہ موجود تھے اور جو حصہ اس کے لیے (بطور میراث) موقوف رکھا گیا تھا اس کو مورث کے ان ورثاء کی طرف لوٹا دیا جائے گا جن کے حصے سے کاٹ کر موقوف رکھا گیا تھا۔

والاصل فی تصحیح مسائل المفقود ان تصحیح المسئلة علی تقدیر حیاتہ ثم تصحیح علی تقدیر وفاتہ وباقی العمل ما ذکرنا فی الحمل .

ترجمہ: اور مسائل مفقود میں تصحیح کا قاعدہ یہ ہے کہ مسئلہ کی تصحیح ایک مرتبہ بر تقدیر حیات کی جائے اور ایک مرتبہ بر تقدیر وفات کی جائے اور

باقی عمل اسی طرح کیا جائے جس طرح ہم حل میں بیان کر چکے ہیں۔

مفقود کی وراثت کا بیان

سوال: مفقود کی تعریف، مفقود کا حکم اور مفقود کی وراثت کا طریقہ مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: ان کی تعریفات مع حکم پیش کیا جاتی ہیں ۔

مفقود کی تعریف: ایسا شخص جو گھر سے لاپتہ ہو جائے اور اس کا پتہ نہ ہو کہ یہ زندہ ہے یا مر چکا ہے، کچھ خبر نہیں ہے اسے مفقود کہتے ہیں۔

مفقود کا حکم: مفقود اپنے مال میں زندہ کا حکم رکھتا ہے یہاں تک کہ کوئی اس کا وارث نہ ہوگا اور غیر کے مال میں مردے کا حکم رکھتا ہے یہاں تک کہ یہ کسی کا وارث نہ ہوگا یعنی مفقود جب تک مفقود رہے گا دوسرے کا وارث نہیں بنے گا۔

مفقود کی وراثت کا طریقہ:

ایک مرتبہ مفقود کو زندہ مان کر مسئلہ بنایا جائے، دوسری بار مفقود کو مردہ مان کر مسئلہ بنایا جائے اور جو وارث کسی صورت میں محجوب ہو اس کو ابھی کچھ نہ دیا جائے، پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کی جائے اور جس وارث کا حصہ دونوں صورتوں میں یکساں ہو تو اس کو اس کا پورا پورا حصہ دیا جائے پھر جو بچ رہے اسے محفوظ رکھا جائے جب مفقود مل جائے اسے دیا جائے وگرنہ ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

مثال: ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے ورثاء میں بیوی، باپ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا جو کہ مفقود ہے اسے چھوڑا اور ترکہ میں 1200 روپے چھوڑے۔

☆......اب ایک مرتبہ مفقود کو مردہ مان کر مسئلہ بنایا جائے۔

حل نمبر 1 : مسئلہ:24

میت

بیوی	باپ	۲ لڑکیاں	بیٹا (مفقود) مردہ
ثمن	سدس و عصبہ	ثلثان	مردہ
3	1+4	16	
150	50+200	800	

دوسری بار مفقود کو زندہ مان کر مسئلہ بنایا جائے۔

حل نمبر 2 : مسئلہ:24×4= 96

میت ---------------------------------

بیوی	باپ	۲لڑکیاں	بیٹا(مفقود)زندہ
ثمن	سدس	عصبہ	
4×3	4×4	4×17	
12	16	68	

﴿فصل فی المرتد﴾

اذا مات المرتدّ علی ارتداده أو قتل اولحق بدار الحرب وحکم القاضی بلحاقه ، فما اکتسبه فی حال اسلامه فهو لورثته المسلمین ، وما اکتسبه فی حال ردّته یوضع فی بیت المال عند ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ وعندهما الکسبان جمیعاً لورثته المسلمین ، وعند الشافعی رحمة الله تعالیٰ علیه الکسبان جمیعاً یوضعان فی بیت المال وما اکتسبه بعد اللحوق بدار الحرب فهو فیٌ بالا جماع وکسب المرتدّة جمیعا لورثتها المسلمین بلا خلافٍ بین اصحابنا ، وامّا المرتد فلا یرث من احدٍ لا من مسلم ولا من مرتدٍ مثله ، وکذالک المرتدة الا اذا ارتد اهل ناحیةٍ باجمعهم ، فحینئذ یتوارثون .

ترجمہ : جب مرتد اپنے ارتداد پر مرجائے یا قتل کیا جائے یا دارالحرب چلا جائے اور قاضی نے اس کے دارالحرب چلے جانے کا حکم نافذ کر دیا تو جو مال اس نے حالت اسلام میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے اور جو مال اس نے حالت ارتداد میں کمایا ہے وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بیت المال میں رکھا جائے گا، جب کہ صاحبین کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا ہوا مال اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں حالتوں کا مال بیت المال میں رکھا جائے گا اور جتنا مال اس نے دارالحرب چلے جانے کے بعد کمایا ہے وہ بالا جماع مال فئی ہے، اور مرتدہ عورت کی دونوں حالتوں کا مال ہمارے علماء کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے اور بہر حال مرتد کسی کا بھی وارث نہیں بن سکتا نہ مسلمان کا اور نہ ہی اپنے جیسے دوسرے مرتد کا، اسی طرح مرتدہ عورت بھی وارث نہیں بن سکتی، البتہ جب ایک ہی علاقہ کے تمام لوگ

مرتد ہو گئی تو وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

مرتد کی وراثت کا بیان

مرتد وہ شخص ہے جس نے اسلام لانے کے بعد اسلام چھوڑ کر کسی اور مذہب کو اختیار کر لیا ہو۔ مرتد ... ہو گئی تو
وارث نہ ہوگا نہ مسلمان کا نہ کسی مرتد کا نہ کسی کافر اصلی کا۔ سوائے اس صورت کے کہ تمام بستی والے مرتد ہو جائیں تو اب ایک دوسرے
کے وارث ہوں گے۔

سوال: مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام لانے کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو۔ یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو، یونہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔

سوال: مرتد کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

جواب: اولاً تو مرتد پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر مرتد مہلت مانگے تو تین دن کی مہلت دی جائے گی، اگر اسلام قبول کرے تو ٹھیک ورنہ بادشاہِ اسلام اس کو قتل کر دے گا۔

سوال: عورت اگر مرتد ہو جائے تو کیا اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا؟

جواب: عورت مرتد ہوئی تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید رکھا جائے گا یہاں تک کہ اسلام قبول کر لے یا مر جائے۔

سوال: مرتد نے جو مال حالتِ اسلام میں یا بعدِ ارتداد کمایا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مرتد نے جو مال حالتِ اسلام میں کمایا تھا وہ ورثائے مسلمین کو پہنچے گا۔ جبکہ جو حالتِ ارتداد میں کمایا وہ بیت المال میں رکھ جائے کیونکہ یہ عوامِ مسلم کا حق ہے اور اس مال کو مسلمانوں کی ضروریات میں صرف کیا جائے گا۔

مرتد کی وراثت میں اختلافِ آئمہ

امام اعظم کا مؤقف: ان کے نزدیک حالتِ اسلام میں کمایا ہوا مال مسلمان ورثاء کے لئے ہوگا اور حالتِ ارتداد میں کمایا ہوا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔

صاحبین کا مؤقف: ان کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا جانے والا مال اس کے مسلمان ورثاء کے لئے ہوگا۔

امام شافعی کا مؤقف: ان کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا جانے والا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔

سوال: مرتد جو مال دارالحرب میں جا کر کمائے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس نے جو مال دار الحرب میں لاحق ہونے کے بعد کمایا وہ بالا جماع مال فئی ہے۔

سوال: اگر معاذ اللہ عورت مرتد ہو جائے، تو اس کے مال کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت مرتد ہوئی تو اس کا مال مطلقاً اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گا خواہ مرتد نے جو مال حالت ارتداد میں کمایا، یا بعد میں۔

﴿فصل فی الاسیر﴾

حکم الاسیر کحکم سائر المسلمین فی المیراث ما لم یفارق دینہ ، فان فارق دینہ فحکمہ حکم المرتد فان لم تعلم ردتہ ولا حیاتہ ولا موتہ فحکمہ حکم المفقود.

ترجمہ: احکام میراث میں قیدی کا حکم دیگر مسلمانوں کی طرح ہے جب تک وہ اپنے دین سے جدا نہ ہو چنانچہ اگر وہ دین اسلام سے جدا ہو گیا تو مرتد کے حکم میں ہوگا، اور اگر اس کے مرتد ہونے کا علم نہ ہو اور نہ ہی حیات و ممات کا پتہ ہو تو اس کا حکم مفقود کی طرح ہے۔

قیدی کی وراثت کا بیان

سوال: وہ مسلمان جو کفار کی قید میں ہوں اُن کی میراث کا کیا حکم ہے مصنف کے اقوال کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: مصنف نے کفار کی قید میں موجود مسلمانوں کے میراث کے احکام کے بارے میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔

﴿1﴾ ... قیدی وراثت میں مسلمانوں کے حکم میں ہے جب تک کہ وہ دین اسلام سے جدا نہ ہو۔

﴿2﴾ ... اگر مسلمان قیدی (معاذ اللہ) دین اسلام کو چھوڑ دے تو وہ مرتد ہو گیا اور وراثت میں اس کے احکام مرتد والے ہو نگے،

﴿3﴾ ... اگر اس کے مرُدہ ہونے کے متعلق بھی علم نہیں اور اسلام پر قائم رہنے کا بھی علم نہیں تو وہ مفقود کے حکم میں ہے اس کا مال تقسیم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی زوجہ کسی اور سے نکاح کر سکے گی اس کی خبر کے متعلق تحقیق کی جائے۔ جیسے ہی معلوم ہوگا ایسے ہی اس کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿فصل فی الغرقیٰ والحرقیٰ والهدمیٰ﴾

اذا ماتت جماعةٌ ولا يدرى ايهم مات اولاً جعلوا كانهم ماتوا معاً فمال كل واحدٍ منهم لورثة الاحياء ولا يرث بعض الاموات من بعض هو المختار وقال على وابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنهما يرث بعضهم عن بعض الا فى ما ورث كل واحد منهم من صاحبه والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.

اگر ایک جماعت ہلاک ہوجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں سے کون پہلے ہلاک ہوا تو سمجھا جائے گا کہ گویا یہ سب ایک ساتھ ہلاک ہوئے ہیں چنانچہ ان میں سے ہر ایک کا مال ان کے زندہ ورثاء کے لئے ہے اور ہلاک ہونے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، یہ قول مختار ہے اور حضرت علی وابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، البتہ اس چیز میں وارث نہ ہوں گے جس چیز میں ان میں سے ہر ایک اپنے مرنے والے ساتھی کا وارث ہوا ہو۔

سوال: غرقی، حرقی اور ھدمی کسے کہتے ہیں، ان کی وضاحت فرمادیں؟

جواب: ﴿1﴾...... **غرقی** اس جماعت کو کہتے ہیں جو ڈوب کر مرگئی ہو، مثلاً چند رشتہ دار دریا وغیرہ میں ڈوب کر مرگئے۔

﴿2﴾...... **حرقی** اس جماعت کو کہتے ہیں جو جل کر مرگئی ہو، مثلاً چند رشتہ دار آگ لگنے سے جل کر مرگئے۔

﴿3﴾...... **ھدمی** اس جماعت کو کہتے ہیں جو دب کر مرگئی ہو، مثلاً چند رشتہ دار مکان گرنے سے دب کر مرگئے۔

سوال: ان کی میراث کی تقسیم کے بارے اختلاف آئمہ وموقف صحابہ کرام علیہم الرضوان بیان فرمائیں؟

جواب: **آئمہ ثلاثہ کا موقف**: یعنی امام اعظم وامام شافعی وامام مالک رحمھم اللہ کے نزدیک ان سب کا حکم ایک ساتھ انتقال کرنے والوں کی طرح ہے، یعنی ان مرنے والوں میں سے ہر ایک کا مال اس کے زندہ ورثاء میں تقسیم کردیا جائے گا، اور یہ خود ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، اور **ان آئمہ کی تائید**: حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے موقف سے ہوتی ہے کہ ان کا بھی یہ قول ہے۔

دیگر صحابہ کا موقف: حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے نزدیک فرق صرف اتنا ہے کہ فوت ہونے والوں میں سے ہر ایک اپنے دوسرے کا وارث بنے گا، لیکن جو حصہ انہیں ایک دوسرے سے ملے گا اب دوبارہ یہ ایک دوسرے کے مالک نہیں بنیں گے۔

---------- **تمت بالخیر** ----------

اسلامی قانون وراثت اور آئین پاکستان ایک نظر میں

اس میں آپ پڑھیں گے آئین کا وہ حصہ جو اسلامی قانون وراثت کے خلاف ہے۔

یاد رکھیں ! وراثت حقوق العباد میں سے وہ حق (right) ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حقوق العباد کے طور پر مقرر فرمایا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی (changing) کی گنجائش نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے "یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ" سے ابتداء فرمائی اور اہل ایمان پر وراثت کے قانون کو لازم قرار دے دیا، پھر ان آیات کے آخر میں تنبیہ فرمائی کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ حدیں ہیں، جن سے انحراف کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ لیکن افسوس ! کہ مسلمان قرآن وسنت کے واضح احکام اور اس قدر وعیدوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جبکہ قرآن میں صاف طور پر مذکور ہے۔ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ○

ترجمہ کنز الایمان : یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

دوسرے مقام پر ہے ۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ○

ترجمہ کنز الایمان اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے (ف) اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

یہ تمام اصول قرآنی نصوص کے بارے میں ہیں، جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

ترجمہ کنز الایمان وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

واضح رہے کہ رسول ﷺ کے حکم کی یہ مخالفت انکار کے طور پر ہو یا ترک عمل کے طور پر ہو یہ وعید دونوں صورتوں میں ہے اور علماء نے کہا ہے کہ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جب آقا اپنے غلام کو کسی کام کے کرنے کا حکم دے اور وہ غلام کام نہ کرے یا کرنے سے انکار کردے تو غلام سزا کا مستحق ہوگا اور ہم سب اللہ کے بندے ہی تو ہیں پھر مجال انکار کہاں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو لا یعنی تاویلوں سے محفوظ رکھے آمین ﴿12﴾

☆ اس ضمن میں جہاں تک پاکستان میں رائج قوانین وراثت کا تعلق ہے تو پاکستان کے آئین کی وہ شقیں جو کہ اسلامی قانون وراثت کے خلاف ہیں ان کو ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (جج سندھ ہائی کورٹ) کی کتاب مجموعہ قوانین اسلام کی پانچویں جلد سے درج کی جاتی ہیں۔

یتیم پوتے/پوتی اور نواسے/نواسی کا میراث میں حصہ

تمام مذاہب فقہ کا مجموعی نقطہ نظر یہ ہے کہ دادا یا نانا کے انتقال پر اگر اس کا بیٹا موجود ہو تو اس کے دوسرے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو دادا کے ترکہ میں سے کوئی ورثہ نہیں ملے گا حتی کہ شیعہ امامیہ کے نزدیک اگر بیٹی ہی موجود ہو تو کل ترکہ بیٹی کو ملے گا۔ دور حاضر میں اس مسئلے کو پوتے پوتیوں اور نواسے، نواسیوں کی "یتیمی اور فقر و احتیاج کی بنیاد پر" مختلف انداز سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ سب سے پہلے مصر میں قانون الوصیت 1996ء کی روح سے "وصیت الواجبہ" کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ شام ،تیونس اور مراکش میں بھی علی الترتیب 1953ء، 1907ء، 1908ء میں وصیت الواجبہ کا قانون نافذ کیا گیا۔

(مجموعہ قوانین اسلام، جلد 5، ص. 1562-1563)

چنانچہ پاکستان میں سب سے پہلے 3 دسمبر 1953ء کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں ایک بل (مسودہ قانون) پیش کیا گیا کہ بیٹے کی موجودگی میں (یتیم) پوتے کو اور بھائی کی موجودگی میں (یتیم) بھتیجے کو میراث کا حق دیا جائے۔ ملک گیر مخالفت کے سبب یہ بل منظور نہ ہوسکا۔ 1955ء میں حکومت پاکستان نے ایک عائلی قانون کمیشن قائم کیا۔ جبکہ مرکزی وصوبائی مقننہ کو صدارتی فرمان مجریہ 1958ء کے ذریعے تو رائج ہو چکا تھا، مارشل لاء کے دور میں آرڈی نینشن نمبر 8 بابت 1961ء کی دفعہ 4 کے ذریعے پاکستان میں یہ قانون نافذ کر دیا گیا کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنے پیچھے ایسی لڑکی یا لڑکے کی اولاد چھوڑے جو اس کی زندگی میں فوت ہو چکا ہو تو مرحوم کی اولاد اس حصے کو پانے کی مستحق ہوگی، جو ان کے باپ یا ماں کو ملتا اگر وہ اس کی وفات کے وقت موجود ہوتے۔

(مجموعہ قوانین اسلام، جلد 5، ص 1958)

پاکستان میں اس قانون کے شریعتِ اسلام کے مطابق ہونے یا نہ ہونے میں شروع سے ہی دو نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ ملک کی عظیم اکثریت [جن میں علماء (ماسوائے چند کے) شامل ہیں] اس نقطہ نظر کی حامل ہے کہ یہ

دفعہ شرع اسلام کے منافی ہے، جبکہ ایک قلیل التعداد طبقہ جو جدید تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے اس کو شرع اسلام کے مطابق قرار دیتا ہے۔ احکام قرآنی، احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنھم کے ذریعہ بآسانی اس نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے پاکستان کے عائلی قانون نمبر 8 بابت 1961ء کی مذکورہ بالا دفعہ 4 امت مسلمہ کے اجتماعی نظریہ کے خلاف ہے۔

(مجموعہ قوانین اسلام، جلد 5، ص 1959)

مرتد کا مسلمان رشتہ دار کے ترکہ میں حصہ

پاکستان میں اگرچہ اسلامی قانون کا، مسلمانوں کے منجملہ دیگر شخصی قوانین کے مختلف اطلاقی ایکٹوں کے ذریعے نافذ ورائج ہونا قرار دیا جا چکا ہے۔ لیکن مرتد کی میراث کے مسئلہ میں شریعت کے خلاف عمل درآمد ہو رہا ہے۔ شریعتِ اسلامی کا یہ واضح حکم ہے کہ جو مسلمان مرتد ہو جائے وہ میراث سے محروم ہو جاتا ہے مگر یہ حکم مذہبی آزادی کے ایکٹ نمبر 21، بابت 1800ء کے سبب ثابت نہیں ہو سکتا، جس کے تحت کسی شخص کو دین سے منحرف ہو کر دوسرا دین اختیار کر لینا اس کے حقوق (right,s) کو متاثر نہیں کرتا۔ اس لئے وراثت کے احکام میں شرعی قانون کا اطلاق ہونے کے باوجود مرتد کے اطلاقی احکام میراث آج بھی عدالتوں کے ذریعے نافذ نہیں کرائے جا سکتے۔ ضرورت ہے کہ 1800ء کا مذکورہ ایکٹ منسوخ کیا جائے۔ (مجموعہ قوانین اسلام، جلد 5، ص. 1937)

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

﴿...... ٹیبل : ...... محرمات نسبیہ ورضاعیہ ......﴾

		رضاعت میں مستثنیات
جزء	بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی۔	ان کی بہن اور دادی
اصل	ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی۔	
جزء اصل قریب	بھائی، بہن (حقیقی، علاتی، اخیافی)، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی۔	ان کی ماں اور بہن
جزء اصل بعید	چچا، پھوپھی (حقیقی، علاتی، اخیافی)، ماموں، خالہ (حقیقی، علاتی، اخیافی)، اصول کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ بھی اپنے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کی طرح ہیں۔	ان کی ماں

محرمات : وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند اسباب ہیں۔ اور یہ نو قسم پر منقسم ہیں۔

قسم اول : **نسب**۔

اس قسم میں سات عورتیں ہیں۔ (۱) ماں، (۲) بیٹی، (۳) بہن، (۴) پھوپھی، (۵) خالہ، (۶) بھتیجی، (۷) بھانجی۔

مسئلہ : دادی۔ نانی۔ پردادی۔ پرنانی۔ اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادی یا نانی کی مائیں ہیں اور ماں سے مراد وہ عورت ہے جس کی اولاد میں یہ ہیں بلاواسطہ یا بواسطہ۔

مسئلہ : بیٹی سے وہ عورتیں مراد ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔ لہذا پوتی یا پرپوتی نواسی یا پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

مسئلہ : بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں، باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔

مسئلہ : باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔ یوں ہی حقیقی یا علاتی پھوپھی کی پھوپھی یا حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ۔

مسئلہ : بھتیجی، بھانجی سے بھائی بہن کی اولادیں مراد ہیں ان کی پوتیاں نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

مسئلہ : زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔

(بہار شریعت، جلد 1 حصہ 7، ص 13.14۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ میراث کے دلچسپ سوالات گزریں آپ کی نظر سے

تو آئیں ------ اور پڑھیں اس اشاریہ کو اور شوقین حضرات ضرور کریں ------ ان کے جوابات تلاش

﴿1﴾ پنشن کی رقم میں میراث کا شرعی حکم......

﴿2﴾......ناجائز وصیت کی شرعی حیثیت......

﴿3﴾ میت کا مال امانت بھی ترکہ میں شامل ہے

﴿4﴾ بیوی کے انتقال کے بعد اس کے زیورات اور سامان جہیز کا شرعی حکم

﴿5﴾ مرحوم یا مرحومہ کی کسی وصیت کی وجہ سے بانٹنے میں تاخیر کرنا

﴿6﴾......فاتحہ کس کے مال سے دی جائے......

﴿7﴾ فوت شدہ قرض خواہ کی رقم کو وارثوں کی مرضی کے بغیر ایصال ثواب میں لگانا

﴿8﴾ شوہر پہلی بیوی کے نام زمین رجسٹری کر کے انتقال کر گیا جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے دوسری بیوی سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں پہلی کے انتقال پر مذکورہ زمین میں دوسری بیوی کی اولاد کا کچھ حق ہے یا نہیں۔

﴿9﴾ شوہر اور بیوی کی مشترکہ کمائی سے بنائی ہوئی جائیداد اور تقسیم ترکہ۔

﴿10﴾......وہ پھوپھی جس کی اولاد نہ ہو اس کے ترکہ میں سگے یا سوتیلے بھتیجے مقدم ہوں گے

﴿11﴾ ......وہ چچا جس کی اولاد نہ ہو اس کے ترکہ میں بھتیجے اور بھتیجیوں کا حق وراثت کیا ہے۔

﴿12﴾......ترکہ میں نواسے اور نواسیوں کو حصہ ملے گا یا نہیں۔ ....

﴿13﴾ ......غیر مسلم ہونے کی شک کی بنا پر وراثت میں حصے کا حکم۔ ..

﴿14﴾......مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان وراثت......

﴿15﴾......زندگی میں والد نے اولاد کو جو کچھ دیا، ترکہ تقسیم کرتے وقت اس مال کو اس میں سے منہا نہیں ہوگا۔ ...

﴿16﴾......عورت کو میراث سے محروم کرنے کا شرعی حکم......

﴿17﴾ ......لاوارث کی میراث کا شرعی حکم ......

﴿18﴾......مرحوم کی ملکیت میں آنے والی تمام چیزوں کی تقسیم کا حکم... ..

﴿19﴾ ..پگڑی والی رقم ترکہ میں کیسے تقسیم ہوگی....

﴿20﴾ ..تقسیم وراثت اور برٹش لاء.......

﴿21﴾ .....غیر وارث کو ترکے سے حصہ دینے کا حکم .....

﴿22﴾ ......بینک کا قرضہ تقسیم وراثت سے پہلے ادا کیا جائے.....

﴿23﴾ ......قبر کھودنے والوں کی مزدوری کا حکم.....

﴿24﴾ .....اگر میت ترکہ میں حرام مال چھوڑے تو اس کا شرعی حکم.....

﴿25﴾ ......اگر بیوی فوت ہوگئی حق مہر شوہر کے ذمہ ہے کیا وراثت میں داخل ہوگا......

﴿26﴾ ......طلاق شدہ عورت کا شوہر کے ترکہ میں حصہ......

﴿27﴾ ......اغواء کردہ عورت کا وراثت میں حصہ......

﴿28﴾ ......وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا......

﴿29﴾ ......بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا......یہ طریقہ نہایت......مطابق ہے؟

﴿30﴾ ......دوسرے ملک میں رہنے والی اولاد کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ......

﴿31﴾ ......کسی ایک وارث کو اگر حیات میں ہی ساری جائیداد دے دی تو عدالت کو تصرف کا اختیار......

﴿32﴾ ......کیا رضائی اولاد کو میراث سے حصہ ملے گا......

﴿33﴾ ......سوتیلے ماں، باپ کی وراثت کا حکم......

﴿34﴾ ......حکومت کی طرف سے ملنے والی رقم میں میراث کا حکم......

﴿35﴾ ......اسٹامپ پیپر پر تحریر کردہ وصیت نامے کی شرعی حیثیت......

نوٹ: ان کے علاوہ اور بے شمار مسائل جاننے کے لئے اگلے صفحے پر فتاوٰی جات کی فہرست دی ہے اس میں آپ کی سہولت کے لئے صفحہ نمبر بھی درج ہیں، آپ ان فتاوٰی جات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

﴿اللہ تعالیٰ علمِ نافع نصیب فرمائے، آمین﴾

میراث کے چند اہم اور دلچسپ سوالات

یعنی وہ دلچسپ مسائل فرائض جو دماغی صلاحیت کو بڑھاتے ہیں۔ (از فتاویٰ عالمگیریہ)

سوال: دو مرد ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے چچا ہیں، بتائیے یہ کیسے؟

جواب: خالد اور زید میں سے ہر ایک نے دوسرے کی ماں سے نکاح کیا اور ہر ایک سے ایک بیٹا پیدا ہوا، سو ہر ایک بیٹا دوسرے کا چچا ہوا۔

سوال: دو مرد ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ماموں بھی ہیں، بتائیے کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! خالد اور زید میں سے ہر ایک نے دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا جن میں سے ہر ایک کا ایک ایک بیٹا پیدا ہوا، پس یہ دونوں ایک دوسرے کے ماموں ہوئے۔

سوال: میت نے 24 دینار چوبیس عورتوں کے لیے چھوڑے جن میں سے ہر ایک نے ایک ایک دینار پایا، بتائیے یہ کون کون سی عورتیں ہیں؟

جواب: ورثاء کی میت میں تین بیویاں، چار دادیاں، 16 بیٹیاں اور ایک علاتی بہن ہے۔

سوال: ورثاء میراث تقسیم کر رہے تھے، کہ اچانک ایک وارث آیا اور اس نے کہا کہ جلدی مت کرو میری عورت غائب ہے اگر وہ زندہ ہوگی تو وہی وارث ہوگی اور میں وارث نہ ہوں گا اور اگر وہ مرگئی ہے تو میں ہی وارث ہوں گا، بتائیے یہ کس طرح ہوگا؟

جواب: ایک عورت کوچ کرگئی اور اس نے دو حقیقی بہنیں، ماں، ایک اخیافی بہن اور ایک علاتی بھائی چھوڑا، اور اس علاتی بھائی نے اس کی اخیافی بہن سے نکاح کیا ہے اور یہی شخص مذکورہ بات کہنے والا ہے کیونکہ اس کی بیوی میت کی اخیافی بہن ہے جو غائب ہے، لہٰذا اگر وہ زندہ ہوگی تو دو تہائی دونوں حقیقی بہنوں اور چھٹا حصہ ماں اور باقی چھٹا حصہ اس اخیافی بہن کو ملے گا، اور یہ علاتی بھائی محروم رہے گا، اور اگر وہ مرچکی ہو تو، باقی چھٹا حصہ علاتی بھائی کو ملے گا۔

سوال: ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میراث تقسیم کرنے میں جلدی نہ کرو، کیونکہ میں حاملہ ہوں چنانچہ اگر مجھے لڑکا ہوا تو وہ وارث نہ ہوگا لیکن اگر لڑکی ہوگی تو وارث ہوگی، بتائیے یہ کس طرح ممکن ہے ؟

جواب: ایک عورت ورثاء میں شوہر، ماں اور دو اخیافی بہنیں چھوڑ کر مرگئی پھر اس کے باپ کی بیوی آئی جو کہ اس کی سوتیلی ماں ہے، کہنے لگی اگر مجھ کو لڑکا ہوا تو اس میت کا علاتی بھائی ہوگا تو پھر وارث نہ ہوگا، اور اگر لڑکی ہوئی تو میت کی علاتی بہن ہوگی، چنانچہ اس کے ساتھ نصف کی وارث ہوگی اور مسئلہ کا عول 9 تک ہوگا۔

سوال : ایک شخص انتقال کر گیا اور ورثاء میں حقیقی بھائی اور بیوی کا بھائی یعنی سالہ موجود ہیں لیکن کل ترکہ کا وارث حقیقی بھائی کے بجائے شرعاً بیوی کا بھائی بنتا ہے بتایئے اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟

جواب : ایک شخص نے اپنے باپ کی ساس سے نکاح کیا تھا جب کہ اس کا باپ بھی زندہ تھا جس سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا بعدازاں یہ شخص انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا باپ بھی چل بسا اور اس نے ورثاء میں اپنے بیٹے کا بیٹا چھوڑا جو کہ اس کی بیوی کا بھائی بھی ہے اور ایک حقیقی بھائی بھی چھوڑا تو اس کے کل ترکہ کا وارث بیٹے کا بیٹا ہوگا جو کہ اس کی بیوی کا بھائی بھی ہے اور حقیقی بھائی محروم رہے گا۔

سوال : ایک شخص کا انتقال گیا اس نے ورثاء میں حقیقی چچازاد بھائی اور علاتی بھائی کا بیٹا چھوڑا لیکن مال کا وارث اس کا چچا کا بیٹا ہوا اور اس کے علاتی بھائی کا بیٹا محروم رہ گیا، بتایئے کیوں؟

جواب : اس کی وجہ یہ ہے کہ دو بھائی تھے اور دونوں میں سے ایک کا ایک بیٹا تھا پھر دونوں نے ایک باندی خریدی اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اس کی نسبی دعوی دونوں نے ساتھ ہی کیا کہ وہ دونوں کا بیٹا ہے، پھر یہ باندی آزاد ہوگئی، پھر اس باندی سے دونوں میں سے کسی ایک نے نکاح کیا، جس کا پہلے سے ایک بیٹا موجود ہے، پھر اس سے دوسرا بیٹا پیدا ہوا، بعدازاں دونوں بھائی مر گئے، پھر وہ لڑکا مرا جو باندی سے پیدا ہوا تھا اور اس نے ایک بھائی چھوڑا جو اس کے چچا کا بیٹا بھی ہوا اور اپنا باپ کی جانب سے بھائی چھوڑا، اس کی میراث کا مستحق اس کے چچا کا بیٹا ہوگا جو کہ اس کا حقیقی بھائی بھی ہے۔

سوال : ایک شخص مر گیا اور اس نے تین دختر چھوڑیں ان میں سے ایک کو سب مال کی تہائی ملی اور دوسری کو سب مال کی دو تہائی ملی اور تیسری کو کچھ نہ ملا تو اس کی کیا صورت ہے۔

جواب : ایک شخص کسی کا غلام تھا اور اس کی تین بیٹیاں تھیں پس ایک نے اپنے باپ کو خریدا اور دوسری نے اپنے باپ کو قتل کیا پس قاتلہ محروم ہوئی اور جن دونوں نے نہیں قتل کیا ان کو دو تہائی ترکہ ملا کہ ہر ایک کے لیے ایک تہائی ہوا پھر باقی ایک تہائی مال اس کو بحکم ولاء ملا جس نے خریدا تھا۔

سوال : ایک مرد اور اس کی ماں اور اس کی خالہ کسی مال ترکہ کی باہم تین تہائی کے وارث ہوئے تو اس کی کیا صورت ہے؟

جواب : زید کی دو بیٹیاں ہیں کہ ایک بیٹی سے اس کے بھائی کے بیٹے مسمی عمرو نے نکاح کیا، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر عمرو مر گیا پھر اس کے بعد زید مرا اور اس نے دو بیٹیاں اور ایک بھتیجے کا بیٹا چھوڑا، پس دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال یعنی تہائی ہر ایک کو ملا اور اس بھتیجے کے لڑکے کو باقی مال ایک تہائی ملا پس بچے کو ایک تہائی اور اس کی ماں کو تہائی اور اس کی خالہ کو تہائی ملا۔

سوال : تین بھائی ایک ہی ماں باپ سے ہیں لیکن ایک کو کل مال سے دو تہائی ملا اور باقی ماندہ میں سے دونوں کو چھٹا چھٹا حصہ ملا، بتایئے ایسا کیوں؟

جواب :ایک عورت ہے جس کے تین چچازاد بھائی ہیں جن میں سے ایک نے اس سے نکاح کیا بعدازاں اس عورت کا انتقال ہو گیا اب اصل مسئلہ 6 سے ہوگا، جس میں سے تین اس کے شوہر کو نصف حصے کے طور پر ملے گا اور باقی تین حصے ان تینوں چچازاد بھائیوں پر برابر تقسیم ہوئے چنانچہ اب شوہر کے پاس دو تہائی ہو گئے اور باقی دو چچازاد بھائیوں کو ایک ایک حصہ ملا۔

سوال :ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی کے سات بھائی چھوڑے، لیکن اس کی بیویاں اور ساتوں بھائیوں میں سے ہر ایک نے برابر برابر مال پایا، اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

جواب :زید نے اپنے باپ عمرو کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں کی ماں سے نکاح کیا جس سے اس کو سات لڑکے پیدا ہوئے پھر زید مر گیا بعدازاں عمرو بھی چل بسا اور اپنی بیوی چھوڑی اور اپنے لڑکے کے ساتھ لڑکے چھوڑے تو مسئلہ 8 سے ہوا کہ اس کی بیوی کو ایک حصہ ملا اور باقی سات حصے ان لڑکوں میں برابر تقسیم ہوئے کہ ہر لڑکے کو ایک ایک حصہ ملا، جب کہ یہ ساتویں اس میت کی بیوی کے مادری بھائی ہیں۔

سوال :ایک شخص مر گیا اس نے بیس دینار چھوڑے تو اس کی عورت کو ایک دینار ملا اس کی کیا وجہ ہے؟۔

جواب :ایک شخص مر گیا اس نے بیس دینار چھوڑے اور ورثاء میں دو حقیقی بہنیں، دو علاتی بہنیں اور چار بیویاں چھوڑیں چنانچہ اصل مسئلہ 12 سے ہو کر 15 تک عول ہوا جن میں سے ہر بیوی کو تین حصے ملے، اور یہ 15 کا پانچواں حصہ ہے، پس بیس دینار میں سے پانچواں حصہ یعنی چار، چاروں بیویوں کو ملے، جن میں سے ہر بیوی کو ایک ایک ملا۔

سوال: اگر چند عورتیں ایک بچہ کی نسبت دعوی کریں کہ میرا بیٹا ہے تو ان کا فیصلہ کیسے ہو؟

جواب: چند عورتیں ایک بچہ کی نسبت مدعی ہوں ہر ایک کہے یہ میرا بیٹا ہے میرے بطن سے پیدا ہوا ہے، اور اس کا حال معلوم نہ ہوا، اور وہ سب مدعیات اپنے اپنے دعوے پر شہادات شرعیہ قائم کردیں اور ان میں سے کسی کو دوسری پر کوئی ترجیح نہ ہو تو قاضی مجبوراً ان سب کی طرف اسے منتسب کردے گا، اور جب وہ مرے اور یہ عورتیں باقی رہیں تو بحکم تنازع وعدم ترجیح سب ایک سدس یا ثلث میں کہ سہم مادر ہے شریک ہو جائیں گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۳۰)

سوال: جو لوگ بیٹیوں بہنوں کو ترکہ نہیں دیتے ان کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب: جو لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ نہیں دیتے، قرآن مجید کے خلاف ہیں، اور جن کا یہ قول ہو کہ ان کو میت کے مال سے کچھ نہیں پہنچتا، جس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ان کا ترکہ میں کوئی حق نہیں ہوتا، یہ صریح کلمہ کفر ہے، ایسوں پر توبہ فرض ہے، نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الفرائض، ج ۲۶ ص ۳۵۳)

اور ایسوں ہی کے لیے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ **من فر من میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیمة** یعنی جو اپنے وارث کو اپنا ترکہ پہنچنے سے بھاگے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی میراث جنت سے قطع فرمادے گا۔

(رواہ ابن ماجہ، ابواب الوصایا ص ۱۹۸)

سوال: کیا ولد الزنا کو وراثت سے حصہ ملے گا؟

جواب: اولادِ زنا صرف مادری رشتوں سے وارث ومورث ہوتی ہے۔

جیسا کہ درمختار میں ہے **یرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا اب لهما** یعنی زنا اور لعان کی اولاد فقط ماں کی جہت سے وارث بنتی ہے، جیسا کہ ہم عصبات میں ذکر کر چکے ہیں کہ ان دونوں کا کوئی باپ نہیں۔

(درمختار، کتاب الفرائض، فصل فی الغرقی والحرقی، ج ۲، ص ۳۶۵)

اسی طرح فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔ **ولد الزنا لااب له فترثه قرابة امه ویرثهم ملخصاً** یعنی ولد الزنا کا کوئی باپ نہیں ہوتا، چنانچہ اس کی ماں کے قرابت دار اس کے وارث بنیں گے اور وہ ان کا وارث بنے گا۔

(عالمگیریہ، کتاب الفرائض، باب الثالث، ج ۶، ص ۴۵۲)

سوال: جس مکان کو متعلق خانقاہ، مہمان خانہ یا لنگر خانہ موسوم کیا جائے یا جس مکان میں سجادہ نشین رہتے چلے آئے ہوں یا جس مکان میں مہمان عرس کے شریک ہونے والے یا تعلیم ذکرِ الٰہی پانے والے قیام پذیر ہوا کرتے ہوں وہ مکان شرعاً قابلِ تقسیم ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ملکِ مورث ہے تقسیم ہوگا اور اگر اس کا وقف ہونا بہ ثبوت شرعی ثابت ہو تو منقسم نہ ہو سکے گا صرف اتنی بات سے کہ اس کا نام مہمان خانہ یا لنگر خانہ ہے یا اس میں سجادہ نشین رہتے یا اشخاص مذکورین قیام کرتے تھے وقف ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: اگر کسی مکان کو خانقاہ کے نام سے موسوم کیا ہو تو وہ شرعاً اس بناء پر وقف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۶، ص ۲۹۱)

اولاد کو جائیداد سے عاق کرنے کا شرعی حکم

سوال: کیا اولاد عاق کرنے سے وراثت سے محروم ہو جاتی ہے؟

جواب: عاق کے معنی نافرمان کے ہیں، لیکن باپ کا اولاد کو عاق کر دینا اور اخباروں میں چھاپ دینا، اولاد کو وراثت سے محروم نہیں کرتا، ہر شخص زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے، جو چاہے تصرف کرے، اس کے مرنے کے بعد اس کے مال کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے

زمے لی اور سب کے حصے قرآن پاک میں مقرر کر دیے۔ لہذا اسی کے مطابق سب کو حصہ ملے گا۔

(وقار الفتاوی، کتاب الفرائض، ج ۳، ص ۳۶۲)

قاتل وارث کیوں نہیں بن سکتا؟

سوال: قاتل کو میراث کیوں نہیں دی جاتی اس کی وجہ مع الدلائل بیان کریں؟

جواب: دین اسلام ایک کامل، اکمل اور جامع مذہب ہے اور یہ تمام لوگوں کے حقوق کا خیال کرتا ہے۔ اور ہر طرح کے فتنہ سے بچاتا ہے۔ اور قاتل اگرچہ وارث بننا چاہتا ہو لیکن شریعت کی جانب سے اس کو محروم کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قاتل کو وراثت سے حصہ دینے میں ایک بہت بڑے فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے، اور اس صورت میں قتل و غارت بڑھ جائے گی، اور ہر بد باطن شخص مال کے ہوس میں اپنے والد یا جس سے اسے میراث مل سکتی ہے اسے قتل کریں گے۔ اور یوں ایسا شخص جب محسوس کرے گا کہ مال جلد مل جائے جائیداد جلد ملے اپنے ہی باپ کو لوگ مال کے سبب قتل کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

دلیل: عن ابی هریره قال ان رسول الله ﷺ قال القاتل لا یرث۔ (ابن ماجه)

دلیل: ان ابا قتادة سمعت رسول الله ﷺ یقول لیس لقاتل میراث۔ (ابن ماجه)

(والله اعلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائل ملقبات

(از فتاویٰ عالمگیریہ)

سوال: مسئلہ مشترکہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب:

مسئلہ مشترکہ

شوہر	ماں	ماں شریک بھائی 2	حقیقی بھائی 2
3	1	2	م

مذکورہ صورت میں شوہر کو نصف، ماں کو سدس ملا جب کہ حقیقی بھائی محروم رہے کیونکہ ان کے لیے بطور عصبہ کچھ نہیں بچا اس طرح اگر بجائے ماں کے نانی یا دادی ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ یہی قول حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہے اور حضرت ابن مسعود و حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی ماں شریک بھائی کے ساتھ ثلث میں شریک ہوتے ہیں اور یہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی ماں شریک بھائی کے ساتھ ثلث میں شریک ہوتے ہیں اور یہی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول ہے،

چنانچہ انہوں نے پہلے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا جس طرح ہمارا مذہب ہے پھر دوسرے سال ایک ایسا ہی دوسرا مسئلہ پیش ہوا آپ نے چاہا کہ پہلے فیصلے کی طرح حکم صادر فرمائیں یعنی حقیقی بھائیوں میں سے ایک نے کہا یا امیر المومنین فرض کریں کہ ہمارا باپ گدھا تھا، لیکن کیا ہم سب ایک ماں کی اولاد نہیں ہیں؟ یعنی حقیقی بھائی جس طرح حقیقی بھائی باپ کے وسیلے سے ایک دوسرے سے رشتہ رکھتے ہیں اسی طرح ماں کے وسیلے سے بھی رشتہ رکھتے ہیں، تو پھر صرف ماں شریک بھائیوں کے ساتھ تہائی میں شریک کر دیا اور فرمایا کہ ہمارا پہلا فیصلہ اپنے حال پر موجود رہے گا اور یہ فیصلہ اپنے حال پر رہے گا چنانچہ اس مسئلہ کو مسئلہ مشترکہ کہا جانے لگا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھائیوں کو باہم شریک کر دیا نیز اس کو حماریہ بھی کہتے ہیں کیونکہ دورانِ گفتگو ایک بھائی نے ھب ان اباناکان حمارا کہا تھا۔

سوال :مسئله خرقا، کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئله خرقاء :۔

اس مسئلہ کوخرقاء اور مثلثہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مربعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مخمسہ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

	عندالجمہور	اصل مسئلہ 3	عندزید اصل مسئلہ 3، وتصحیح من 3
	ماں	دادا	بہن
عندالجمہور	1	2	عند م
عندزید	3	4	2

اس مسئلہ کوخرقاء اس لیے کہتے ہیں کہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو گویا خرق کردیا یعنی توڑ دیا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ماں کو تہائی دادا اور بہن کے درمیان تین حصے ہوکر تقسیم ہوگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ماں کو تہائی اور بہن کو نصف اور باقی دادا کو ملے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں بہن کو نصف اور باقی دادا اور ماں کے درمیان آدھا تقسیم ہوگا اور دوسری روایت میں بہن کو نصف اور ماں کو تہائی اور باقی دادا کو ملے گا اور یہی قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور اس مسئلہ کو عثمانیہ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول اس میں منفرد ہے جس نے اجماع کو توڑ دیا آپ فرماتے ہیں کہ ماں کو تہائی اور باقی دادا اور بہن کے درمیان نصف نصف ہوکر تقسیم ہوگا اور علماء نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کو خرقاء، مثلثہ عثمان رضی اللہ عنہ ومربعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور مخمسہ الشعبی بھی کہتے ہیں اس لیے کہ حجاج نے شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے اور اگر ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی ملایا جائے تو مسدسہ ہوگا۔

سوال :مسئله مروانیه کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئله مروانیه

شوہر	عینی بہنیں 2	اخیافی بہنیں 2	علاتی بہنیں 2
3	4	2	م

صورت یہ ہے کہ میت نے چھ بہنیں متفرقہ اور شوہر چھوڑے پس نصف شوہر کو اور حقیقی دو بہنوں کو دو تہائی اور اخیافی دو بہنوں کو تہائی ملے گا اور علاتی دو بہنیں ساقط ہوجائیں گی چنانچہ اصل مسئلہ 6 سے ہوکر 9 تک عول ہوگا اور اس کو مروانیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ مروان بن الحکم کے زمانہ میں واقع ہوا تھا، اور اس کو غراء بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ان کے درمیان مشہور ہوگیا تھا۔

سوال: مسئلہ حمزیہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: مسئلہ حمزیہ

اصل مسئلہ 6 تصحیح من 18

دادیاں 3	دادا	عینی بہن	علاتی بہن
3	15	م	م

مذکورہ صورت میں تین جدہ متحاذیات، ایک جد اور متفرقہ بہنیں ہیں، حضرت ابوبکر و ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جدات کو چھٹا حصہ اور باقی مال جد کو ملے گا سو اصل مسئلہ 6 سے اور تصحیح 18 سے ہوگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ حقیقی بہن کو نصف ملے گا اور دو تہائی پوری کرنے کے لیے علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا اور جدات و جد کو بھی چھٹا حصہ ملے گا اور یہی قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شاذ روایت یہ بھی ہے کہ جدہ جو ماں کی ماں ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی سب جد کو ملے گا اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جدات کو چھٹا حصہ اور باقی مال دادا اور حقیقی بہن کے درمیان چار حصوں میں تقسیم ہوگا پھر علاتی بہن نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ حقیقی بہن میت کو واپس دے گی چنانچہ اصل مسئلہ 6 سے ہوگا اور اس کی تصحیح 72 سے ہوگیا اور اختصار 36 سے ہوگی جس میں سے جدات کو 2 حصے اور حقیقی بہن کو اس کے حصہ اور اس کے علاتی بہن کے حصہ کے سب 15 حصے اور دادا کو 15 حصے ملیں گے اور اس مسئلہ کو حمزیہ اس لیے کہتے ہیں کہ شیخ حمزۃ الزیات سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے اسی طرح سے جوابات دیئے جس طرح ہم نے ذکر کیے ہیں۔

سوال: مسئلہ دیناریہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: مسئلہ دیناریہ

اصل مسئلہ 24 و تصحیح من 600

میت

بیوی	دادی	بیٹیاں ۲	عینی بھائی ۱۲	عینی بھائی
75	100	400	24	1

میت مذکورہ ورثاء اور چھ سو دینار چھوڑ کر رحلت کر گیا ترکہ میں سے چھٹا حصہ یعنی ایک سو 100 دینار دادی کے لیے ہیں اور ہر دو بہنوں کے لیے دو تہائی یعنی چار 400 سو دینار اور بیوی کے لیے آٹھواں یعنی 75 دینار ہیں جب کہ باقی ماندہ 25 دیناروں میں سے ہر ایک بھائی کو دو، دو دینار اور بہن کو ایک دینار ملے گا، اس لیے اس مسئلہ کو مسئلہ دیناریہ کہا جاتا ہے، اور اسی طرح

اسے مسئلہ داود یہ بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ یہ مسئلہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ سے بھی دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے مذکورہ طریقہ پر تقسیم فرمائی، لیکن میت کی بہن امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی انتقال کر گیا ہے اور ترکہ میں چھ سو دینار چھوڑیں ہیں جن میں سے سوائے ایک دینار کے مجھے اور کچھ نہیں دیا گیا اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ترکہ کس نے تقسیم کیا ہے؟ عورت نے کہا کہ آپ کے شاگرد داؤد نے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسا تو نہیں ہے جو ناحق ظلم کا فتویٰ دے، لیکن تو ایک بات بتا کہ کیا تیرے بھائی نے کوئی دادای چھوڑی ہے؟ اس نے کہا ہاں، پھر فرمایا کہ کیا دو بیٹیاں بھی چھوڑی ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا بیوی بھی ہے؟ کہا کہ ہاں پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تیرے ساتھ تیرے بارہ بھائی بھی چھوڑے ہیں، اس نے کہا کہ ہاں، یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں تو تیرا حق ایک دینار ہی رہتا ہے۔

یہاں سے امام الآئمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی مقام وفضیلت کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح اس مسئلے کو حل فرمایا۔

سوال: مسئلہ امتحانیہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: **مسئلہ امتحانیہ**

اصل مسئلہ 24/30240 المضروب 1260

میت

بیویاں 4	دادیاں 5	بیٹیاں 7	علاتی بہنیں 9
3	4	16	1
3780	5040	20160	1260

مذکورہ صورت میں اعداد روس اور حصوں کے مابین نسبت بتائین ہے اسی طرح روسوں کے مابین بھی بتاین ہے لہذا روسوں کو آپس میں ضرب دینے کی ضرورت پیش آئی چنانچہ 4 کو 5 میں ضرب دی تو 140 ہوئے پھر اس کو 9 میں ضرب دینے سے 1260 ہوئے پھر ان 1260 کو اصل مسئلہ 24 میں ضرب دی تو 30240 حاصل ہوئے اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

اور اس صورت کا امتحان یوں لیا جاتا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے چند قسم کے ورثاء چھوڑے ہر قسم کی تعداد دس سے کم ہے البتہ اس مسئلہ کی تصحیح 30,000 تیس ہزار سے زائد سے ہوتی ہے، تو بتائیے کہ میت نے کتنی قسم کے کتنے ورثاء چھوڑے؟

سوال :مسئله مامونیه کیا هے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئله مامونیه

اس کو مسئلہ مامونیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ مامون رشید نے ارادہ کیا کہ کسی کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا جائے تو اس کے سامنے یحیٰ بن اکثم کو پیش کیا گیا لیکن مامون نے انہیں کمتر جانا اور مذکورہ مسئلہ دریافت کیا اس پر یحیٰ بن اکثم نے جواباً کہا کہ حضور والا پہلے یہ بتائیے کہ میت اول مرد تھا یا عورت؟ مامون یہ سن کر سمجھ گیا کہ یہ بزرگ واقعی عالم ہیں، چنانچہ مامون نے یحیٰ بن اکثم کو عہدے کر بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔

اور مسئلہ کی وضاحت یوں ہے کہ اس مسئلہ میں میت اول کے مرد ہونے اور عورت ہونے سے جواب مختلف ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اگر میت اول مرد ہوگا تو مسئلہ 6 سے ہوگا جن میں سے دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور ماں باپ کو چھٹا، چھٹا حصہ ملے گا۔ پھر جب ایک بیٹی کا انتقال ہو گیا تو اس نے ایک بہن، جد صحیح اور جدہ صحیحہ چھوڑے لہٰذا چھٹا حصہ جدہ کو ملے گا اور باقی ماندہ دادا کو دے دیا جائے گا جب کہ بہن محروم ہو جائے گی یہ صورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق ہے جب کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بقول دادی کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ دادا اور بہن کے مابین تین تہائی ہو کر تقسیم ہوں گے، اور اگر میت عورت ہوگی تو اصل مسئلہ 9 اور 47 پھر بیٹی کا انتقال ہو گیا تو اس کے ورثاء میں ایک بہن، جدہ صحیحہ اور جد فاسد ہوں گے۔ چنانچہ جدہ صحیحہ یعنی نانی کو چھٹا حصہ ملے گا بہن نصف کی حقدار ہوگی اور باقی ماندہ بھی انہیں پر رد ہوگا جب کہ جد فاسد بالاجماع محروم ہو جائے گا جیسا کہ الاختیار شرح المختار میں ہے۔

(عالمگیریہ کتاب الفرائض، باب المسائل الملقبات ج۶،ص۸۲۵)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

علم میراث کے شوقین مندرجہ ذیل کتب فتاوٰی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب (کل جلدیں)		جلد	صفحہ	مصنف	مطبوعہ
1	فتاوی رضویہ	(30)			امام احمد رضا خان بریلوی	رضا فاؤنڈیشن لاہور جامعہ نظامیہ
2	ریاض الفتاوی	(3)	3	198	مفتی ریاض الحسن رحمۃ اللہ علیہ	انجمن انوار القادریہ کراچی
3	فتاوی امجدیہ	(2)	2	356	مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی
4	فتاوی مصطفویہ	(1)	1	544	مفتی مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
5	فتاوی ملک العلماء	(1)	1	481	مفتی ظفر الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ	بریلی شریف
6	فتاوی یورپ	(1)	1	549	مفتی عبد الواجد قادری (ہالینڈ)	شبیر برادرز، لاہور
7	فتاوی اجملیہ	(4)	4	148	مفتی محمد اجمل قادری رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
8	فتاوی نوریہ	(5)	4	265	مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ	دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور
9	فتاوی خلیلیہ	(3)	3	239	مفتی خلیل احمد برکاتی رحمۃ اللہ علیہ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
10	فتاوی فیض رسول	(3)	3	488	مفتی جلال الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
11	فتاوی فقیہ ملت	(2)	2	373	مفتی جلال الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
12	وقار الفتاوی	(3)	3	353	مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ	بزم وقار الدین، کراچی
13	فتاوی دیداریہ		1	702	مفتی دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ العصر گجرات
14	فتاوی بحر العلوم	(6)	6	33	مفتی عبد المنان مدظلہ العالی (ہند)	شبیر برادرز، لاہور
15	انوار الفتاوی		1	375	مفتی محمد اسماعیل نورانی مدظلہ العالی	فرید بک سٹال لاہور
16	تفہیم المسائل		2	295	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
17	تفہیم المسائل		3	319	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
18	تفہیم المسائل		4	353	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
19	تفہیم المسائل		5	417	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گزارش: غلطی پائیں تو ضرور مطلع فرمائیں - ابو حامد **خلیل احمد** عطاری المدنی عفی عنہ

﴿سالانہ پرچہ جات﴾

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان سالانہ امتحان شہادۃ العالمیہ سال اول/2006ء علم الفرائض

سوال ۱ ----- (i)۔علم الفرائض کی تعریف، غرض اور موضوع تحریر کریں، نیز اس علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔ ۱۰

(ii)۔اس علم کا پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟ نیز علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۵

(iii)۔میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے اور کون کون سے حقوق کا تعلق ہے؟ ترتیب وار تحریر کریں؟ ۱۰

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر---

سوال ۲:----- (i)۔موانع ارث تحریر کریں، نیز شوہر اور بیوی کے حالات بیان کریں کہ کس حالت میں کس کو کتنا ملتا ہے؟

(ii)۔"من یرد علیھم" اور "من لا یرد علیھم" کی وضاحت کریں کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ۱۰

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر---

سوال ۳ ----- (الف) اصحاب فرائض کی کل تعداد کتنی ہے اس میں کتنے مرد ہیں اور کتنی خواتین؟

(ب) ایسے کتنے اصحاب فرائض ہیں جن کو نصف ملتا ہے اور کب؟

(ج) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ میں کیا بنیادی فرق ہے حالانکہ دونوں ہی خواتین ہیں۔ ۵

(د) ایک بیٹی اور بہن وارث ہوں تو بہن عصبہ ہو جاتی ہے مگر کون سی عصبہ ۵

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر---

سوال ۵:----- (الف) زید کا انتقال ہوا اس نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے، زید کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ ۱۵

ماں، اخ لاب وام، اخ لام، عم۔ یہ بھی بتائیے کہ مذکورہ بالا مسئلہ میں کون دو افراد محروم ہوں گے کس وجہ سے اور کس اصول کے تحت؟

(ب) خالد نے اپنے انتقال پر ماں باپ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑے ترکہ تقسیم کریں اور مسئلہ کی صورت تحریر کریں؟ ۱۰

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر---

تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) سالانہ پرچہ 2007ء

سوال نمبر ۱:----- (الف) مقرلہ بالنسب علی الغیر کی تشریح کریں۔ (۵)

(ب) مولی الموالات سے کیا مراد ہے؟ (۵)

(ج) حجب کی تعریف اور اقسام تحریر کریں۔ (۱۰)

(د) محروم اور محجوب میں کیا فرق ہے؟ (۵)

(ھ) ذوی رحم وارث کی تعریف قلمبند کریں۔ (۵)

(و) ذوی الارحام کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟ (۱۰)

یا

(الف) دو عددوں کے درمیان کون سی نسبت ہو سکتی ہے وضاحت کریں؟ (۱۵)

(ب) خیفی بھائی سدس اور ثلث حصہ کے کب مستحق ہوتے ہیں۔ (۱۰)

(ج) سگی بہن کی حالتیں بیان کریں۔

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر---

سوال نمبر۱۔۔۔۔(الف) تصحیح کی تعریف کریں نیز تصحیح مسائل میں سہام اور رؤوس سے متعلق قوانین بیان کریں۔ (۲۰)

(ب) محروم اور محجوب میں نیز جد صحیح اور جد فاسد میں فرق واضح کریں۔ (۱۰)

یا

الرد ضد العول ما فضل عن فرض ذوی الفروض ولا مستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین

(الف) ترجمہ کریں؟

(ب) عصبات کی عدم موجودگی میں اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس کا مصرف کیا ہونا چاہیے علماء کا اختلاف بالدلائل نقل کریں۔؟ (۱۵)

(ج) رد علی ذوی الفروض کی صورت میں زوجین کو مستثنیٰ کیوں کیا گیا ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔

سوال ۲۔۔۔۔(الف) عمر کا انتقال ہوا اس نے اپنے ورثاء میں والد، والدہ اور پانچ بیٹیاں چھوڑے ان میں جائیداد کیسے تقسیم ہوگی۔ (۲۰)

(ب) قاسم نے اپنے انتقال پر پوتی سگی بہن، بیوی، اور چچا چھوڑے ان میں سے ہر ایک کو جائیداد میں سے کتنا حصہ ملے گا۔ وضاحت کریں؟

یا

(۱) مسئلہ ________

خاوند ۲ علاتی بہنیں ۲ اخیافی بہنیں والدہ ۱۰

(۲) مسئلہ ________

زوجہ بنتان اب ام ۱۰

(۳) مسئلہ ________

ام زوجہ ۵ بھیے بیٹی ۱۰

تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) 2008ء

سوال ۱۔۔۔۔حجب نقصان کی تعریف کریں نیز حجب نقصان کتنے اور کون سے افراد کے لیے ہے۔ (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔

سوال ۲۔۔۔۔(الف) اختلاف دار اور اس کی اقسام کی وضاحت کریں، (۱۰)

(ب): عصبہ بنفسہ کی تعریف کریں نیز کونسی عورتیں عصبہ بن سکتی ہیں وضاحت کریں (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔

سوال:۔۔۔۔(ج) ولاء کسے کہتے ہیں ولاء کو فروخت یا ہبہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں وضاحت کریں؟ (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔

سوال نمبر۳۔۔۔۔(الف) العول ان یزاد علی المخرج شی من اجزائه اذا ضاق عن فرض ۔ عبارۃ مذکورہ بالا کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ب) مفقود کی تعریف کریں نیز مفقود کی مدت میں آئمہ کے اقوال تحریر کریں۔ (۱۰)

(ج) مرتد سعدی جرتی کی وضاحت کریں۔

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔

سوال ۴۔۔۔(الف) زاہد کا انتقال ہو گیا اس نے اپنے ورثاء میں بیوی حنفی، بہن باپ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑے جائیداد کیسے تقسیم ہو گی؟(۲۰)

(ب) عمر اقبال نے اپنی وفات پر سگی بہن والدہ اور دو پوتیاں اپنے ورثاء میں چھوڑے ان میں جائیداد کیسے تقسیم ہو گی؟(۱۰)

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال ۵:۔۔۔۔۔درج ذیل صورتوں میں سے میت کا ترکہ کس طرح تقسیم ہو گا تفصیلاً تحریر کریں۔

۱۔ میت..................................

والد بیٹا خاوند (۱۰)

۲۔ میت..................................

بیٹی پوتی چچا (۱۰)

۳۔ میت..................................

خاوند سگا بھائی سگی بہن بیٹی (۱۰)

تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) 2011ء

سوال ۱: الف: علم الفرائض کی تعریف، موضوع، غرض، ارکان اور اسباب تحریر کریں۔

ب: ترکہ سے تعلق رکھنے والے حقوق کتنے اور کون کونسے ہیں ترتیب کے ساتھ تحریر کریں؟ سوا

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال ۲: الف: کتاب اللہ میں بیان کئے گئے حصے کتنے اور کون کونسے ہیں۔ نیز بنات الصلب (سگی بیٹیوں) کے کل کتنے اور کون کونسے احوال ہیں تفصیلاً لکھیں؟

ب: مسئلہ کے مخرج نکالنے کا طریقہ بالتفصیل لکھیں؟

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال ۱: الف: تداخل، توافق، اور تباین کی تعریف مع امثلہ لکھیں؟

ب: عول اور حجب کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال ۱: الف: تصحیح کی تعریف کرتے ہوئے سہام اور رؤس کے درمیان تصحیح کے قواعد ثلاثہ لکھیں۔

ب: اصحاب فرائض کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ کل اصحاب فرائض کتنے اور کون کونسے ہیں۔

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال ۱: الف: اولاد ام (اخیافی بھائی، بہن) کے کل احوال لکھیں اور بتائیں کہ ان حاجب کون کونسے افراد ہیں۔

ب: اگر کوئی ترکہ میں سے کوئی معین چیز لیکر اپنے حصے سے دستبردار ہو جائے تو ترکہ دیگر ورثاء میں کس طرح تقسیم ہو گا۔ جیسے وارثوں میں شوہر، ماں، اور چچا ہیں اور شوہر مہر پر مصالحت کر کے اپنے حصہ سے دستبردار ہو گیا۔

امکانی سوالات

سوال: علم میراث کی تعریف موضوع اور غرض وغائت بیان کریں؟

سوال: میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں، بیان فرمائیں؟

سوال: اصحاب فرائض کسے کہتے ہیں؟

سوال: اصحاب فروض کتنے اور کون سے ہیں؟

سوال: موانع ارث کتنے ہیں تحریر فرمائیں؟

سوال: تمام اصحاب فروض کے احوال لکھیں؟

سوال: نوع اول اور نوع ثانی کی تشریح کریں؟

سوال: مندرجہ ذیل مسائل حل کریں۔

(الف) زوجہ ۲ اخیافی بھائی باپ (ب)۔ زوج ایک اخیافی بھائی چچا

(ج)۔ ایک بیٹی ۳ پوتیاں علاتی بہن (د)۔ زوجہ ماں پوتی جدہ صحیحہ جد

(ھ)۔ ۳ پوتیاں ۲ اخیافی بہنیں ایک اخیافی بھائی جدہ

نوٹ: ہر مسئلہ کو حل کرنے کے بعد ان چیزوں کی وضاحت فرمائیں؟ (۱) ہر فریق کو جو مال دیا اس کی وجہ (۲) مسئلہ جس عدد سے بنایا گیا اس کی وجہ (۳) ہر فریق کو جو سہام دیے گئے اس کی وجہ (۴) جس فریق پر کسر واقع ہوئی اس کو تصحیح کے ذریعے حل کریں۔ میت کا وہ مال جو ورثہ پر تقسیم کرتا ہے اس اصل مسئلہ پر تقسیم کرتا ہے، جو حاصل ہوا اس پر فریق کے سہام سے ضرب دیں گے تو ہر شخص کو کتنا حصہ ملے گا۔

سوال: عصبہ کی تعرف، عصبہ کی اقسام مع تعریفات اور وضاحت کریں، اور عصبہ کون کون سے ہیں اور کتنے ہیں؟

سوال: حجب کی تعریف اور اقسام لکھیں اور کونسے ہیں مع تعریفات لکھیں؟

سوال: وارثین کو حجب حرمان کیوں اور کب لاحق ہوتا ہے؟

سوال: عول کی تعریف اور کتنے مخارج میں عول ہوتا ہے کس انداز میں ہوتا ہے؟

(۱) زوج ۲ علاتی بہنیں (۲) حقیقی بہنیں زوج دو اخیافی بہنیں

(۳) زوجہ ماں ۲ حقیقی بہنیں ایک اخیافی بہن

سوال: رد کی تعریف مع قواعد بطور وجہ حصر نیز زوجین پر رد ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

(۱) زوجہ ایک حقیقی بہن ایک علاتی بہن ایک اخیافی بہن

(۲) ۳ بیویاں ۳ دادیاں ۵ اخیافی بہنیں

(۳) بیٹی پوتی جدہ صحیحہ

سوال: تصحیح کے قواعد بطور وجہ حصر بیان کریں اور بتائیں کہ تصحیح میں ذواضعاف اقل کی کیا اہمیت ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل اعداد کا ذواضعاف اقل نکالیں؟

12:25:26;58: 63:72:92: 92:70:28

سوال: مخارج کی تعریف اور اسکے مفہوم کی وضاحت کریں نیز دو امثلہ تحریر کریں؟

سوال: مناسخہ کی تعریف اور اسکی وضاحت کریں اور مشہور زمانہ میں ایسی مثال دیں جس میں توافق تماثل تباین موجود ہو؟

سوال: خنثیٰ مشکل کے وارث کا طریقہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

سوال: حمل کے وارث کا طریقہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

سوال: مفقود کی وراثت کا طریقہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

سوال: 75 سال میں عبدالجبار کا ہوا جنھوں نے ایک مکان جس کی قیمت 4 لاکھ زمین کی مالیت 24 لاکھ 60 ہزار اور سونا ایک لاکھ 50 ہزار چاندی 50 ہزار ترکہ چھوڑا ہے جبکہ ان پر ایک لاکھ 80 ہزار کا قرض ہے اور ان کی تجہیز و تکفین میں 20 ہزار خرچ ہوئے وصیت کوئی نہیں اور انکے چار بیٹے تین بیٹیاں ایک بیوی ماں سگا بھائی سوگوار چھوڑے مسئلہ حل کریں؟

الغنی پبلشرز کی دیگر مطبوعات